

1137
تاریخ

تاریخ

مظہر شاہجہانی

۵۱۰۳۳

در بیان احوال ولایت سند از بہکر تابہ تہتہ

تالیف

یوسف ہیرگ بن ہیر ابوالقاسم نمکین بہکری

بتصحیح و مقدمہ و حواشی
سید حسام الدین راشدی



1962

سندی ادبی بورڈ
حیدرآباد - کراچی -
سکر (سندھ)

اعتراف

انجمن ادبی مندهی از مساعدت مالی، وزارت
معارف حکومت پاکستان که از روی کمال معارف
خواهی در راه طبع و نشر سلسله مطبوعات این
انجمن فرموده است، خیلی متشکر بوده و این اقدام
نیکو را بنظر تقدیر و استحسان می نگرد.

فهرست

۱	مقدمه	سید حسام الدین راشدی
۷۷	فهرست مصادر	
۷۹	غلط نامه	
۸۰	اضافه در باره قوج علی و مخدوم محمد جعفر بوبکانی	
۸۵	چهار عکس از متن کتاب حاضر	
۸۹	گوشواره واقعات مهم تاریخی (۳۶-۱۰۴۴ هـ)	
	نسب نامه مؤلف کتاب	
	نسب نامهای پدری و مادری نورجهان بیگم و شرح آن	
	<u>فهرست مضامین متن کتاب مظهر شاهجهانی</u>	
	<u>قسم ثانی</u>	
۳	باب اول - در بیان احوال ملک بهکر	
۲۳	باب دوم - در بیان احوال ملک سیوی	
۳۳	باب سوم - در بیان احوال ملک تهته	
۳۴	(۱) بیان صوبه داری تهته به شمشیرخان اوزبک	
۳۵	(۲) بیان صوبه داری تهته به مظفرخان معموری	
۳۸	(۳) صوبه داری سید بایزید بخاری از تهته	
۵۵	باب چهارم - در بیان احوال ملک سهوان	
	فصل اول: در بیان احوال پرگنجیات این ملک	
۵۷	از روی اجمال	

(۴)

- ۳۱۱ (۲۲) سید بایزید بخاری
۳۱۳ (۲۳) باقی جان خواجہ
۳۱۶ (۲۴) شریب الملک
۳۲۵ (۲۵) احمد بیگ خان
۳۲۱ (۲۶) مرتضیٰ خان میرزا حسام الدین
۳۲۳ (۲۷) حکیم صالح
۳۲۵ (۲۸) محمد علی بیگ بندری
۳۲۷ (۲۹) دیندار خان
۳۲۹ (۳۰) جان نثار خان

فہارس

- ۳۳۱ (۱) اسمای رجال
۳۳۶ (۲) نامہای کتب
۳۳۸ (۳) اماکن جغرافی
۳۵۸ (۴) اقوام و قبائل
۳۶۳ (۵) مصطلحات خاص
۳۷۲ (۶) اقوام و قبائل سندھ
۳۷۵ (۷) اسمای اماکن سندھ

مقدمہ

وہی تو کراچی میں دسمبر کی شامیں اتنی سرد نہیں ہوا کرتیں کہ ایک اچھا خاصا انسان سکڑ کر گٹھڑی بن جائے، لیکن اتفاق سے اُس دن کی شام بے انتہا سرد تھی جبکہ میں پیراڈائیز سٹنما کے سامنے ایک میخانے (Ritz Bar) کی اوپر والی منزل میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ خشک خشک اور انسانی جلد کو چیرنے والی تیز بلوچستانی ہوائیں انتہائی تندہی اور خشم ناکہی کے ساتھ سائیں سائیں کرتی بند کونڑوں تک کو زور سے جھنجوڑ رہی تھیں۔

نشستگاہ میں ایک طرف میری کتاب 'تذکرہ امیر خانی' کا مسودہ پڑا ہوا تھا، اور اس کے قریب ہی ایک فرشتہ صورت بوڑھا عالم، جس کے سر کے مختصر بال اور گنجان بھوہیں برف کی طرح سفید ہو چکی تھیں، ایک خطی کتاب اپنے دونوں

ہاتھوں میں مضبوطی کے ساتھ تھامے بیٹھا تھا۔ یہ بوڑھا عالم جس کے معصوم اور معجوب چہرے پر خاندانی شرافت اور علمی فضیلت کے خد و خال بہت ہی نمایاں اور عیاں تھے، ڈاکٹر محمد ناظم مرحوم و مغفور تھے؛ جنہوں نے گریجویٹ کے 'زین الاخبار' کو سب سے پہلے شایع کیا اور محمود غزنوی کی زندگی پر انگریزی میں پہلی مستند اور تحقیقی کتاب لکھی تھی۔ وہ اب، زندگی کے تومند دن محکمہ آثار قدیمہ میں صرف کرنے کے بعد، رٹائر ہو کر کراچی کے مذکورہ میخانہ کے اوپر والی منزل میں آکر قیام پذیر ہوئے تھے۔

ڈاکٹر مرحوم اتنے نیک اور اس حد تک باسروت اور منکسر المزاج تھے کہ 'انکار' کا لفظ ان کے لغت میں تھا ہی نہیں۔ اسی بنا پر اس وقت ان کو اپنے اوپر کوئی اعتماد نہیں تھا کہ وہ مخطوطہ، جو نہ دینے کے ارادے سے انہوں نے بڑی مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں داب رکھا تھا، اگر میں مانگ بیٹھوں تو وہ کیونکر اپنے ہاتھوں کو ڈھیلے پڑ جانے سے روکنے پر قادر ہو سکیں گے؟ وہ اپنی شرافت نفسی کی وجہ سے نہ فقط اس وقت بہت بڑے خلجان میں تھے بلکہ وہ بری طرح ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے۔ میں اس شش و پنج کے آثار ان کے شگفتہ گندمی رنگ کے خوبصورت اور معصوم چہرے پر پڑھ رہا تھا۔

'تذکرہ امیر خانی' کا مسودہ مکمل ہوجانے کے بعد

میں نے ملاحظہ کے لئے ڈاکٹر صاحب کے حوالے کیا تھا۔ حسن اتفاق سے عین اسی زمانے میں پروفیسر آذر مرحوم کے ذخیرے سے انہیں ایک خطی کتاب مطالعے کے لئے ملی تھی جس میں، ابوالقاسم نمکین اور ابوالبقا امیر خان کے نام بار بار آتے تھے، اور یہی نام ڈاکٹر صاحب 'تذکرہ امیر خانی' میں بھی دیکھ چکے تھے۔ اس خطی کتاب کو دکھانے کے لئے مجھے وہ اس شام کو اپنے فلاٹ میں لے گئے تھے، جس کے متعلق وہ ہمیشہ ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ: کراچی میں آکر انہیں میخانے کی ہمسایگی کا شرف حاصل ہوا ہے، لیکن اس وعدے کے ساتھ لے گئے تھے کہ میں ان سے کتاب مستعار نہیں مانگوں گا۔

کتاب دیکھنے کے بعد طرفین کی دلی کیفیت ہی بدل گئی، نہ میں اپنے وعدے پر قائم رہ سکا، اور نہ ڈاکٹر صاحب مرحوم ہی آئین مروت کے ماتحت اپنے ارادے کے استحکام کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہو سکے۔ چھوڑے پر سرخی آگئی، گردن جھک گئی۔ دو منٹ کے لئے غور فرمایا اور اس کے بعد ذہنی کشمکش سے دامن جھٹک کر کہا کہ: بھائی کل شام تک کتاب ضرور واپس کر دینا!

یہی وہ حسن اتفاق، بلکہ یوں کہیے کہ ایک خوشگوار حادثہ تھا جس نے مجھے 'مظہر شاہجہانی' جیسی نادر روزگار سندھ کی تاریخ سے روشناس کیا، جس کے وجود کا علم، گذشتہ تین سو برس میں کسی عالم کو نہ ہوسکا اور خود سر هنری

ایلیٹ جیسا با وسائل مستشرق بھی اس کی زیارت سے محروم رہا، جس نے اپنی 'تاریخ ہند' کے سلسلے میں فراہمی کتب کے لئے ہندوستان اور یورپ کا کونا کونا چھان مارا تھا۔

جس دور میں 'مظہر شاہجہانی' تالیف ہوئی اسی دور میں سندھ کی تاریخ پر، سندھ میں یہ کتابیں لکھی گئیں، جن کا اب تک ہمیں علم ہو سکا ہے :

- (۱) تاریخ سندھ میر معصوم بکھری (۱۰۰۹ھ-۱۶۰۰ع)
- (۲) تاریخ طاہری محمد طاہر نسیانی تتوی (۱۰۳۰ھ-۱۶۲۱ع)
- (۳) بیگلر نامہ ادراکی بیگلاری (۱۰۳۳ھ-۱۶۲۵ع)
- (۴) ترخان نامہ سید میر محمد تتوی (۱۰۶۵ھ-۱۶۵۳ع)

میر معصوم کی تاریخ میں مغلوں کی فتح سندھ تک کے واقعات دئے گئے ہیں، بقیہ تاریخیں اگرچہ مغلیہ تسلط اور میر معصوم کی تاریخ کے بعد لکھی گئیں، لیکن دراصل وہ ارغون اور ترخانی تسلط کی تاریخیں ہیں۔ خاص مغل دور پر اب تک کوئی ایسی تاریخ ہمیں نہیں ملی تھی جس سے اس زمانے کی سیاسی یا اندرونی روئداد معلوم کی جا سکے۔ اسلئے لامحالہ ہمیں عہد مغلیہ کی ان عام تاریخوں کا دامن تھامنا پڑتا تھا، جن میں سندھ سے متعلق آئے میں نمک کے برابر حالات لکھے ہوئے ہیں۔ 'مظہر شاہجہانی' پہلی کتاب ہے جو مغلیہ تسلط کی پہلی نصف صدی کے حالات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے۔ اس کتاب کے میسر آجانے سے ایک بہت بڑا الجھاؤ اور ایک بہت بڑا خلا جو تاریخ سندھ کے تسلسل

میں پڑا ہوا تھا، دور ہو گیا۔ سال تالیف کے اجاز سے یہ کتاب مندرجہ بالا تاریخوں کے سلسلے میں بیگلر نامہ اور ترخان نامہ کے درمیان آتی ہے، کیونکہ اس کی تکمیل ۱۰۳۹ھ اور ۱۰۴۴ھ کے درمیان ہوئی ہے۔



مولف کے حالات

خاندانی پس منظر: اس سے پہلے کہ ہم کتاب پر بحث کریں اور کتاب کی خوبیوں اور خصوصیتوں کو دکھائیں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مولف اور اس کے خاندانی حالات سے پڑھنے والوں کو متعارف کرائیں۔

مظہر شاہجہانی کے مولف یوسف میرک کے والد میر ابوالقاسم نمکین (۱) بن ملا میر مہزواری کا آبائی وطن بیجق (۲) نامی

(۱) راقم الحروف نے علما اور امرا کے اس نامور خاندان کا مفصل ذکر 'تذکرہ امیر خانی' میں کیا ہے، اور اسی تالیف سے یہاں ضروری حالات اختصار کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

(۲) تحفة الکرام (مطبوعہ) میں بیجق (ب ی ج ک) لکھا ہوا ہے، خطی نسخہ میں بیچک (پ ی چ ک) ہے۔ اور مظہر شاہجہانی (بقیہ حاشیہ ص ۷ پر)

ایک قصبہ تھا ، جو سبزوار (اسفزار) کے مضافات میں تھا ، اور یہ سبزوار خراسان کے دارالسلطنت ہرات کا وہ مشہور مردم خیز شہر تھا جہاں کی خاک سے منجملہ اور مشاہیر علم و ہنر کے ' روضۃ الجنات فی اوصاف مدینۃ الہرات ' کا مولف معین الدین اسفزاری (۱) اٹھا تھا ۔ ملا میر کے متعلق ہمیں فقط اتنا معلوم ہے کہ مشہد مقدس کی تولیت کسی زمانے میں ان کے سپرد تھی ، اور جب خراسان میں اوزبکوں (۲) کا فتنہ پیدا ہوا اس وقت وہ اپنے قصبہ کو چھوڑ کر قندھار میں

(بقیہ حاشیہ ص-۶)

کے دونوں نسخوں میں بحق (ب ج ق) مرقوم ہے (دیباچہ) ۔
افغانستان کے قاموس جغرافیائی میں ایک نام تچک ہے (پ ت ج ک) جس کے متعلق لکھا ہے :- دشتی ایست در جنوب قنعہ نو ، در علاقہ بادغیسات مربوط ولایت ہرات ، کہ بین ۳۳ - ۳۴ درجہ ۲۰ دقیقہ ۳۰ ثانیہ و ۳۴ - ۳۵ درجہ ۲۰ دقیقہ ۳۰ ثانیہ عرض البلد شمالی وقوع دارد (ج ۱ - ص ۳۱۳) ۔

- (۱) سبزوار کا ایک نام اسفزار بھی تھا ، خراسان کا یہ شہر اس وقت افغانستان کے حدود میں ہے اور قندھار سے ہرات جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے ، اس کا موجودہ افغانی نام ' شین داند ' ہے ۔
- (۲) یہ روایت تحفۃ الکرام کی ہے اور اوزبکوں کے فتنہ سے شاید میر قانع کی مراد محمد خان شیبانی کا خراسان پر تسلط ہے جو ۱۱۳۰ھ میں ہوا ۔

آگئے جہاں اُن کا انتقال ہو گیا (۱)۔ میر ابوالقاسم - یعنی ملا میر کے فرزند اور مولف کتاب یوسف میرک کے والد - ابتدا میں کابل کے والی میرزا حکیم بن ہمایوں کے پاس ملازم تھے، بعد میں اُنہوں نے میرزا حکیم (۲) کے دوسرے ملازموں کی طرح ہندوستان کا رخ کیا، اور جس زمانے میں اکبر بادشاہ لاہور میں

(۱) تحفة الکرام مطبوعہ، ج ۳ ص ۱۳۷ - ملا میر غالباً ۹۱۳ھ میں قندھار آئے ہونگے جبکہ محمد خان شیبانی شاہ حسین بایقرا کی وفات (۹۱۱ھ) کے بعد اس کے شہزادوں کو شکست دے کر (۹۱۳ھ) پورے خراسان کو اپنے قبضے میں کر چکا تھا۔ قندھار پر اس وقت ارغون خاندان حکمران تھا جو بعد میں (۹۲۷ھ) سندھ پر مسلط ہو گیا۔

(۲) میرزا حکیم (تولد ۹۶۱ھ) نے کابل میں بتاریخ ۱۲ شعبان ۹۹۳ (۱۶ جولائی ۱۵۸۵ع) میں وفات پائی اور اپنے دادا بابر کے (باٹھیں) پہلو میں (باغ بابر کابل) دفن ہوا۔ بابر کے پہلو میں اس کا بیٹا میرزا ہندال دفن ہے اور اس کے برابر میرزا حکیم کی قبر ہے۔ ان تینوں قبروں پر جہانگیر نے ۱۰۱۶ھ میں جبکہ وہ تخت نشینی کے بعد پہلی مرتبہ کابل گیا تھا کتبے لگوائے۔ میرزا حکیم کی زار کا کتبہ یہ ہے جو راقم الحروف نے اگست ۱۹۵۸ میں دوران سفر کابل میں خود نقل کیا ہے۔

(۱) اللہ اکبر

بفرمودہ ابوالمظفر نور الدین (۲) محمد جہانگیر بادشاہ غازی ابن حضرت جلال (۳) الدین محمد اکبر غازی، لوح مرقد را (۴) محمد حکیم ابن جنت آشیانی ہمایوں باد (۵) شاہ غازی صورت اتمام برقت بر جلوس ۲ (۶) جہانگیری مطابق سنہ ۱۰۱۶ھ۔

مقیم تھا، اس کے دربار میں پیش ہوئے (۱) اور مستقل طور پر امرائے اکبری کے زمرے میں شامل ہو گئے۔

میر ابوالقاسم جن کو بعد میں اکبر نے 'نمکین' (۲) کا لقب دیا تھا، اپنے سرکاری عہدوں کی وجہ سے زیادہ تر سندھ میں رہے۔ یہاں کی آب و ہوا ان کو کچھ اس طرح راس آئی کہ اپنے خاندان کی مستقل بود و باش کے لئے یہیں ڈیرے ڈال دئے۔ بکھر میں مکانات بنوائے اور وہیں اپنے خاندان کے افراد کو آباد کیا۔ ان کے دور حیات تک خاندانی وطن بکھر ہی رہا، لیکن اس کے بعد جبکہ ان کے بڑے فرزند میر ابوالبقا امیر خان ٹھٹے کے نائب الحکومت بن کر آئے تو خاندان کا ایک حصہ بکھر سے منتقل ہو کر ٹھٹے میں سکونت پذیر ہو گیا، جن کی رہائش کے لئے ابوالبقا امیر خان نے قلعہ حاکم نشین کے سامنے، اور جامع مسجد ٹھٹہ کے مشرقی دیوار سے ملحق ایک محلہ آباد کیا جو ان کے نام پر 'محلہ امیر خانی' مشہور ہو گیا۔ خانوادے جو افراد بکھر میں رہ گئے وہ میر ابوالقاسم کی

(۱) اکبر نامہ میں ان کا ذکر ۹۸۰ھ سے شروع ہوتا ہے، لہذا اکبر

کے دربار میں میر ممدوح اس سے کچھ سال قبل آئے ہونگے۔

(۲) جب نمکسر (پنجاب) کا علاقہ ان کی جاگیر میں تھا اس وقت

انہوں نے نمک کا ایک طشت بنوا کر بادشاہ کے خدمت میں

بھیجا۔ جو ان کی اپنی نمک حلالی کا ایک رمز رکھتا تھا۔ بادشاہ

نے اس نکتہ سے خوش ہو کر 'نمکین' کا لقب دیا۔

(مائر الامراء، ج ۳ ص ۷۳-۷۴)

نسبت سے 'قاسم خانی' کہلائے اور جو ٹھٹھے میں آ کر پھولے پھلے وہ ابوالبقا امیر خان (۱) کے نام پر 'سادات امیر خانی' مشہور ہوئے۔ اس خاندان کے بعض مشاہیر نے سہوان (سوستان) میں بھی توطن اختیار کیا، جیسا کہ خود مظہر شاہجہانی کے مولف کی زندگی زیادہ تر سہوان میں کٹی اور ابوالمکارم 'شہود' کی حیات کا اختتام بھی وہیں ہوا۔

اس خاندان نے تقریباً ڈھائی صدی تک مسلسل عروج اور اقبال مندی کے دن دیکھے۔ اکبر سے لے کر سندھ کے کلہوڑا فرمانرواؤں (بارہویں صدی کے اواخر) تک اس کے اکثر و بیشتر افراد، بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر ممتاز رہے، اور امیرانہ ٹھاٹھ اور وجاہت کے ساتھ زندگی بسر کی۔ ان لوگوں نے نہ صرف امیری کی بلکہ ادب، تاریخ، شعر و سخن اور تصوف کے میدانوں میں بھی شہسواروں کے جوہر دکھائے اور سندھ کے ادبیات اور تمدن و تہذیب میں نمایاں اور زندہ جاوید آثار اور نشان چھوڑے۔ چنانچہ: منشآت نمکین، مظہر شاہجہانی، رقائم کرائم، معلومات الافاق، رشحات الفنون، مثنوی پری خانہ سلیمان، مثنوی بدیع الجمال و سیف الملوک اور علاوہ ازین کئی ایک فارسی دیوان اس خاندان سے سندھ کو علمی ورثے میں ملے۔ تمدنی آثار کے طور پر بھی اس خاندان نے سندھ میں کئی مسجدیں، نرہنگاہیں، عمارتیں، عیدگاہیں اور قلعے بنوائے نیز

(۱) شاہجہاں کی طرف سے پہلے میر خان اور اس کے بعد امیر خان کا خطاب ملا۔

متعدد نئے شہر بھی بسائے، ان کے ان کارناموں میں سے کئی ایک کے آثار آج بھی موجود ہیں، مثلاً روہڑی میں لب دریا صفہٴ صفا، جیسی عظیم المثال عمارت جس کی بالائی منزل پر خاندان کا قبرستان واقع ہے، فن تعمیر کے لحاظ سے اپنی نوعیت کی خاص چیز ہے۔ اسی طرح جامع مسجد ٹھٹھہ جس کو 'جامع شاہجہانی' کہا جاتا ہے، کاشی کاری کی وجہ سے یگانہ روزگار شمار کی جاتی ہے اور دیکھنے والوں کی طبیعتوں کو ایک ہی نظر میں شگفتہ کر دیتی ہے، اسی خاندان کے حسن ذوق کا مظہر ہے۔ میر ابوالقاسم نمکین، میر ابوالبقا امیر خان اور یوسف میرک کے علاوہ بھی اس خانوادے میں کئی مشاہیر ایسے گذرے ہیں جنہوں نے ملکداری کے ساتھ ساتھ اپنی زندگیوں کی خدمت اور نشر و اشاعت میں گزار دیں، مثلاً: میر عبدالرزاق، ضیاء الدین یوسف، عبدالکریم امیر خان، اشرف خان، ابوالمکارم شہود، امین الدین خان، متین الدین خان، میر گدا، رضی الدین فدائی، میر ابو تراب کامل، میر محمد عطا، میر حفیظ الدین، میر معین الدین وغیرہ۔ ایک ہی خاندان سے مسلسل اتنے مشاہیر کا ہونا، بجائے خود ایک نادر مثال ہے۔ اس مقدمہ کے اختتام پر ہم ایک نسب نامہ ملحق کر رہے ہیں جس سے ان تمام مشاہیر کا ایک دوسرے سے تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

مؤلف: مؤلف کے حالات کے سلسلے میں سوائے ان کی اس تالیف کے اور کوئی ماخذ، ہمارے پاس موجود نہیں جس سے کہ ان کی سوانح حیات پر روشنی پڑ سکے، بلکہ

ان کے نام اور کام سے ہم اسی ایک کتاب کے ذریعے پہلی بار آشنا ہوئے ہیں۔ مظہر شاہجہانی میں مؤلف نے جا بجا ضمناً جتنا کچھ اپنے متعلق لکھا ہے، اس سے ان کی ابتدائی زندگی، تعلیم و تربیت یا تالیف اور تصنیف کے سلسلے میں ہمیں کوئی اشارہ نہیں ملتا، ۱۶۰۱ھ سے لے کر ۱۰۳۳ھ تک کے واقعات میں جو کچھ جزوی طور پر انہوں نے اپنے متعلق لکھا ہے، اس سے ذیل کے حالات مرتب ہوتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یوسف میرک کی ابتدائی زندگی زیادہ تر اپنے والد ہی کی خدمت میں گذری، اور غالباً میر نمکین جہاں جہاں دوران ملازمت میں گئے، یہ ان کے ساتھ رہے۔ ۱۶۰۱ھ میں جب میر ابوالقاسم نمکین باجور میں قلعہ دار تھے (ص-۱۳۳) تو یہ بھی وہیں موجود تھے، اور جب اسی (۱) سال سردار خان کے تبادلے کے بعد دوبارہ (ص-۱۱۲) میر نمکین کو سوستان کی جاگیر ملی تو انہوں نے یوسف میرک کو سپاہیوں کی جمعیت دے کر اپنی روانگی سے پیشتر بھیج دیا، اور جب تک وہ خود نہ پہنچے یہ جاگیر کا انتظام کرتے رہے۔ باجور سے پہلے میر نمکین بکھر، گجرات، سوستان، اور جلال آباد وغیرہ میں تعینات تھے، اور قیاس یہی کہتا ہے کہ یوسف میرک بھی ان تمام مقامات میں اپنے والد کے

(۱) میر نمکین ماہ صفر ۱۶۰۱ھ میں باجور کے تھانہ دار مقرر ہوئے، اور آٹھ ماہ کے بعد رمضان ۱۶۰۱ھ میں ان کو سوستان کی جاگیر ملی۔

ساتھ ہی رہے ہونگے۔

سیر نمکین اواخر رجب ۱۰۱۷ھ میں، شاہی حکم کے مطابق میرزا غازی ابن میرزا جانی ترخان کے ساتھ کمک کے طور پر قندھار (۱) گئے، سوستان میں اپنے بڑے بیٹے میر ابوالبقا امیر خان کو انتظامات کے لئے چھوڑ گئے (ص-۱۱۵)۔ سیر نمکین تقریباً ایک سال کے بعد جب وہاں سے ۱۰۱۸ھ میں واپس آ رہے تھے تو راستے میں ان کا انتقال ہو گیا۔ جہانگیر نے ان کے انتقال کی خبر سنتے ہی، سوستان کا صوبہ مشترکہ طور پر میر ابوالبقا امیر خان اور شمشیر بیگ اوزبک کے حوالے کر دیا۔ لیکن میر ابوالبقا کو غیر کی یہ شرکت پسند نہ آئی، اور وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر دربار کی طرف چلے گئے (ص-۱۲۱)۔ یوسف میرک یہ پوری مدت اپنے بڑے بھائی کے پاس سوستان میں رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حکومت مغلیہ کی طرف سے منصب ملا ہوا تھا، جب میر ابوالبقا سوستان سے رخصت ہو کر شاہی دربار میں حاضر ہونے کے لئے ہندوستان چلے گئے تو یہ اس منصب کو ترک کر کے 'جزوی مدد معاش' پر قناعت کر کے سوستان میں گوشہ نشین ہو گئے (ص-۱۲۲)۔ واقعات کے تسلسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوسف میرک ۱۰۱۶ھ سے لے کر ۱۰۳۸ھ تک سوستان ہی میں مقیم رہے، لیکن باوجود گوشہ نشینی کے، ملکی معاملات سے ان کی دلچسپی برابر قائم رہی۔ مندرجہ کے

(۱) میرزا غازی رجب ۱۰۱۷ھ میں نائب الحکومت بن کر قندھار

گئے اور انتقال (۱۰۲۱ھ) تک وہیں رہے۔

معاملات اور حالات کے سلسلے میں ان کا مطالعہ اتنا گہرا اور صحیح تھا کہ بعض صوبہ داران سے مشورہ لینا ضروری سمجھتے تھے، چنانچہ شمشیر خان کے عمل کا انحصار تو زیادہ تر یوسف میرک ہی کے مشوروں پر تھا، جب تک کسی معاملے میں ان کی رائے معلوم نہ کر لیتا تھا اس وقت تک کسی کام میں ہاتھ نہیں ڈالتا تھا۔ (ص ۱۳۱-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۹) جن جن معاملات میں شمشیر خان نے ان کی رائے اور مشورے پر عمل کیا اسے سو فیصدی کامیابی ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 'مظہر شاہجہانی' کا مؤلف کس قدر دانشمند، پختہ کار صائب اور صحیح رائے کا مالک تھا۔ اور سندھ کے سلسلے میں اس کا تجربہ اور مشاہدہ کس قدر مستند تھا۔

مؤلف کے آخری دور حیات کے متعلق اس کتاب سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ احمد بیگ خان کے دور میں سوستان سے نکل کر بکھر ہوتے ہوئے سلطان میں اپنے بڑے بھائی میر ابوالبقا امیر خان کے پاس پہنچے، اور وہاں سے انہی کے ساتھ (۵۱۰۳۹) میں ٹھٹھے آگئے جہاں ۱۹ محرم ۱۰۴۴ کو انہوں نے اپنی اس تالیف 'مظہر شاہجہانی' کی تکمیل کی۔

یوسف میرک نے کتنی عمر پائی، کب ان کا انتقال ہوا، ۱۰۴۴ء کے بعد سے اپنی وفات تک وہ کہاں رہے اور کیا کرتے رہے؟ اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں، نیز ان کے مدفن کے سلسلے میں بھی کوئی علم نہیں۔ اس خانوادے کے

دو قبرستان موجود ہیں۔ ایک بکھر میں - صفحہ صفا (۱)۔ اور دوسرا مکلی کی پہاڑی پر، جو 'گورستان امیر خانی' کے نام سے مشہور ہے۔ ان دونوں گورستانوں میں ان کی قبر ہمیں نہیں ملی۔ بعض قبریں منہدم ہو چکی ہیں اور بہت سی قبروں کے کتبے ضایع ہو گئے ہیں، ممکن ہے کہ ان منہدم شدہ قبروں میں سے کوئی قبر یوسف میرک کی ہو، یا پھر ہو سکتا ہے کہ چونکہ ان کا قیام زیادہ تر سوستان میں رہا، اور انہوں نے اس کو اپنا 'وطن اختیاری' (ص۔ ۱۶) بنا لیا تھا، اس لئے وہیں انتقال کیا ہو، اور اسی خاک نے ان کو اپنے آغوش میں جگہ دی ہو۔ کیونکہ یہی وہ خاک پاک تھی جس کی ترقی اور خوشحالی اور اس کو ظالموں کے پنجہ مہم و استبداد سے چھڑانے، بچانے اور نجات دلانے کے لئے انہوں نے بڑی جدوجہد کی تھی، جس کا ذکر آئندہ مطور میں آ رہا ہے۔

'مظہر شاہجہانی' کے ذریعے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سولف عقائد کے لحاظ سے کٹٹر سنٹی تھے، میرزا یوسف (برادر احمد بیگ) کے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک جگہ بڑی تلخی سے طنزاً ایک فقرہ ان قلم سے نکل گیا ہے جو ان کے عقیدے پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ لکھتے

(۱) اس گورستان میں یوسف میرک کے والد اور بڑے بھائی میر ابوالبقا امیر خان، خاندان کے دیگر متعدد افراد کے ساتھ مدفون ہیں۔

ہیں کہ :

ظاہراً در مذہب اہل تشیع آزار۔

مردم اہل تسنن عبادت خوب است (۱)

یوسف میرک کے علم و فضل، فارسی اور عربی دانی، وسعت مطالعہ، شاعری اور نثر نگاری کے لئے ان کی یہ کتاب 'مظہر شاہجہانی' ہمارے پاس بہت بڑی دلیل ہے۔ کتاب کی عبارت اور انداز بیان ہمیں بتاتا ہے کہ اس کا لکھنے والا زبان اور انشا پر قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ سلیس زبان میں شگفتہ نثر لکھنا معمولی سوجھ بوجھ کا کام نہیں، اس کے لئے بڑے کمال کی ضرورت ہے۔ مولف سادہ زبان میں اپنا مافی الضمیر اس ادای خاص سے بیان کرتا ہے کہ اس کا اثر دماغ سے ہوتا ہوا دل کی انتہائی گہرائوں تک پہنچ جاتا ہے۔ کتاب کی قسم اول کے مطالعے سے - جس کو سر دست ہم نہیں چھاپ رہے ہیں - صاف عیاں ہے کہ مولف کا مطالعہ بہت وسیع اور گہرا تھا، دماغ روشن اور اس کا ذہن رسا تھا، وہ فہم و فراست کا مالک تھا، حکمرانی اور سلک داری کے معاملات اور راعی کے فرائض اور رعایا کے حقوق سے پورے طور پر باخبر تھا۔

(۱) یہ خاندان شروع سے آخر تک مختلف عقائد پر کاربند رہا ہے،

اس میں بعض لوگ شیعہ تھے اور بعض سنی - اس سلسلے

میں "تذکرہ امیر خانی" میں ہم نے پوری روشنی ڈالی ہے۔

مظہر شاہجہانی

ترتیب و مضامین: یہ کتاب جس کے حصہ دوم کو ہم آئندہ صفحات میں پیش کر رہے ہیں، دو حصوں پر مشتمل ہے، یعنی مؤلف کے الفاظ میں: قسم اول و قسم ثانی۔ قسم اول میں رموز جہانبانی، امور حکمرانی اور سیاست ملکی و انتظامی کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ حصہ اسی انداز کا ہے جیسا کہ نظام الملک کا سیاست نامہ یا اس قسم کی اور دوسری کتابیں۔

قسم اول چار ابواب پر منقسم ہے، اور باب دوم کے سوا باقی ابواب متعدد فصول پر مشتمل ہیں، جن کے عنوانوں کی فہرست یہ ہے:

قسم اول: (از ورق ۱ تا ۲۲۸) (۱)

در آنچه بادشاہان را مجملاً در کارست و
این مشتمل بر چہار باب است۔

(۱) اوراق کا یہ شمار اس مخطوطے کا ہے جو مصنف کی ملک تھا اور جس پر ہم نے متن کی بنیاد رکھی ہے۔

باب اول : در ترغیب و ترہیبی کہ متعلق اند بسلطنت ، و این

باب منجر بدو فصل است ۔

فصل اول : در ترغیب بامارت و سلطنت (ورق ۴)

فصل دوم : در ترہیبی کہ متعلق بسلطنت ست (و-۸)

باب دوم : در آنچه بادشاہان مردم را بدقت نظر فہمیدہ

بکنند (و-۱۴) ۔

باب سوم : در رعایت ملک و تربیت خدم و حشم و این باب

منجر بچہار فصل شد (و-۱۶) ۔

فصل اول : در رعایت ملک (و-۱۶)

فصل دوم : در تربیت خدم و حشم و آداب ایشان (و-۲۹)

فصل سوم : در تربیت صاحب صوبہ (و-۸۸)

فصل چہارم : در تربیت خدم و حشم و عا (و-۹۳)

باب چہارم : در خصلتها ست کہ بادشاہان و اولوالاسر را حق

جل و علا عنایت کردہ ، و این باب منجر بہ بیست

فصل ست (و-۱۰۵)

فصل اول : در توکل (و-۱۰۵)

فصل دوم : در علو ہمت (و-۱۰۷)

فصل سوم : در عزم (و-۱۰۹)

فصل چہارم : در جدوجہد (و-۱۱۱)

فصل پنجم : در ثبات (و-۱۱۴)

فصل ششم : در عدالت (و-۱۱۶)

فصل ہفتم : در خیرات و مبرات (و-۱۳۵)

- فصل ہشتم : در شفقت و مرحمت (و- ۱۴۰)
- فصل نهم : در سخاوت و احسان (و- ۱۴۴)
- فصل دهم : در انجام حاجات (و- ۱۵۸)
- فصل یازہم : در مشاورت (و- ۱۶۰)
- فصل دوازدہم : در حزم (و- ۱۶۵)
- فصل سیزدہم : در غیرت (و- ۱۶۸)
- فصل چہار دہم : در سیاست (و- ۱۷۴)
- فصل پانزدہم : در تیقظ و خبرت (و- ۱۸۰)
- فصل شانزدہم : در فراست (و- ۱۹۱)
- فصل ہفدہم : در کتمان اسرار (و- ۱۹۲)
- فصل ہژدہم : در اغتنام فرصت و طلب نیک نامی
(و- ۱۹۳)
- فصل نوزدہم : در صحبت اخیار (و- ۱۹۹)
- فصل ہستم : در دفع اشرار (و- ۲۰۵-۲۲۸)

ورق ۱/۲۲۸ کی آخری دو سطروں سے ، قسم دوم کی ابتدا ہوتی ہے جس کا اختتام ورق ۴۰۱ پر ہوتا ہے ، یہ حصہ مخصوص ہے فقط سندھ کی تاریخ پر ، جس میں مؤلف نے زیادہ تر اپنے ہی دور کے سیاسی ، انتظامی ، اقتصادی ، معاشرتی ، جغرافیائی اور قبائلی حالات و واقعات جو معاصرانہ بلکہ چشم دید تھے بڑی تفصیل سے چار ابواب میں لکھے ہیں۔ پہلا باب بکھر کے حالات میں ، دوسرا سیوی کے بارے میں ، تیسرا ٹھٹھہ کے سلسلے میں اور چوتھا باب صوبہ 'مومستان (سیون) کے تفصیلی واقعات میں ،

جو پانچ فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے تین ابواب اگرچہ مختصر ہیں لیکن ان میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بیحد قیمتی اور اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ مؤلف نے سوستان کے حالات نہایت شرح اور تفصیل سے دئے ہیں، اور وہ اس لئے کہ دراصل اس کتاب کے تالیف کا سبب ہی سوستان کے واقعات ہوئے جیسا کہ ہم آئندہ سطور میں بیان کریں گے۔

سر دست ہم کتاب کی اسی قسم ثانی کو تاریخ سندھ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شایع کر رہے ہیں، اگرچہ قسم اول بھی علمی لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتی ہے، لیکن فی الحال اسے کسی دوسرے موقعے کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔ البتہ مؤلف نے قسم اول میں چند موقعوں پر دلیل کے طور پر اپنے مقصد کی وضاحت کے لئے سندھ کے جن واقعات کو مثلاً پیش کیا ہے، ان عبارتوں کو ہم نے کتاب کے حاشیہ اور اس مقدمہ میں خاص عنوان کے تحت لے لیا ہے۔

اسباب تالیف: ہم بتا چکے ہیں کہ مؤلف اگرچہ منصب ترک کر کے تھوڑی سی مدد معاش پر سوستان میں گوشہ نشین ہو گیا تھا، لیکن با این ہمہ ملکی سیاست اور معاملات سے اس کی دلچسپی بدستور قائم رہی، اور یہی دلچسپی آگے چل کر اس کتاب کی تالیف کا سبب بنی، جس کی داستان یہ ہے:

شاہجہان جیسے ہی تخت نشین (۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ) ہوا اس نے اعتماد الدولہ میر غیاث کے پوتے، میرزا احمد بیگ خان

کو موستان کا جاگیردار بنا کر بھیج دیا (۱)۔ یہ شخص بیحد سست نا اہل اور نکمما آدمی تھا۔ اس نے مردوں کی مجلس اور حکومت کے کاروبار پر عورتوں کی صحبت اور زنانخانے کی نشست کو ترجیح دی اور حکومت کی باگ ڈور اپنے ایک ظالم اور سفاک بھائی میرزا یوسف کے حوالے کر دی، جو اپنی فطرت کے لحاظ سے از حد پست، ذلیل، بی رحم اور بیہودہ آدمی تھا۔ یوسف میرک نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ: وہ اتنا سفاک تھا کہ حجاج بن یوسف جیسا ظالم اظلم بھی اس کے سامنے ایک ادنیٰ شاگرد کی حیثیت رکھتا تھا (ص ۱۵۴)۔ اس نے اپنے جور و جفا، ستم اور استبداد سے پورے صوبے کو تہ و بالا کر دیا۔ لوگ تڑپ اٹھے، ایک عام بے چینی پیدا ہو گئی لیکن با این ہمہ کس کی مجال تھی کہ آہ بھی بھر سکے اور آف بھی کر سکے۔ یوسف میرک نے اپنے ہم نام کے مظالم کی جو روئداد قلمبند کی ہے، اس سے جو تصویر مرتب ہوتی ہے وہ کچھ اس طرح کی ہے:

مظالم کی تصویر: ۱۔ میرزا یوسف ہر روز، بے شمار لوگوں کو شہر سے بلوا کر اپنے سامنے کوڑے لگواتا تھا، ہتھے ہتھے نہ فقط مظلوموں کی کھال کے چیتھڑے اڑجاتے تھے، بلکہ اس زد و کوب میں اکثر مظلوم مر بھی جاتے تھے۔ اسی طرح دو تین سو بی گناہوں کا پٹنا اس کے ہاں روزانہ کا معمول تھا، اس نے ایک ابریشم فروش کو مستقلاً وہاں حاضر رہنے کا

(۱) ماثر الامرا ج ۱ ص ۱۹۵ و سن کتاب ص ۱۵۴

حکم دے رکھا تھا تاکہ جب پٹواتے پٹواتے دروں کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ فوراً درست کر کے دے اور پٹائی میں وقفہ پڑنے نہ پائے، یہ سب کچھ محض تفنن طبع کے طور پر اور تفریحاً ہوتا تھا، گناہ و بیگناہ کا کوئی سوال نہیں تھا۔ (ص ۱۵۶)

۲۔ احمد بیگ اتفاقاً جب کبھی رات کو زنانخانے سے نکل کر مردانے میں آبیٹھتا تو اس کے سامنے بھی میرزا یوسف کا یہی عمل جاری رہتا تھا، احمد بیگ کو یہ توفیق نہیں تھی کہ بھائی سے، انسانیت کو اس حد تک ذلیل اور خوار کرنے کے اسباب، وجوہ یا جواز پوچھ لے۔

۳۔ زدوکوب کرتے وقت جتنے مظلوم مرجاتے تھے اس کی باز پرس کرنے والا کوئی نہیں تھا، اعزہ و اقارب گھروں میں گھسٹ کر رہ جاتے تھے۔ ظلم کی گھٹا اتنی گھنگھور چھائی ہوئی تھی کہ داد گستری کے لئے کہاں پکارتے اور کس کی زنجیر جا کر ہلاتے؟ مغلوں کے بھیجے ہوئے اس جاگیردار کو زنانخانے سے کب فرصت تھی کہ باہر کی روئداد کو آکر دیکھ لیتا۔ اس کی بلا سے کوئی سرے یا جئے۔ نہ ملک اپنا نہ آدمی اپنے، احساس ہوتا تو کیونکر، داد گستری ہوتی تو کیوں اور کس لئے؟

۴۔ صوبے میں، جس کسی کے متعلق میرزا یوسف کو معلوم ہوتا کہ مالدار آدمی ہے، اس پر جھوٹے الزام تراش کر اپنے پاس بلوا لیتا، معمولی باز پرس کے بعد پہلے

58933

تو کوڑوں سے بے تحاشا پٹواتا اور اس کے بعد اس کا پورا مال و اسباب ضبط کر لیتا تھا۔ یہ سلوک نہ فقط مردوں کے ساتھ تھا، بلکہ مالدار خواتین کے ساتھ بھی یہی کارروائی کی جاتی تھی اور اس میں مرزا یوسف مطلقاً شرم و حیا محسوس نہیں کرتا تھا۔

۵۔ مال و زر کی ہوس میں دوسروں کی ہر چیز کو اپنے لئے سمیٹنے کی، اس کو اس حد تک بیماری تھی کہ، لوگوں کے پالتو جانور بھی اس کی دستبرد سے محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔ سندھ کے اونٹ بہت قیمتی ہوتے تھے، لوگ بڑے شوق سے سواری اور بار برداری کے لئے پالتے تھے، خوبصورتی اور کار آمدگی میں ان کا کوئی جواب نہیں تھا۔ میرزا یوسف نے ان جانوروں کو بھی ان کے مالکوں کے پاس رہنے نہیں دیا، چنانچہ پورے علاقے میں جس کے ہاں اچھے اور قیمتی اونٹ نظر آئے، اس نے ضبط کر کے اپنے شترخانے میں داخل کر لئے۔ (ص ۶۰-۶۱)

۶۔ روپئے بٹورنے کے لئے اس نے طرح طرح کے طریقے ایجاد کر رکھے تھے، مثلاً خشکی کے راستوں اور دریائی گذرگاہوں پر اس نے پہرے بٹھا رکھے تھے، ہر آنے والے سے بلا سبب جرمانے اور مختلف قسم کے محصولات وصول کرتا تھا، اس حد تک کہ خالی ہاتھ راہ رو بھی اس راہ زنی سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ حالت یہاں تک پہنچی کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک جانے کے لئے بھی راہ داری لینا ضروری قرار دیا گیا جس کے لئے روپیہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ اگر کوئی شخص

کسی عزیز کے وفات کی اطلاع دینے دوسرے گاؤں تک جاتا، تو بغیر فیس داخل کئے اور راہداری لئے ایک قدم اپنے گاؤں سے باہر نہیں نکال سکتا تھا۔ اس عمل کی وجہ سے مغلیہ حکمرانوں کے ذاتی خزانے تو بھرپور ہوتے گئے، لیکن ملکی کاروبار تجارت اور انفرادی آمد و رفت مفلوج ہو گئی، تجارت بند ہو گئی، مال کی لین دین رک گئی اور عام لوگ اپنے اپنے قصبوں اور شہروں میں محصور ہو کر رہ گئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکلا ہوگا کہ غریب مزدور بھی روزگار کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر تک نہیں جاسکتے ہونگے۔

۷۔ دریا میں جو خالی کشتیاں چلتی تھیں ان سے بھی محصول وصول کیا جاتا تھا۔ دوسرے علاقے کی کوئی خالی کشتی اگر بھول چوک سے سوستان کے حدود میں نکل آتی تو وہ بھی اس ناجائز اور جبری محصول کی گرفت سے نہیں بچ سکتی تھی، وصولی کے اس طریقے کے سبب سے خشکی کے راستوں کے ساتھ ساتھ دریائی آمد و رفت بھی بند ہو گئی، اور پورا ملک ان پابندیوں کی وجہ سے گھٹ کر رہ گیا۔ شہری آزادی اور انفرادی جدوجہد بالکل ختم ہو گئی۔

۸۔ سودا گروں کی کشتیوں پر تو طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہوا کرتی تھیں، کئی کئی دن تک بلا وجہ ان کو روکے رکھا جاتا تھا اور سودا گروں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ اپنا قیمتی مال کوزیوں کے دام سوستان میں بیچ ڈالیں۔ یہ اس لئے نہیں تھا کہ اس سے سوستان کے شہریوں کو کوئی

فائدہ پہنچے، بلکہ مقصد یہ ہوتا تھا کہ بیوپاری تنگ آجائیں اور میرزا یوسف کو بڑی بڑی رشوتیں دے کر رہائی حاصل کریں۔ چنانچہ ہوتا یہی تھا کہ وہ رشوتیں پیش کر کے اس بلائے ناگہانی سے نجات پایا کرتے تھے۔

۹۔ رشوت دینے کے بعد بھی غریب بیوپاریوں کی گلو خلاصی نہیں ہوتی تھی جب تک کہ ان کے مال و اسباب سے میرزا یوسف اپنی پسند کی چیزیں بطور تحفہ حاصل نہ کر لیتا تھا۔

۱۰۔ جب سوداگروں پر میرزا یوسف کے تمام وار ختم ہو جاتے تب کشتی بانوں اور کشتی کے عام مسافروں کی باری آتی تھی۔ طرح طرح کے بہانے بنا کر ان کی جیبوں پر ہاتھ صاف کیا جاتا تھا، اور ساتھ ہی ان میں سے اکثر، میرزا یوسف کی 'دُرے بازی' سے بھی اذیت اندوز ہوتے رہتے تھے۔

۱۱۔ میرزا یوسف نے پورے ملک کے ڈکیت، چور، اور راہزنوں کو اپنے مایہ عاطفت میں لے رکھا تھا، ان کے ذریعے وہ ملک میں ڈاکے ڈلاتا، چوریاں، لوٹ مار اور راہزنی کراتا تھا، لوٹ مارا مال اس کے خزانے میں داخل ہوتا تھا۔ اس ذلیل حرکت کے جو لازمی نتائج نکلے وہ نہایت ہی اندوہناک تھے، ایک طرف تو عام پیشہ ور چور اور راہزن ہی بیباک نہیں ہو گئے، بلکہ سرکاری سرپرستی حاصل ہو جانے کی وجہ سے چوری کرنا اور ڈاکے ڈالنا قابل فخر پیشہ بن گیا۔ دوسری طرف ملک بھر میں بے اطمینانی اور خوف و ہراس کی حالت پھیل گئی، امن و امان رخصت ہو گیا، اور کڑی آدمی اپنے مال و اسباب

کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا ۔

۱۲۔ میرزا نے انہیں طریقوں پر اکتفا نہیں کی بلکہ عوام کو لوٹنے کا ایک اور طریقہ بھی رائج کیا ۔ بنگال سے نامی قمار باز بلا کر شہر کے چوراہوں پر بٹھادے جو راہگیروں کی جیبیں ہی خالی نہ کرا لیتے تھے بلکہ ان بیچاروں کے تن بدن کے کپڑے تک اتروا لیتے تھے ۔

چوری اور جوئے کی آمدنی ہر روز شام کو 'خزانے میں' اسی طرح حلال کا مال سمجھ کر داخل کی جاتی تھی، جیسے ملک کی مالگذاری اور دوسری جائز آمدنی داخل ہوا کرتی ہے۔

۱۳۔ شہر کے شریف، زاہد اور عابد لوگوں کو ذلیل و خوار کرنے میں اس شخص کو بڑا لطف آتا تھا، اور یہ لطف غالباً اس لئے بھی آتا ہوگا کہ یہ سب لوگ ایک مفتوح ملک کے مکین تھے، جن کا نہ کوئی فریاد رس تھا اور نہ کوئی حمایتی۔ بہر حال میرزا یوسف ہزار قسم کے حیلے بہانے تراش کر سوستان کے شرفا کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا۔ مثلاً: ایک مرتبہ اس نے نئے قلعے کی طرح ڈال کر حکم دیا کہ: شہر کے تمام لوگ اپنے سر پر اینٹیں اٹھا کر لائیں، خود ہی گارا بنائیں اور اس گارے کو قلعے تک پہنچائیں اور پھر خود ہی چنائی کریں۔ بعض بیمار معذور یا بوڑھے اپنے ساتھ مزدور لے کر آئے تاکہ، اپنے بجائے، ان سے کام کرا دیں، لیکن میرزا صاحب کو یہ منظور نہیں تھا، چنانچہ انہیں معذوروں سے سب طرح کا کام لیا گیا۔ آخر کیوں نہ لیتا، اس کا مقصد تو یہی تھا کہ مظلوموں کو

مظلوم تر بنانے کے ساتھ ساتھ ذلیل اور خوار بھی کیا جائے۔

۱۴۔ ایک مرتبہ شہر کے ایک معزز آدمی قاضی عبدالواحد پر ایک جھوٹا الزام لگا کر ان سے سو روپیہ جرمانے کی دستاویز لکھوالی اور پھر وہ دستاویز دانستہ محض تفریح کے طور پر شہر کے ایک کمیٹی آدمی، ابراہیم بلوچ کے ہاتھ فروخت کر دی۔ چند دن کے بعد قاضی عبدالواحد مرحوم مغفور کو بلا کر جو حالت کی گئی اس کی روئداد میرک یوسف ہی کے الفاظ میں قارئین کے گوش گزار کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

’یک کرہ دار‘ ابراہیم بلوچ را کرہ میزد و میگفت:

هان صد روپیہ بدہ!

و ابراہیم بلوچ قاضی عبدالواحد را کرہ میزد و میگفت:

هان صد روپیہ بدہ! (۱)

یہ تماشا کافی دیر تک میرزا یوسف دیکھتا رہا، اور مفتوح انسانوں کی ذلت اور رسوائی، اور اپنی قوت اور بالادستی پر خوش ہوتا رہا۔ میرک نے لکھا ہے کہ: یہ دن شہر کے لوگوں کے لئے قیامت کا دن تھا، شرفا رو رہے تھے اور رذیل ہنس رہے تھے۔

۱۵۔ میرزا یوسف نے چغل خوروں کا بھی ایک بہت بڑا گروہ پال رکھا تھا، جن کو اس نے ’حقیقت دان‘ کا خطاب دے کر ملک کے گوشے گوشے میں خاص ہدایات کے ساتھ

تعیینات کر دیا تھا۔ ان لوگوں کا سحس یہ کام تھا کہ، ملک بھر کے شرفا اور کھاتے پیتے لوگوں کی چغلیاں کھائیں اور میرزا ان کو بلوا کر ذلیل و خوار کرے۔ اس گروہ نے اپنی کارگزاروں کی وجہ سے پورے علاقے میں تہلکہ مچا دیا۔

۱۶۔ کھیتوں میں جب فصل تیار ہوتی تھی تو میرزا یوسف اپنے خاص آدمی، مالیہ مقرر کرنے کے لئے بھیج دیتا تھا اور وہ جا کر اتنی جمع بندی لگا آتے کہ فصل کاٹنے پر کاشتکار پوری کاشت سرکاری خزانے میں داخل کرنے کے بعد بھی، عائد کردہ جمع بندی (لگان) سے رہائی نہیں پاسکتا تھا۔ چنانچہ بقایا کی وصولی ان کا مال و اسباب بلکہ مویشی تک ضبط کر کے، کی جاتی تھی۔ غریب کاشتکار سال بھر خون پسینہ ایک کرنے کے بعد بھی کنگال اور بھوکے ننگے ہی رہتے، مغل سلطنت کے نمائندوں کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

۱۷۔ ایک مرتبہ پوری کاشت آفت سماوی کی وجہ سے تباہ ہو گئی، لیکن میرزا یوسف نے پھر بھی اپنی مرضی کے مطابق جمع بندی کرائی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غریب اور بے بس مجبور اور مظلوم کاشتکار اندھیری رات میں گھروں، کھیتوں اور اپنے قصبوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ میرزا کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے پیچھے سپاہی دوڑائے، جنہوں نے جا کر پورا مال و اسباب ان سے چھین لیا۔

۱۸۔ جہانگیر نے اپنے عہد میں 'گاؤ شماری' اور مویشیوں پر 'داغ دھی' کا رواج بند کر دیا تھا، لیکن باوجود

شاہی تہ تیغ کے احمد بیگ کے دور میں اس کے بھائی نے حکم دے دیا کہ از سر نو سوستان کے دھوکے پر گنوں میں مویشیوں کا شمار کیا جائے اور جبراً داغ لگائے جائیں۔ لوگوں نے اس جبری قاعدے کو بھی بہت محسوس کیا۔ لیکن کیا کر سکتے تھے؟ مویشیوں پر گذر بسر کرنے والے لوگوں کے لئے اس قسم کا ٹیکس بہت بڑا عذاب تھا۔

۱۹- پورے صوبے میں جتنے عثمانی تھے ان سب کو بلا کسی قصور کے اس نے قیدخانے میں ڈال دیا تھا، اسی طرح ملک کے ارباب شرفا اور معزز بھی جیل کی کال کوٹھریوں میں پھینچا دئے گئے۔ یہ حالات دیکھ کر بہاؤ الدین پھنوار جسے معززین اپنے آبائی قصبہات کو چھوڑ کر، سندھ کے دوسرے علاقوں میں پناہ گزین ہو گئے۔ میرزا یوسف نے بہاء الدین کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر ان کے دو مخالفوں کو شہ دی، جنہوں نے ارباب کے قصبہ اکبر آباد پر حملہ کیا۔ ارباب بہاء الدین کو یہ سازش معلوم ہو گئی اس نے وقت پر پہنچ کر اپنے قصبے اور مال و اسباب کی مدافعت کی اور مقابلے میں سب کو کاٹ کر رکھ دیا۔ میرزا یوسف ارباب بہاء الدین کے اس عمل سے اتنا برا فروختہ ہوا کہ اس پورے علاقے کے ارباب، مقدم، پشواری، قانون گو اور گماشتوں کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا۔

۲۰- میرزا یوسف اسی طرح ملک کے شرفا اور دوسرے باشندوں کو ایک دوسرے کے خلاف شہ دیکر لڑایا کرتا تھا، اور اس طریقے سے ایک طرف ملک کے بااثر لوگوں کو کمزور

کیا کرتا تھا ، اور دوسری طرف ملک کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے اقتدار کے استحکام کی راہیں نکالا کرتا تھا ۔

۲۱ - جتنی زمینیں علاقے کے اندر بارانی یا معافی کی تھیں ، اور مدتوں سے مالٹے یا دوسرے سرکاری واجبات سے مستثنیٰ چلی آ رہی تھیں ان سب پر از سر نو لگان عائد کر دیا ۔ یہ مختصر سی صورت حال تھی میرزا یوسف کی کارگذاریوں کی ، جس کو ہم نے مظہر شاہجہانی سے مرتب کر کے پیش کیا ہے ۔

نورجہان بیگم کے برادر زادے اور اعتماد الدولہ (۱) میرغیاث کے پوتے یعنی مغل شاہی حاکم ، میرزا احمد بیگ خان کی جب دلچسپیاں زنانے کے اندر بڑھتی گئیں اور اس کے بھائی یوسف صاحب کی کارگذاریوں حرم سرا کے باہر حد سے گذر چکیں ، تو سوستان کا پورا علاقہ تباہ و برباد ہو گیا ۔ قصبے ویران ، آبادیاں اجاڑ اور زمینیں بنجر بن گئیں ۔ لوگ حیران اور در ماندہ ہو کر سندھ کے دوسرے علاقوں اور قصبوں میں جا کر پناہ گزین ہو گئے ۔ مظہر شاہجہانی کا مؤلف ان دردناک

(۱) نسب نامہ پدری و مادری نورجہان و احمد بیگ خان مقدمہ کے ساتھ ملحق ہے ۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مغل سلطنت کے بادشاہوں ، شہزادوں اور امرا کا اس خاندان سے کیا رشتہ تھا ، اور ان رشتہ داریوں کی وجہ سے اس گھرانے نے کس طرح پورے ہندوستان کو اپنے احاطے میں گھیر لیا تھا ، اور کس طور پر سرطان کی طرح یہاں کے سیاسی ڈھانچے میں اس کا پھیلاؤ تھا ۔

حالات اور افسوسناک واقعات کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :

چو خواہد کہ ویران کند عالمے
نہد ملک در پنجه ظالمے
یہ سب کچھ ہوتا رہا، لیکن کسی کے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلا، خوف و ہراس اور دہشت کا یہ عالم تھا کہ مرکزی حکومت کے دیوان خاص تک داد رسمی کے لئے پہنچنا تو درکنار، ان مظلوموں اور مہتم رسیدوں کو خود مجلسرا کے اندر میرزا احمد بیگ کے ایوان تک بھی، اپنی آہیں پہنچانے کا یارا نہیں تھا۔ میرک کے لفظوں میں :

’ھیچ آفریدہ نبود... کہ بیان واقع را بہ احمد بیگ خان
بگوید کہ : برادر تو این قسم ظلم و مہتم برداشته، عالم
را خراب و ضایع کردہ !‘ (ص-۱۵۹)

میرک یوسف کو اپنے وطن سے - ایک شریف انسان کی طرح - بے انتہا محبت تھی، اور وہ تھے بھی بڑے کردار اور جرات کے مالک۔ جب انہوں نے پانی حد سے گذرتا دیکھا تو ایک دن اس ’حرم نشین‘ حاکم کو کھری کھری سنا دیں :

’تو این خلق اللہ را بدست برادر خود دادہ خراب و
ضایع ساختی ! چون متوجہ آن جہان شوی خالق
علی الاطلاق از تو خواہد تحقیق کردہ۔‘ (ص-۱۵۹)
لیکن اس کے بعد بھی جب کوئی دلخواہ نتیجہ نہیں نکلا
اور اس ظالم اور ناخدا ترس کے مظالم سے نجات پانے کی ان کو

اور کوئی صورت نظر نہیں آئی، اس وقت یوسف میرک نے ارادہ کیا کہ وہ خود ہی مرکز میں جا کر، شاہی ایوان کی بھاری بھر کم زنجیر کھٹکھٹائیں اور اس دردناک داستان کو شاہجہاں کے کانوں تک پہنچائیں۔ ممکن ہے کہ اس طرح کوئی نجات کی راہ نکل آئے۔

قالیپ کا ارادہ: میرک یوسف نے خیال کیا کہ دکھوں کی یہ کہانی، زبانی سننے کے بجائے، بہتر ہوگا کہ ایک طومار کی شکل میں لکھ کر دربار میں پیش کریں۔

”...راقم الحروف، پریشانی احوال وطن اختیاری

خود دیدہ... عازم عتبہ بوسی آستان فلک نشان

گردید، و بہ خاطر آورد کہ احوال ابن ملک و

عمل احمد بیگ خان را، در یک طوماری نوشتہ

بنظر اقدس گذرانند...“ (ص. ۱۶)

اسی خیال سے وہ سوستان سے نکل کر بکھر پہنچے، جہاں اس وقت محمد علی بیگ بندری، حکیم محمد صالح اور مان سنگھ وغیرہ مغل عہدہ دار تعینات تھے۔ انہیں میرک کے اس ارادے کی خبر ہوئی تو ایک خاص آدمی بھیج کر میرزا احمد بیگ خان کو آگاہ کیا۔ وہ تو یوں خیر ہوئی کہ میرک ایک بہانے سے سوستان سے باہر نکل آئے تھے ورنہ ان کے اس ارادے کی اطلاع اگر احمد بیگ کو ہو جاتی تو پھر ان کی خیریت نہ تھی۔ بہر حال اب جبکہ شہباز اس کی دسترس سے باہر ہو گیا تو اس کو پھر سے دام میں لانے کے لئے احمد بیگ نے بکھر کے عملداروں

کو بمنت سماجت لکھا کہ یوسف میرک کو سمجھا بجھا کر سوستان بھیج دیں، اور ادھر مظلوموں کی تالیف قلوب کی کوشش شروع کر دی۔ اس سے پیشتر کہ احمد بیگ کا ملازم پیغام لے کر بکھر پہنچے، یوسف میرک بکھر سے ملتان پہنچ چکے تھے۔ اس وقت ملتان کا صوبہ شاہجہان کے خسر، وزیر اعظم، آصف خان یمن الدولہ (۱) کی جاگیر میں تھا اور یوسف میرک کے بڑے بھائی میر ابوالبقا امیر خان ان کی طرف سے وہاں نیابت کر رہے تھے۔

تالیف کتاب: یوسف میرک کا ارادہ تھا کہ اپنے بھائی کے پاس ملتان میں ٹھہر کر دارالسلطنت جانے کا سامان مقرر درست کریں اور وہیں اس "طومار" کو تیار کر کے دربار کا رخ کریں۔ لیکن ۱۰۳۹ھ میں (۲) جیسے ہی یہ ملتان پہنچے، میر ابوالبقا امیر خان کو ٹھٹھہ کی گورنری کے احکام ملے۔

میر ابوالبقا امیر خان بڑے تجربہ کار اور مغل بادشاہوں کے مزاج شاہانہ کی نزاکتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ان کے بھائی کا یہ غیظ و غضب اور حسب الوطنی کا یہ جوش و خروش، انصاف طلبی اور داد خواہی کا یہ جذبہ، یا دربار تک رسائی کا یہ پروگرام قرین مصلحت نہیں، اس لئے

(۱) میرزا ابوالحسن آصف خان۔

(۲) شب ۱۲ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ شاہجہان نے ابوالبقا کے تغیر کا

حکم صادر کیا۔ بادشاہ نامہ ج ۱ ص ۲۸۷

اس کے بار آور یا نتیجہ خیز ہونے کا امکان نظر نہ آتا تھا ۔ چنانچہ وہ یوسف میرک کو فی الحال اپنے ساتھ ٹھٹھہ واپس لے آئے ، اور کہا کہ : وہیں سے سامان سفر درست کر کے ہندوستان جائے ۔ یوسف میرک جب ٹھٹھہ پہنچے (۱) تو آب و ہوا کی خرابی سے بیمار ہو گئے ، اس لئے سفر کی تیاری میں اور تعویق ہو گئی ۔ اسی بیماری کے عالم میں مصنف نے یہ ارادہ کیا کہ شکایتی طومار کے بجائے ، صحتیاب ہونے کے بعد ، ولایت سندھ کے صحیح حالات پر پوری ایک کتاب تالیف کریں ، اور اسی کو شاہی حضور میں پیش کریں ۔ لکھتے ہیں کہ :

”بخدای خود نذر بست کہ : چون ازین مرض

خلاص یابد ، احوال ولایت سندھ را کتاب کردہ

دست آویز خود ساختہ اہرام کعبہ خلائق ہفت

اقلیم بر بندد ۔ (ص-۱۶۲)

یہی وہ کتاب ہے جو یوسف میرک نے بیماری سے نجات پانے کے بعد ولایت سندھ کے صحیح حالات ، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ، سندھ میں ”مغل شاہی“ کے ”درون خانہ“ حقائق میں تالیف کی ۔ اور وہی اسباب اور محرکات تھے اس کتاب کے وجود میں آنے کے ، جن کو ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر آئے ہیں ۔ مؤلف نے کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ :

”و بعد میگوید بندہ ضعیف نحیف محتاج بسوی رحمة اللہ

(۱) ربیع الثانی ۱۰۳۹ھ کے آخر یا جمادی الاول ۱۰۴۰ھ کے وسط

تک ٹھٹھہ پہنچے ہونگے ۔

الغنی، خانه زاد درگاه، یوسف میرک بن ابوالقاسم الحسینی
نسباً و الهروی البجفی مولداً و وطناً و النمکین لقباً، که چون
بر احوال ولایت سند مطلع شد لا علاج بمقتضی این آیه کریمه
— و لاتکتوموا الشهادة و من یکتومها فانه آثم قلبه و الله بما
تعلمون علیهم — یعنی: پوشیده ندارید گواهی خودها را،
و کسی که میپوشد گواهی خود را پس تحقیق گناهگار است
دل او، و حق تعالی بچیزی که شما می کنید دانا تر است —
خواست تا بیان واقع بخدمت شهنشاه زمانی، خلاصه دودمان
صاحب قرانی، عضد الاسلام فخر المسلمین، شهاب الملک
و السلطنت و الدین — بیت:

آنکه ایوان کامرانی او

برتر از طاق گنبد خضر است

ابوالمظفر شهاب الدین محمد صاحب قران ثانی شادجهان
نادرشاه غازی خلد الله تعالی ملکه و افاض علی العالمین بره
و عدله و احسانه — بیت:

شهی که صیت جلالش چو رایت خورشید

بهر طرف که رسد آن دیار را بکشاد

که ریاض الاسلام را چون اثری از آثار نمازده بود — شعر:

کان لم یکن بین الجحود انی الصفا

انیس و لم اصیم بمکه صامر

باز از سر نو بنیادهای مستحکم را برباد داشته میخواند

که دمت ظلم را از خلائقی که — حواله اویند — کوتاه کرده،

نہال های عدل رنگارنگ در اقالیم هفت بتشانند، معروض نماید
 بوسیله مختصری - کہ بادشاہان اسلام را ازان گریزی نباشد -
 بنا بران، پارہ ای از فیض طبیعت و برخی از کلام اکابر جمع کرد
 و استعانت از کریم علی الاطلاق نمود کہ بمقصود و بعراذ
 باتمام رساند، و منظور انظار بندگان اعلیٰ حضرت گرداند
 - و الله المستعان فی کل زمان و مکان - و نام نهاد او را
 "مظہر شاہجہانی" و بدو قسم و یک خاتمه تمام کرد - نظم :

جهان خسروا زیر هفت آسمان
 طرفدار بنجم (کذا) توی بیگمان
 جهان را بفرمان چندین بلاد
 ستون در تست ذات العماد
 همه شب که مه، طوف گردون کند
 چراغ ترا روغن افزون کند
 همه روز خورشید با تاج زر
 بیائین تخت تو بندد کمر
 سپارنده پادشاهی بتو
 سپرد از جهان هر چه خواهی بتو
 بدان داد ملک که شاهی کنی
 چو داور شوی، داد خواهی کنی
 نه بادی کند، بر پر پشه زور
 نه پیائی نهاد پای، بر پشت مور

سپاس از خداوند گیتی پناہ
 کہ پیش است زین قصہ انصاف شاہ
 بانصاف شہ چشم دارم یکی
 کہ بیند درین داستان اندکی
 گر افسانہ بیند از کار، دور
 نہ سایہ برو گستراند نہ نور
 وگر بیند از دردرو موج موج
 سرائندہ را سر بر آرد باوج
 نشاط از تو دارد گھر مفتنم
 سزاوار تست، آفرین گفتنم
 درین گنج نامہ ز رازِ جہان
 کلیدِ بسی گنجِ کردہ نہان
 کسی کین کلیدِ زر آرد بدست
 طلسمی بسی گنج داند شکست (۱)

کتاب کا نام: اس کتاب کے دو نام ہیں نظر آتے ہیں،
 قسم ثانی میں جہان مؤلف نے اپنی بیماری کا ذکر کیا ہے
 وہاں کتاب کے نام کو ”مظہر التمدبیر“ سے موسوم کیا ہے:
 ”الحمد لله و المنه که بمقتضی این بیت:

اللہی تو بر نیتم آگہی
 چو نیت بخیر است خیرم دہی

(۱) ص ۳ تا ۵ - چونکہ قسم اول کو ہم چھاپ نہیں رہے ہیں لہذا
 یہ پوری عبارت ہمیں یہاں نقل کرنی مناسب معلوم ہوئی۔

نسخہ ”مظہر التدبیر“ باتمام رسید و امیدوارم
کہ امیر عادل ۰۰۰ شاہ جهان بادشاہ ۰۰۰۰۰۰ بنظر رحمت
درونگرد۔“ (ص ۱۶۲)

اور قسم اول میں حمد و نعت کے بعد دیباچہ کے اندر اس کا نام
”مظہر شاہجہانی“ لکھا ہے:

”بنا بران، پارہ ای از فیض طبیعت و برخی از کلام اکابر
جمع کرد، ۰۰۰ و نام نهاد اورا ”مظہر شاء جہانی“ و
بدو قسم و یک خاتمہ تمام کرد“

کتاب کے اس خطی نسخے میں جس کو ہم نے بنیادی قرار
دے کر متن تیار کیا ہے، اور جو خود مولف کی اپنی ملک میں
رہ چکا ہے، مندرجہ بالا عبارت میں ’مظہر‘ کے بعد کا لفظ مٹا کر
اس کے اوپر اسی خط میں ’شاہجہانی‘ لکھا گیا ہے۔ اور مٹا ہوا
لفظ ”تدبیر“ پڑھا جا سکتا ہے، لہذا قیاس یہ ہے کہ ابتدا میں
کتاب کا نام ’مظہر التدبیر‘ رکھا گیا ہوگا، اور بعد میں شاہی
نام کے مناسبت سے آخری لفظ بدل کر اس کو ’مظہر شاہجہانی‘
کے نام سے موسوم کیا گیا۔ کتاب کے دیباچہ میں تو نام مٹایا
گیا لیکن قسم ثانی کے متن میں وہی پہلا نام ’مظہر التدبیر‘
باقی رہ گیا۔

سال ثالثی: کتاب لکھنے کا ارادہ جیسا کہ اوپر بیان
ہو چکا ہے۔ سولف اواخر (۳۸ . ۵۱) میں کر چکا تھا لیکن کتاب
کب لکھنی شروع کی اس کا کہیں اشارا نہیں پایا جاتا۔ البتہ

متن میں بعض جگہ واقعات کے ضمن میں (۱۰۳۳ھ) کا حوالہ دیا ہے (۱)۔

اسی طرح کتاب کے اختتام پر بھی تالیف کے اتمام کا سال وہی ۱۰۳۳ھ ہے:

’و قد تم الكتاب بعون الملك الوهاب يوم السبت
وقت الظهر في تسع عشر من شهر محرم الحرام
سنة الف و اربع و اربعين من الهجرة النبوية عليه
افضل الصلوة و التحية ، موفق بسنة السابع
من الجلوس الشهنشاهی خلد الله ملكه و بقاء و
ثبت عدله و انصافه‘۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بوقت ظہر ۱۹ محرم ۱۰۳۳ھ کو اس کتاب کی تکمیل ہوئی۔ لیکن متن کی درمیانی عبارتوں کو اس اختتامی عبارت سے ملا کر یہ خیال کرنا کہ یہ یوری کتاب اس سال کے پہلے ہی سہینے میں تالیف کی گئی ہوگی، غالباً درست نہ ہوگا۔ کیونکہ ۸۱۳ صفحات کی کتاب ۱۹ دن میں تالیف کرنا ناممکن ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ مولف نے ۱۰۳۹ھ کے بعد کتاب لکھنا شروع کی ہوگی، اور مکمل ہو جانے کے بعد جب ۱۰۳۳ھ میں سیبضہ تیار کیا ہوا اس وقت درمیان میں ایسے واقعات کا اضافہ کر دیا جن سے تعلق اس سال سے تھا، اور یہ وہی سال ہے کہ اس سے بڑا بھائی میر ابوالبتما جو ناگزیر میں نائب الحکومت تھا۔

(۱) رک متن: ص-۵- ص-۵۸- ص-۱۶۳

کتاب کے ماخذ: کتاب کے پہلے حصے کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ مولف نے 'سیاست نامہ' یا اس قسم کی اور کتابوں کو پیش نظر رکھ کر یہ حصہ تالیف کیا ہوگا۔ ہمیں اتنا وقت نہیں مل سکا کہ ہم حصہ اول کا ایسی کتابوں سے مقابلہ کر کے دیکھ لیتے، ورنہ یہ معلوم کرنا دشوار نہیں تھا کہ قسم اول کے لئے مولف کے ماخذ کیا تھے۔ قسم ثانی چونکہ معاصرانہ اور چشم دید حالات اور واقعات پر مشتمل ہے، اس لئے کسی دوسری کتاب سے امداد لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بکھر اور سیوی کے باب میں البتہ مولف نے میر معصوم بکھری کی 'تاریخ سندھ' سے بعض مطالب اخذ کئے ہیں، جن کو متن میں ہم نے میر معصوم کی تاریخ سے صفحات کا حوالہ دے کر ظاہر کر دیا ہے۔

نشأہ جهان اور کتاب: اسی کتاب سے یا کسی اور ذریعے سے ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یوسف میوک اپنی یہ کتاب شاہی حضور میں پیش کر سکے یا نہیں۔ یعنی ان کے اپنے الفاظ میں یہ کتاب "منظور انظار بندگان اعلا حضرت" ہوئی اور ان کی یہ آرزو کہ:

بانصاف شہ، چشم دارم چکی

کہ بیند درین داستان اندکی

پوری ہوئی یا نہیں۔ قیاس یہ ہے کہ چونکہ یہ کتاب میرزا احمد بیگ کے مظالم اور جبر و استبداد کی داستان تھی، اور یہ شخص نورجہان کا بھتیجا اور شاہ جہان کی ملکہ ارجمند بانو

ممتاز محل کا چچا زاد بھائی تھا اور اس کے چچا میرزا ابوالحسن
 یمن الدولہ آصف خان کی نیابت میں خود مؤلف کا بڑا بھائی
 میر ابوالبقا امیر خان رہ چکا تھا۔ اس لئے ان تمام وجوہ کی بنا پر
 مصلحت یہی دیکھی گئی ہوگی اور عافیت اسی میں سمجھی گئی
 ہوگی کہ یہ کتاب مغل شہنشاہ کے حضور میں پیش نہ کی جائے،
 اس لئے کتاب مؤلف کے ہاں پڑی رہی۔ یہی وجہ تھی کہ
 کتاب نہ مشہور ہو سکی اور نہ اس کی نقلیں ہوئیں اور نہ انہیں
 اس کا ذکر ہی آیا۔ کتاب کا سبب مؤلف کے پاس محفوظ
 رہا اور پھر مؤلف نے — جیسا کہ آئندہ صفحات سے قارئین کو
 معلوم ہوگا — اس کو اپنے بھتیجے میر ضیاء الدین یوسف کو
 تالیف کے آٹھ سال بعد دے دیا۔ یہ کتاب مؤلف کے خاندان
 ہی میں رہی، اس کی فقط ایک نقل ہوئی، جو غالباً اسی خاندان
 کے کسی فرد کی مدد سے معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال، اصل کتاب اور
 اس کی یہ نقل اتفاق سے زمانے کے حوادث سے بچتی بچاتی اب تک
 محفوظ رہی اور کسی نہ کسی طرح ہمارے دور تک پہنچ گئی۔

کتاب کی خصوصیات: ایران ہونے کے خراسان، عرب
 ہو کہ عجم، سندھ ہو کہ ہند، مشرق میں جہاں بھی گذشتہ
 دور میں جو تاریخیں لکھی گئی ہیں، وہ اکثر و بیشتر شاہوں
 اور شہزادوں، وزیروں اور امیروں کی مدح سراشیوں سے بھری
 ہوئی ہیں۔ یعنی مرکزی نقطہ کوئی نہ کوئی شخصیت ہی ہوتی
 ہے اور پھر پورے واقعات، اسی ایک نقطے کے گرد گردش
 کرتے ہیں۔ جنگ کی داستانیں، بہادری کے افسانے،

ملک گیر یوں کے قصے، جود و سخا، عدل و انصاف کی حکایتیں، موافق کی تعریف، مخالف کی مذمت، غرض ہمارے ہاں تاریخ نویسی کے، یہی اسلوب رہے ہیں۔ ہماری تاریخوں میں، واقعات اور شخصیات کو، مصلحتوں اور عاقبت اندیشیوں کے پیش نظر، لحافوں اور غلافوں میں لپیٹ کر اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ، نہ تو حقیقی شخصیت واضح ہوتی ہے اور نہ اس کا اصل کردار سامنے آتا ہے اور نہ واقعات ہی اپنی صحیح شکل و صورت میں نمایاں ہوتے ہیں۔ ملک کے حالات کو، معاشی اور اقتصادی صورت حال کو، عوام کی طرز زندگی کو، تاریخ نویسی کے دائرے میں کبھی درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا ہے، یہی سبب ہے کہ مشرق کی تاریخ پڑھنے کے بعد، مطالعہ کرنے والا اس دور کی صحیح صورت حال سے آشنا ہونے کے بجائے، اشخاص اور افراد کے جھوٹے کردار اور فرضی واقعات کے چکر میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے ہمارے سامنے تاریخ کے بعض ایسے افراد مثالی اہمیت پا گئے ہیں جو حقیقت میں اپنے افعال اور اعمال کے لحاظ سے نہ کسی احترام کے قابل تھے اور نہ استحقاق کے۔ اسی طرح کئی ایک واقعات مورخوں کے مصلحت بینی یا غلط بیانی کی وجہ سے خواہ مخواہ ہمارے سامنے، تاریخ کے شاہراہ پر سنگ میل کی حیثیت پا گئے ہیں، بلکہ ہمارے لئے تاریخی معتقدات بن چکے ہیں، جو اپنی اصلیت کے لحاظ سے ہو گز اس قابل نہیں تھے۔ اس صورت حال کا ایک سبب سے بڑا سبب غالباً یہ ہے کہ مشرقی تاریخیں شخصی

حکمرانوں کے سرکاری کارخانوں میں ڈھالی گئیں ، بادشاہوں کے لئے لکھی گئیں ، امرا نے لکھوائیں ، اور شہزادوں نے اپنے نام پر معنون کئے جانے کا ڈول ڈالا ۔ اگر چند افراد نے اس روش سے ہٹ کر کبھی کوئی تاریخ لکھی بھی تو شخصی حکومت کی کڑی نگاہ کی تیزی اور تلخی نے انہیں مصالحت اور عافیت کا دامن تھامنے پر مجبور کر دیا ۔ اور یہی وجہ ہوئی کہ تاریخ کے زیادہ تر گوشے مسخ ہو کر رہ گئے ، اور اس میں سچ کو تلاش کرنے میں کئی ہفت خوان طے کرنے کے بعد بھی مشکل سے کامیابی نصیب ہوتی ہے ۔ اس قسم کی کسی بھی تاریخ کی شروع سے آخر تک ورق گردانی کیجئے ، ظل اللہ کی بارگاہ سے لے کر یمن السلطنت اور امیر الامرا کے ایوانوں تک کا طواف تو ہو ہی جاتا ہے ، ناجائز ملک گیری کی شخصی ہوس کاری میں ، جدال و قتال کے جو میدان آراستہ کئے گئے تھے ، ان کا خون چکان نظارہ بھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ، باپ کی لاش ، بھائیوں کی گردنیں اور بیٹوں کے گلے کتھے دکھائی دیتے ہیں ، لیکن ملک کے رہنے بسنے والوں کی اصلی تصویر اور صحیح حالات پر ایسے فولادی پردے بٹے ہوتے ہیں کہ ، کیا مجال جو سرکاری ایوان کے 'اس پار' کی کوئی جھلک نظر آجائے !

مندہ کی تاریخیں بھی تاریخ نویسی کے اس عام اسلوب نگارش پر لکھی گئیں ، سچ نامہ سے لے کر لب تاریخ مندہ تک سب کا یہی رنگ ڈھنگ ہے ۔ ایسی صورت حال میں یوسف میرک

کی اس کتاب ”مظہر شاہجہانی“ کا وجود نہ صرف ہمیں غنیمت معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کی تالیف کو فن تاریخ کی تاریخ میں ایک حادثہ یا اتفاق بھی شمار کرنا چاہئے، کیونکہ اس میں تاریخ مندھ کے ایسے ایسے گوشوں اور پنہان پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو تاریخ کی صحیح تعریف میں آتے ہیں۔ چونکہ مولف نے خاص طور پر ایک مغل گورنر کے ظالمانہ طرز عمل سے بیزار ہو کر یہ کتاب لکھی ہے اس لئے اس نے، کتاب کے اندر ایسے ایسے واقعات بیان کر دئے ہیں جو ملک کی اندرونی، سیاسی اور انتظامی صورت حال پر سے پردہ اٹھا دیتے ہیں۔ ان واقعات کے پڑھنے سے اس دور کے مندھ کے صحیح حالات اور مندھ پر مغل شاہی کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ مؤلف نے مغل گورنروں اور جاگیرداروں کے ذاتی کردار کے خد و خال کو خوب نمایاں کیا ہے، ان کی اچھی بری خصلتوں کو برسرِ بام لایا ہے، ان کے طرز حکومت اور رعیت کے ساتھ ان کے برتاؤ اور سلوک پر سے پردہ ہٹایا ہے۔ مندھ میں ان کے ذاتی مشاغل کیا ہوتے تھے، ان میں ملک داری کی اہلیت کس حد تک تھی، وہ عقل مند تھے یا احمق، ظالم تھے یا نیک دل، ان تمام چیزوں کو ایک ایک کر کے بیان کیا ہے۔ تاریخ مندھ کے یہ سب ایسے پوشیدہ گوشے ہیں جن کا کسی اور ذریعے سے ہمارے علم میں آنا ناممکن تھا۔ سیاسی، انتظامی اور ملکی واقعات کے علاوہ اس کتاب میں ہمیں جغرافیائی اور اقتصادی حالات بھی بڑی

تفصیل سے ملتے ہیں، کثرت کے نمونے، زمینوں کی مختلف خصوصیتیں، زمینداری اور جاگیرداری کے طریقے، فصل، بٹائی، لگان، محصول، ناپ تول کے اصول اور اوزان وغیرہ کی بہت ہی کارآمد تفصیلات قلمبند کی گئی ہیں۔ شہر، قصبے، جھیل، پہاڑ، راستے اور شاہراہیں، دریائے راہیں اور وسائل رسل و رسائل کے تفصیل بھی کتاب میں جانجا موجود ہیں۔ سندھ کے قبائل اور ان کے عادات و اطوار پر بھی مؤلف نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ سندھ کے کن کن علاقوں میں کون کون سے قبیلے رہتے اور بستے ہیں، ان کا ذریعہ معاش کیا ہے، ان کے مشاغل کیا ہیں، ان میں سے کون کون اچھے ہیں اور کون برے ہیں۔ غرض یہ کہ مؤلف نے کوئی قابل ذکر چیز نظر انداز نہیں کی ہے، حالات اور واقعات کا جزئیات کی حد تک احاطہ کر لیا ہے۔ حتیٰ کہ روزمرہ کے معمولی واقعات کو بھی کتاب کے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ اس سے ہمارے لئے نہ صرف تاریخی مواد ہی کی افراط اور بھتات ہو گئی ہے بلکہ خود مؤلف کے متعمق بھی اندازہ ہوا ہے کہ کس بلا کا ذمین تھا کہ کوئی چیز اس نے مشاہدے اور ذہنی گرفت سے بچ کر نہیں نکلی۔ پڑھنے والا جب کتاب ختم کر لیا ہے تو سچسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ خود بھی مؤلف کے ساتھ ساتھ اس دور کے سندھ میں گھوما پھرا ہے، کتاب کے تمام واقعات اور حالات اس کے اپنے آنکھوں دیکھے ہیں۔

خود مؤلف کی اپنی شخصیت کتاب میں اس بلند منار کی طرح

ابھری ہوئی اور واضح دکھائی دے رہی ہے، جو راتوں کے اندھیروں میں اپنی روشنی کے ذریعہ بھٹکے ہوئے جہازوں کو صحیح راستے پر لگا دیتا ہے۔ مؤلف کا پورا خاندان اگرچہ مغل حکومت کا ساختہ پرداختہ تھا، لیکن ساتھ ہی یہ خاندان سندھ کی سر زمین سے بھی اپنے دامن کو مستقلاً وابستہ کر چکا تھا، اس لئے اس نسبت اور وطنی رشتے کی بنا پر، جو حقوق مؤلف پر عائد ہوتے تھے ان کو اس نے ایک محب وطن کی طرح کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ مؤلف بے چین ہو جاتا ہے، تڑپ اٹھتا ہے، اور روحانی کرب و اذیت محسوس کرتا ہے، جب وہ حکومت کے نا اہل اور ظالم کارندوں کی طرف سے وطن عزیز اور اس کے باشندوں پر ناحق ظلم ہوتا ہوا دیکھتا ہے۔ اسے اس سر زمین کی ہر چیز سے دلی لگاؤ اور انس ہے، وہ یہاں کی ہر چیز کو اپنی چیز سمجھتا ہے، اس لئے گویا اپنی ذاتی ملکیت کو بربادی اور دوسروں کے ناجائز تصرف سے بچانے کے لئے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔

احمد بیگ کا تبادلہ جب سوستان سے ملتان ہوا تو مؤلف کو سخت صدمہ پہنچتا ہے، اور بغیر یہ خیال کئے کہ یہ کتاب شاہجہاں کو پیش ہونی ہے، ملکہ ہند ممتاز محل کے چچازاد بھائی اور وزیر مملکت کے بھتیجے کے متعلق صاف لکھ دیتا ہے کہ : بجائے اس کے کہ اس کو اپنے اعمال کی سزا دی جاتی، ملتان جیسا زرخیز علاقہ دیا گیا، جو سندھ سے کہیں بہتر ہے۔

’سواي تغير اين ملك، اثرى برو مترتب نگرديد،
 بلکه اثر رحمت بظهور رسيد، که از تغير سينوان،
 صاحب صوبه ملتان شد که جای عمدہ ست۔‘
 ساتھ ہی لکھتا ہے کہ سندھ کے مظلوم عوام داد رسی کے لئے
 کس طرح دربار میں جا سکتے ہیں، جبکہ راستے میں ملتان پڑتا ہے
 جہاں احمد بیگ حاکم بنا بیٹھا ہے۔ بادشاہ کو مخاطب
 کرتے ہوئے مؤلف نے لکھا ہے کہ :

”اگر ہمیں عمل احمد بیگ خان را در زیر و پای
 تخت سلیمانی تحقیق میفرمودند، و از روی حکم شرع
 شریف، ستم گرفتگی هاش مردم مظلوم واپس میدهانیدند،
 و خون ناحق که از روی عنف و ظلم کرده بود، بامر
 عدالت عظمیٰ اجرای حکم او میکردند، و هیچ جا گیردار
 بعد الیوم در ویرانی این ملک راضی نمی شد، بلکه
 جا گیرداران، ممالک مجروسه دیگر، نیز از ظلم مجتاز
 بوده راه راستی و خوش سلوکی را پیش می گرفتند۔“

(ص-۱۷۸)

ایک موقع پر تڑپ کر لکھتا ہے کہ :

’کار ملک بجائی رسيد که ملک نا پرسان و ملک
 بیدادان و ملک بیکسان شده‘

ہر چند بعض واقعات کو یوسف میرک نے مصلحت کے
 دبیز غلافوں میں بھی لپیٹ کر بیان کیا ہے تاہم ان کے دل کی
 دھڑکن اور ذہنی اذیت صاف نظر آتی ہے۔

مظلومیت کی داستان کے علاوہ اس کتاب میں اہم ترین چیز
 سوستان (سیہوان) کی تاریخ ہے، سوستان کی تاریخ اس تفصیل
 کے ساتھ اس کتاب کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی۔ ٹھٹھہ اور
 بکھر کے حالات یا ان علاقوں میں مغل دور کے حاکموں کی
 فہرست بعض تاریخوں میں موجود ہے، لیکن سوستان کے
 جاگیرداروں کے نام صرف اس ایک کتاب کے ذریعے ہمارے
 سامنے آتے ہیں۔ اور یہی وہ تاریخ ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ
 ارغون اور ترخانی عہد میں سندھ میں چھ انتظامی سرکاری تھیں،
 یعنی بکھر - سیوان - نصرپور - چاچکان - ٹھٹھہ اور چاکر ہالہ،
 اور ہر سرکار مشتمل تھی متعدد پرگنوں پر۔ مؤلف نے
 ہر ایک پرگنہ کا نام دیکر اس کے زراعتی اور معاشی حالات
 ہمیں تفصیل سے بتائے ہیں، نیز یہ بھی بتایا ہے کہ ہر ایک
 پرگنہ میں کون کون سی قومیں اور قبیلے آباد ہیں۔ ترخانوں
 کی فوجی تعداد بھی اسی کتاب سے پہلی مرتبہ معلوم ہوئی ہے،
 اور یہیں سے یہ بات بھی آشکار ہوتی ہے کہ فتح سندھ کے
 بعد اکبر نے سرکار بکھر اور سرکار سیوان معہ بندر لاہری
 اپنے لئے مخصوص کر کے باقی سندھ کو سرزا جانی کے پاس
 بطور جاگیر کے رہنے دیا تھا۔ مغل حکومت کے نظم و نسق
 پر توخیر یہ کتاب آئینہ ہے ہی، لیکن ہمیں ارغون اور ترخان
 عہد کی انتظامی جھلکیاں بھی اس میں کہیں کہیں نظر
 آ جاتی ہیں۔

الغرض تاریخ سندھ کے سلسلے میں، اس کتاب سے پیشتر،

اس سے زیادہ اہم، صحیح اور — رازِ درون پردہ — کو واشگاف کرنے والی کتاب، کسی مورخ نے نہیں لکھی۔ اگر میر معصوم بکھری سے لے کر میر علی شیر قانع تک کے مورخ مصلحت کوشی کو چھوڑ کر، یوسف میرک کی طرح خدا لگتی کہنے پر قادر ہوتے، تو ہمارے سامنے سندھ کی گذشتہ تاریخ اپنے اصلی خد و خال میں ظاہر ہوتی!

قسم اول میں تاریخ سندھ کا مواد

کتاب کی قسم ثانی تو پوری تاریخ سندھ کے واقعات اور حالات پر مشتمل ہے ہی، لیکن مؤلف قسم اول میں بھی — جو اصول حکمرانی کے نکات اور مسائل پر مشتمل ہے — مثال اور دلائل کے طور پر بعض جگہ سندھ کے تاریخی حقائق کو پیش کرتا ہے۔ مثلاً چوتھے باب کی دوسری فصل میں جہاں — ترتیب حزم و حشم اور ان کے آداب وغیرہ — بیان کئے ہیں، وہاں مثال دیتے ہوئے یہ واقعہ لکھا ہے:

”کمترین۔ خانہ زادانِ درگاہ میگوید کہ مدار ملک گیری اول رعیت پروری است، از برای آنکہ اگر چنین باشد، از یک مملکت دہ دیگر بہم می رسند۔ چرا کہ ہیچ دہی و ہیچ قریہ نیست کہ کم از چہار پنج ہزار جریب رقبہ داشته باشد، و بعضی بیست ہزار و سی ہزار و بیش ہم دارند و معلوم نیست کہ الحال چہ قدر مزروع می شود۔ و ہر گاہ رعیت آسودہ شد، و دست قدرت در استعداد زراعت بہم

رساند و خاطر از ظلم حاکم فارغ کرد، و خود را محض رعیت پادشاه دانست، شخصی که قوت دانه جریب داشت که بکارد، و هنوز دلزده و به متم می کاشت، پانصد و هزار جریب، بلکه بیش، زراعت می کند و مال دیوان میدهد.

و همچنین این خانه زاد در برگنه چندو که داخل سرکار بهکر است، مشاهده نمود که در عمل حکام سابق دوازده لک تنکه مرادی حاصل میداد، و چون عمل محمد علی بیگ بندری در ملک بهکر شد، و او بغایت الغایت در خبرداری رعیت و تربیت آنها، کوشش بلیغ و سعی موفور داشت، و آن ترتیب چنان بود که از دستور العمل چیزی زیاده متصرف نمی شد، و قریه بقریه را در میان تحصیل مال دیوان و بعد از تحصیل خبر می گرفت که از عاملان و اربابان و رؤیسان و قانون گویان که مانند گرگانند در کله رعیت چیزی ملبه نشود و اگر ثانی الحال، چیزی ملبه و یا غیر حساب از آنها درباره رعیت ظاهر می شد، آن را در تحت مال دیوان بر رعیت مجرا میداد، و آن جماعه بد عملان را در پای حساب آورده جرمانه خوب می گرفت، تا بعد ازین کس دیگر این قسم عمل بد، در حق رعیت پادشاه نکند.

و زمانی که میرزا عیسی ترخان صاحب صوبه تهنه

شده آمد، از تغییر شریف الملک (۱) . محمد علی بیگ نیز با استعداد تمام بجهت کومک میرزا عیسیٰ ترخان تا سهوان آمد . مولف یک روزی به سبب آشنائی پیش او حاضر بود که شخصی از رعایای پرگنه تکر، که دران وقت جاگیر او بود، آمده، مستغاثی شد که : در باب دستور ارزن، سر بیگہ دہ تنکہ شما قرار داده اید، و شقدار شما، از ما سر بیگہ دوازده تنکہ می طلبد . بمجرد شنیدن این سخن در اعراض شده، منشی را بحضور طلبیده گفت کہ : بآن مردک بنویس کہ من رعیتت را دلاما میکنم و تو در خرابی رعیت هستی ! اگر سوای سند من کہ دہ تنکہ باشد، یک فلوس زیادہ گرفتی، ترا همان جا بر دار میکشم تا عبرت دیگر شقداران شود . و آن نوشته فی الحال مہر کردہ بآن مستغاثی سپرد .

و از عمل اجارہ بیزار بود، چنانچہ اگر شخصی از ارباب وغیرہ پرگنه کہ بیست ہزار روپیہ حاصل داشت، بہ یک لک روپیہ اجارہ می طلبید، قبول نمی کرد . و بواسطہ آنکہ دانستہ بود کہ در عمل اجارہ ویرانی ملک است، چرا کہ در عمل اجارہ دست حاکم از رعیت می بر آید و دست مستاجر بر آنها قایم می شود، و مردم مستاجر حسب خواهش خود آنچه میدانند

(۱) شریف الملک کہ از طرف شہزادہ شہریار در قتلہ نیابت میکرد .

بر رعیت غریب میکنند، و غیر از رعیت مال از جای دیگر نمی کشند و پر ظاهر است اگر طمع شوم در میان نباشد هیچ کس اجاره قبول نمی کند. و عمل اجاره اگرچه اول مرتبه مانند آتشی که در کاه خشک میگیرد، خوشتر و روشن می نماید، اما آخرش نتیجه سیاهی و خاکستر مطلق میدهد.

و هر هفته در دارالعدالت دیوان کرده خود می نشست، و مردم قضات و مفتیان و میر عدل را پیش خود می نشاند، و حقیقت هر داد خواهی را بحضور خود موافق شریعت بیضا فیصل می بخشید، تا قوی بر ضعیف متم نتواند رسانید. و هر جا متمرّدی بود از مردم سمیجه اوزر و مردم چاندیه که داخل ملک سهوان اند و غیر ذلک، که ملک بهکر را تاخت نموده ویران می کردند، همه را به نهجی گوشمال از روی تدبیر سپاهگری داد که، در ایام حکومت او هرگز پیرامون ملک بهکر نگشتند و زبون شده در گوشه های خود نشستند.

و بودله نام سردار سمیجه اوزر که گذشت بختیار بیگ ترکمان هیچ حاکم سهوان بهکر را ندیده بود، جبراً و قهراً آورده در قلعه بهکر بند کرد، چنانچه همان جا در بندی خانه، جان بمالکان دوزخ سپرد. و زن سوندر سردار چاندیه و غیره بند [بان] مردم

چاندیہ از میان کوه بر آورده در قلعه بهکر نگاہداشت،
تا آنکہ سرداران چاندیہ رفتہ او را دیدند، و از
تاخت ملک بہکر منزجر شدند، بعد ازان بندیان آنها
را گذاشت .

در ایلام حکومت او میر نام ابرہ از زمینداران
پرگنہ چندو کہ یک جوی کلان مانند دریاچہ، از
دریا کشیدہ در دشتها گذاشت، و شہرہای نو در آن
دشتها کہ غیر از وحوش و طیور از جنس آدم ندیدہ
بودند، بستہ شدہ چنانچہ جوکی ہرنی نام شہری و
منہ نام شہری میر ابرہ مذکورہ بست، و پوپتی نام
شہری نندہ ابرہ بست، و کوتلی نام شہری شاہ علی
کہ شیخ مردم ابرہ است، و میدیجہ خود را می نامد،
بر بست .

و علی ہذا القیاس ہر یک مردم ابرہ و سانگی
و سمیجہ کہ تعلق بہ پرگنہ چندو کہ دارند، جویہا
بر آورده، دیہات نو بر بستند . و ہر جا رعیت
دلزدہ و خراب شدہ کہ در ہر ملک بود، رجوع بآن
طرفہا نمود و زراعت جواری و شالی وغیرہ کہ تعلق
بہ خریف دارد، بی نہایت شدن گرفت . چنانچہ از لک
جریب زیادہ می شود، سوای زراعت ربیعی از قسم گندم
و جتو و نخود و سرشف و غیر ذلک . و جمع آن
پرگنہ دہ سی و دہ چہل واصل شدہ . و همچنین پرگنہ

دربیله که نیز تعلق بسرکار بهکر دارد، آبادان و معمور گردید.

دیگر، شنیده می شود که مرزا جانی ترخان که در ملک تهته بود، قریب پانزده هزار سوار خوب از مردم ارغون و ترخان و غیر ذلک نوکر داشت. و از مردم رعیت قریب بیست هزار سوار دیگر با او بود که مجموع قریب می و پنج هزار سوار باشند. و این همه مردم از دل و جان با عساکر ظفر مآثر حضرت عرش آشیانی تا یک سال جنگ می نمودند، امّا چون مشّت بدرفش و سر بسنگ راست نیامده، مرزا جانی ترخان گردن انقیاد مانده، مطیع و فرمان بردار شد. و سعادت دو جهان بدست آورد.

پس چگونه لشکری و رعیتی که از پادشاهی مستقلی در آسودگی و آسایش باشد، با وی از روی جان و مال دل سوزی نکند. و درین ولا معلوم است که در صوبه تهته از بندهای شهنشاهی چه قدر خواهند بود و کمی در نگهبانی همان بکار آیند، اگر تهاانهای آنجای و ثغرهاى وی مستحکم کنند و رعیت دلاسا یابد، بار بهمان صرافت اولی رجعت میکند، و آن زمان می تواند که لشکر تهته، راجه کیچ را بیجا کند و یا پیشکش خوب و مناسب برای شهنشاه هر سال برو مقرر سازد. و اگر اشارت باشد ملک کیچ و مکران

را ہم می تواند گرفت، و مسخّر شهنشاه کرد (۱)۔
اس طویل اور دلچسپ اقتباس سے جو حقائق ہمارے
سامنے آتے ہیں وہ کسی اور تاریخ سے کہاں دستیاب ہو سکتے
ہیں؟ مثلاً:

(۱) محمد علی بیگ بندری کے آنے سے پیشتر چانڈو کہ
(موجودہ ضلع لارکانہ) کے انتظامی حالات مغل اعمال نے
خراب اور زبون کر دئے تھے۔

(۲) مغلیہ عامل، ارباب، رئیس اور قانون گو نہایت بد کردار
اور ظالم تھے، یوسف میرک ان کے خصائل کی وجہ سے
ان کو بھیڑنے سے تشبیہ دیتے ہیں۔

(۳) یہ لوگ کاشتکاروں پر مظالم ڈھاتے تھے، اور بطور
رشوت مقرر شدہ نرخ سے زائد مالیہ وصول کرتے تھے۔

(۴) مغل جاگیردار یا گورنر، اپنی نا اہلیت کی وجہ سے
پرگنوں، قصبوں اور مزرعوں زمینیں ٹھیکے پر دے دیتے
تھے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ رعیت کا واسطہ
حاکم یا جاگیردار سے ٹوٹ جاتا تھا، اور ٹھیکیدار، نہ
صرف ناقابل برداشت من مانے مطالبے اور مالے ان سے
وصول کرتا تھا، بلکہ طرح طرح سے انہیں تنگ بھی
کرتا رہتا تھا، اسی وجہ سے رعیت زراعت سے کنارہ کشی
کر لیتی تھی اور ملک ویران ہو جاتا تھا، یوسف میرک
کا تجربہ یہ تھا:

’در عمل اجارہ ویرانی ملک است..... مردم مستاجر

(۱) ورق (از ۳۲ تا ۳۷)

حسب خواہش خود، آنچه میدانند بر رعیت غریب
 میکنند..... اگر طمع شوم در میان نباشد هیچ کس
 اجارہ قبول نمی کند.....
 اور آخر میں کہتا ہے کہ :

’ عمل اجارہ اگرچہ اول مرتبہ مانند آتشی کہ در کاه
 خشک میگیرد، خوشتر و روشن می نماید، اما آخرش
 نتیجہ سیاہی و خاکستر مطلق میدهد۔‘

(۵) ہر دیہ اور قریہ چار چار اور پانچ پانچ ہزار جریب پر
 مشتمل تھا، بعض رقبوں کی اراضی بیس اور تیس ہزار
 جریب تک تھی۔

(۶) سرکار بھکر پر گنہ چانڈوکہ (موجودہ ضلع لاڑکانہ) سے،
 بارہ لاکھ ٹنکہ لگان وصول ہوتا تھا۔

(۷) فی بیگہ دس ٹنکہ سرکاری مالیہ وصول ہوتا تھا۔

(۸) زراعت کی جمع بندی اور مالگذاری کی وصولی اور انتظام
 کے لئے عامل، ارباب، رئیس، قانونگو، اور شقندار
 علی الترتیب عہدہ دار ہوتے تھے۔

(۹) مالیہ فی بیگہ کے حساب سے لیا جاتا تھا، اور اس کے
 نرخ وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے تھے۔

(۱۰) محکمہ عدل و انصاف کے سلسلے میں تین امامیاں ہوتی
 تھیں، قاضی، مفتی، میر عدل۔ حاکم کو بھی اختیار
 تھا کہ اپنے ہاں عدالت کے افسروں کو بلا کر عدالت
 کا اجلاس کرے۔

(۱۱) محمد علی بیگ بندری نے آکر بگڑے ہوئے انتظام کو درست کیا، مقرر شدہ قانون کے اندر سب کو چلنے کے لئے پابند کیا، رعیت کو دلاسا دیا اور مالیہ وغیرہ کا نرخ اور شرح اس طرح مقرر کی کہ لوگ آرام اور اطمینان سے زراعت اور ملک کی آبادی کی طرف رجوع ہوئے۔ چنانچہ کسی کو اس دور میں طاقت نہیں تھی کہ کاشتکار سے دستور العمل کے خلاف ایک پیسہ زیادہ لے سکے۔ ایک مرتبہ کسی کاشتکار نے آکر شکایت کی کہ: مقرر شدہ نرخ سے دو ٹنکہ زائد لئے جا رہے ہیں، محمد علی بیگ نے نہ فقط اس مقدار کو تنبیہ کی بلکہ آئندہ کے لئے حکم دیا کہ: اگر وہ ایک پیسہ بھی زائد لے گا تو اسی جگہ سولی پر لٹکایا جائیگا۔ محمد علی بیگ نے ایسا انتظام کیا تھا کہ اسے مالیہ وصول ہونے کے وقت یا وصول ہو جانے کے بعد ہر قصبے اور قریہ کے صحیح حالات کا علم ہو جاتا تھا۔ اس وجہ سے وصولی میں کوئی کمی بیشی کا احتمال نہیں ہوتا تھا۔ اگر کسی میلازم کے متعلق شکایت ملتی تو اس پر بہت بڑے جرمانے ڈالتا۔ اجارے پر زمین دینا بھی بند کر دی تھی، تاکہ رعایا ٹھیکیداروں کے مظالم سے بچی رہی۔

(۱۲) ابرہ قوم کے ایک زمیندار میر نامی نے چندو کہ کے پر گئے

میں ایک بہت بڑی اور کشادہ نہر نکلوائی (۱) ، جو دریا سے پانی لا کر ان علاقوں اور ویرانوں میں پہنچاتی تھی، جن میں کبھی آبادی نہیں ہوئی تھی اور نہ کبھی وہاں زراعت ہوتی تھی۔ انہیں ویران علاقوں کو شاداب اور سرسبز بنانے کے بعد وہاں نئے نئے شہر بسائے گئے۔ مثلاً میرخان ابڑے نے 'جوکی ہرنی' اور 'منہہ' آباد کئے۔ 'پوٹھی' نندہ ابڑے نے آباد کیا، اور 'کوٹلی' شاہ علی ابڑے کا آباد کیا ہوا تھا۔ اسی طرح چنڈوکہ کے علاقے کو وہاں کی ہر قوم اور قبیلے نے آباد کیا، جدا جدا شہر بسائے اور اپنی اپنی نہریں نکالیں۔ ابڑے، سانگی اور سمیجہ قبیلوں نے اس معاملے میں بڑے چڑھ کے حصہ لیا، کیونکہ یہی تین قبیلے چانڈوکہ میں اکثریت رکھتے تھے بلکہ صاحب ثروت بھی تھے۔

(۱۳) انہیں کوششوں کی وجہ سے، خریف کی فصل مثلاً چاول [شالی (۲)] اور جواری کثرت سے ہونے لگی اور ایک لاکھ سے زیادہ رقبہ ان دو جنسوں میں زیر کاشت آ گیا۔ ربیع کی کاشت اس کے علاوہ ہونے لگی، جیسا کہ گندم، جو، نخود اور سرشک (۳) وغیرہ۔ اور سرکاری

(۱) یہ نالا ابھی تک "میر واہ" کے نام سے موجود ہے۔

(۲) سندھی زبان میں چاول کے پودے کو ساری کہتے ہیں مولف نے وہی لفظ استعمال کیا ہے۔

(۳) سرسوں۔

لگان بھی تیس چالیس فیصد بڑھ گیا ۔

(۱۴) ترخانی دور کے فوج کی تعداد ہمیں آج تک معلوم نہ ہو سکی تھی، یہی کتاب ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ میرزا جانی کے پاس پندرہ ہزار سوار ارغون اور ترخان قبیلے کے تھے، اور مقامی لوگوں سے بیس ہزار جوان موجود تھے۔ اور یہ پینتیس ہزار کی فوج ایک برس تک اکبر کی فوجوں کا جی جان سے مقابلہ کرتی رہی ۔

(۱۵) اس کے مقابلے میں ٹھٹھے میں مؤلف کے زمانے میں مغلیہ فوج کی حالت خراب تھی۔ اس کی کوئی نگہبانی نہیں ہوتی تھی، تھانے اور چوکیاں مستحکم نہیں تھیں اور رعیت اس حد تک شکستہ خاطر ہو چکی تھی کہ جس کو فوری دلا سے کی شدید ضرورت تھی ۔

اسی طرح مؤلف قسم اول کے تیسرے باب کی تیسری فصل میں — جو 'تربیت صوبہ داران' کے بیان میں ہے — بادشاہ کو مشورے پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :

”دیگر، ہر گاہ یک صوبہ داری را تغیر کنند!

در ابتدای فصل خریف کہہ هنوز سبز باشد، صاحب صوبہ دیگر باید کہ دران صوبہ برسد تا مردم تعینات خود را در سرحد نشانند، و سر رشتہ ملک فی الحال بدست آرد، بعد ازان صوبہ دار قدیم ازان جا عازم خدمت مامورہ دیگر شود۔ نہ کہ صاحب صوبہ دیگر بعد از رفع فصل خریف داخل صوبہ گردد و صوبہ دار

اول را خبر تغییر رسیده، و به سبب آن بی دل ست و زراعت را نگهبانی بواقعی چنانچه در حکومت خود میکرد نمی کند، و رعیت خورده می رود، و هر گاه صوبه دار دیگر بیاید خورد برات می شود، و ازین سبب مردم غرض گوی و ساعی وقت یافته راه بد عملی را به پیشدستان صوبه دار جدید می نمایند. و ازین جهت مردم رعیت و سائر سکنه آن صوبه دلگیر می گردند.

دیگر، یک صوبه داری را که صوبه او معمور و آبادان باشد، و بخواهند که خدمت صوبه دیگر او را بسپارند. یقین است که مقدار لشکر سرحداتی آن صوبه بیادشاه روشن است و حال حاصل آن صوبه نیز از نسخه امین، بخدمت حضرت ایشان شویدا. پس حاصل آن صوبه را با لشکر سرحداتی او قیاس فرمایند. اگر حاصل آن صوبه با لشکر او کفاف می کند، فهو المراد: جاگیر او^{لش} را تغییر کرده در آن صوبه جاگیر بدهند که خدمت شایسته بجا آورد، و اگر حاصل آن ملک با لشکری که در آنجا درکار است، موافقت نه نماید، آن زمان جاگیرهای قدیم آباد کرده او را تغییر کردن مناسب دولت نمی نماید، بلکه جاگیرهای قدیم وی بر حال دارند تا لشکر و حشم از دست او نرود، و بآن صوبه فرستند و دیوان و بخشی

ہمراہ سازند کہ آنچه از ان ملک از حاصل رعیت و
 تاخت متمردان بدست افتد، ہمہ را داخل خزانہ
 بادشاہی نمایند، تا آن زمان کہ آن ملک فراہم آید
 و رو بآبادانی بیارد، و صوبہ دار سر رشتہ آن ملک
 بدست آرد، بعد از ان جاگیر قدیم او را تغییر فرمودہ
 در همان صوبہ جاگیر تنخواہ دهندہ و اگر این چنین
 نشود! کار برو مشکل میگردد۔ از برای آنکہ لشکر
 قدیم او از دست می رود، و مردم جدید نمی تواند
 کار خاطر خواہ ساخت۔ و نیز بہ سپاہ زر باید داد،
 و حاصل ملک کفاف علوفہای لشکر نمی کند۔ پس از
 کجا زر بدهد، نہایتش و اشکینہای اول خود را تا آن
 زمان کہ دارد خواہد داد، اگر درین ضمن کار میسر
 شد فبہا، و الا بی پا می شود (۱)۔“

عبارت بالا سے نہ صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ۔ صوبہ داروں کا
 تبادلہ بہت ہی بی ترتیبی سے ہوتا تھا اور تبادلوں کے سلسلے
 میں کوئی قانون یا اصول منضبط نہیں تھا۔ بلکہ اپنے بڑے
 بھائی کے تبادلے کی داستان جو مؤلف نے بطور مثال کے پیش کی
 ہے، وہ بجائے خود ہماری معلومات میں بالکل نیا اضافہ کرتی
 ہے۔ کہتا ہے کہ:

”چنانچہ این خانہ زاد در تغییر صوبہ تہتہ
 احوال برادر ابوالبقا را مشاہدہ نمود کہ بطرف

(۱) از ورق ۸۹-۲ تا ورق ۹۱-۱۔

جونہ گر (۱) حکم شد کہ برودہ قریب ہزار و پانصد جوان کار آمدنی کہ بکارِ خوب شہنشاہی بیابند، در تہتہ نوکر داشت، و احوال گرانی و ویرانی ملک سہورت (۲) را شنیدہ پانصد جوان در ہمین تہتہ، از وی جدا شدند، و پانصد جوانِ قدیمی دہ سالہ و بیست سالہ خود را علوفہ دہ بیست و دہ سی زیادہ کردہ دو ماہہ پیشگی دادہ، ہمراہ ضیاء الدین یوسف پسرِ کلانِ خود نمودہ پیش فرستاد، و خود متعاقب بہ بدین (۳) آمد: چون ضیاء الدین یوسف از جونہ گر بطرف اونہ (۴) روانہ شد، چہار صد و پنجاہ جوان دیگر ازو فرار نمودہ بہ تہتہ آمدند، و پنجاہ جوان -- کہ آبا عن جدِ ہمراہی کردہ آمدہ بودند، از جماعہ خویشان و مردمِ حصاری -- قدم ثبات داشتہ جدا نشدند۔ و لشکری کہ ہمراہ برادر مومی الیہ بود بسببِ آن بیدل شد و محنت زور بر سرِ برادرِ مذکور آمد، او بود کہ ہنوز با ہفتصد ہشتصد جوانِ خوب دیگر از برادران و خویشان و مردمِ قدیمی خود روانہ ملکِ سہورت شد،

- (۱) جونا گڑھ۔
- (۲) سورٹھ: جونا گڑھ کے پورے علاقے کو سورٹھ کہتے ہیں۔
- (۳) قدیم زمانے میں جونا گڑھ جانے کا راستہ، بدین سے ہو کر جاتا تھا، بدین حیدرآباد ضلع میں ہے۔
- (۴) غالباً اوٹھہ ہوگا۔

و این خانہ زاد از موضع رحمان کہ بکنارہ دشت کچ واقع است، از او رخصت شدہ، بوطن اختیاری خود آمد۔

و اگر جاگیرهای قدیم او کہ در ملک تہتہ داشت، برقرار می بودند، و این خدمت بدو حکم می شد، بر وجه احسن در انصرام آن می کوشید۔ چرا کہ لشکر قدیم از او جدا نمی شد و خرج او ہم بزیادتی نمی کشید۔ زیرا کہ، مردم سپاہ بہ سبب جاگیرهای قدیم بر حاصل خاطرہا جمع می داشتند، و اہل و عیال خود را درانجا گذاشتہ باندک اضافہ از وی راضی شدہ، خدمتہای خوب بجا می آوردند۔ الحال ہم امیدوارم کہ بعنایت الہی و باقبال بی زوال شہنشاہی کار خوب کند (۱)۔“

میر ابوالبقا امیر خان کے سلسلے میں جو اطلاعات مؤلف نے اوپر کی عبارت میں دی ہیں، وہ ہمارے لئے بہت قیمتی ہیں، اور صرف اسی کتاب کے ذریعے ہم تک پہنچ رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ:

(۱) امیر خان ٹھٹے سے تبدیل ہو کر جونا گڑھ گیا، ٹھٹے میں اس کے پاس ۱۵ سو کے قریب سپاہی ملازم تھے، جب تبادلہ ہوا اور سپاہیوں نے جونا گڑھ کے کرانی اور ویرانی کے واقعات سنے، تو ایک ہزار نے ٹھٹے ہی میں

ملازمت سے دستکشی اختیار کر لی، باقی پانچ سو - جو دس اور بیس برس سے ستواتر نوکر چلے آ رہے تھے - جو ناگڑھ کی طرف ضیاء الدین یوسف کے ساتھ چلے، لیکن ان میں سے بھی ساڑھے چار سو وہاں پہنچ کر فرار ہو گئے۔ باقی فقط وہ پچاس جوان بچے جو دراصل ان کے قدیمی اور خاندانی متوسل تھے اور کسی بھی حال میں ان سے جدا ہونے والے نہیں تھے۔

(۲) میر ابوالبقا نے اپنے ہی خاندانی لوگوں میں سے دوبارہ سات آٹھ سو سپاہی بھرتی کئے جنکو لیکر وہ اپنے نئے گئے۔ جب موضع رحمان میں پہنچے تو یوسف میرک بھائی سے رخصت ہو کر اپنے وطن اختیاری کو واپس آئے۔

(۳) سفل امیروں کے سپاہ یا ملازموں کو تنخواہ وغیرہ کے سلسلے میں، حکام پر کوئی اعتماد نہیں تھا، انہیں ہر ماہ یقینی طور پر تنخواہ ملنے کا کبھی یقین نہیں تھا۔ وہ دیکھتے تھے کہ جس امیر کے ساتھ وہ منسلک ہیں، اگر اس کی جاگیریں کافی ہیں اور ان سے اتنی آمدنی ہوگی جس سے ان کو تنخواہیں مل سکیں تو رہتے تھے، ورنہ راہ فرار اختیار کرنے میں انہیں کوئی دریغ نہیں تھا۔ یہی سبب تھا کہ امیر خان سے جب ٹھٹھے کی جاگیریں لے لی گئیں اور سپاہیوں نے جو ناگڑھ کی ویرانی سنی تو فوراً راہ فرار اختیار کر لی۔

یہی ہی اعتمادی تھی، جس کی وجہ سے بعض دفعہ سپاہیوں کو دو تین ماہ کی تنخواہیں پیشگی دینی پڑتی تھیں۔

(۴) جونا گڑھ جانے کا راستہ، اس زمانے میں اسطرح تھا: ٹھٹہ۔ بدین۔ قصبہ رحمان۔ دشت کچھ۔ پھر کچھ سے گذر کر جونا گڑھ پہنچنا پڑتا تھا۔ یہ وہی خشکی کا راستہ ہے جو آج بھی بدین سے کچھ تک جاتا ہے۔

متن کی تیاری اور درستی

خطی نسخے: جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں ”مظہر شاہجہانی“ کے اب تک دو نسخے دستیاب ہوئے ہیں، ایک وہ نسخہ جو مؤلف کی ذاتی ملک تھا، جس کو چند سال پیشتر پنجاب یونیورسٹی نے مرحوم سراج الدین آذر کے پس ماندوں سے خرید لیا ہے۔ اور یہی وہ نسخہ ہے جو ڈاکٹر محمد ناظم مرحوم کے ذریعہ مجھے ملا اور میں نے اسی وقت اس کا فوٹو لے لیا تھا۔ میں نے اسی نسخہ کو یہاں بنیادی متن قرار دیا ہے۔

دوسرا نسخہ وہ ہی جو مجھے قطعی طور پر پہلے نسخے ہی کی نقل معلوم ہوتا ہے، اور پنجاب یونیورسٹی کے ہی خطی ذخیرے میں موجود ہے۔ اس نسخہ کو میں نے متن کے مقابلے کے لئے استعمال کیا ہے، لیکن عبارت میں کوئی قابل ذکر اختلاف نہیں پایا۔ سطور ذیل ہیں دونوں نسخوں کی کیفیت پیش کی جا رہی ہے۔

(۱) نسخہ اول

تقطیع ۲/۱ X ۵ ۲/۱ ، فی صفحہ ۱۳ سطر، خط ہندی نسخ، نہایت صاف اور پاک۔ پوری کتاب ایک ہی کاتب نے لکھی ہے، کاغذ دیسی اشتری رنگ کا موٹا اور مضبوط، جس کی تازگی ابھی تک قائم ہے۔ صفحات پر جدولیں ہیں، عنوان سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، اور پہلے صفحہ کے لوح پر بہت ہی معمولی کام ہے۔ اوراق ۴۰۷ (صفحات ۸۱۴)۔

قسم اول ورق ۲/۳ سے شروع ہو کر ۲/۲۲۸ پر ختم ہوتی ہے، اور قسم ثانی اسی ورق کے آخری دو سطروں سے شروع ہو کر ۲/۴۰۷ پر تمام ہو جاتی ہے۔ اوراق ۲/۱ سے ۱/۳ پر دیباچہ لکھا ہوا ہے۔ علاوہ ازین شروع میں، دو ورق اور ہیں جن پر فہرست مضامین معہ حوالہ اوراق درج ہے۔

کتاب کے ورق اول کے بیرونی صفحہ پر مختلف عبارتیں درج ہیں، جن میں سے ایک عبارت اپنے مفہوم کے اعتبار سے، خود مؤلف کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ہم نے اسی نسخہ کو مؤلف کا ذاتی نسخہ سمجھا ہے۔ عبارت یہ ہے:-

(۱) ہوالفیاض

(۲) قد وقت علی ید اکبر ابناء الاخ الکبیر (۱) ابی البقا

(۳) الملقب بامیر خان سلمہ اللہ تعالیٰ

(۱) الاخ الکبیر کے اوپر کسی اور نے یہ الفاظ لکھے ہیں
(برادر کلان [و] پدر میر ضیاء الدین)

- (۴) بل افضلہم بالتحقیق ضیاء الدین
 (۵) یوسف فی شہور
 (۶) ثمانیہ و اربعین
 (۷) و الف من
 (۸) الہجرة النبویہ
 (۹) علیہ افض۔ ۰۰۰ (۱)
 (۱۰) الص۔ ۰۰۰ (۱)

مؤلف نے یہ عبارت لکھ کر کتاب، تالیف کے کم و بیش پانچ سال بعد ۱۰۴۸ھ میں اپنے بڑے بھائی، ابوالبقا امیر خان کے بڑے بیٹے ضیاء الدین یوسف (۲) کو دی ہے۔

اسی صفحہ کے اوپر کے ایک گوشے پر یہ عبارت ثبت ہے :

- (۱) ۰۰۰ تاریخ ۱۶ شعبان ۳۹ (۳)
 (۲) ۰۰۰۰۰ جمع کن (۴)
 (۳) ۰۰۰۰۰ محب (۴)

(۱) افضل اور الصلوٰۃ کا نصف آخر جلد بندی میں صحافی نے کٹ دیا ہے۔ اور یقین ہے کہ مؤلف کے دستخط بھی اسی میں کٹ گئے ہیں۔

- (۲) تذکرہ امیرخانی مولفہ راقم الحروف) میں سوانح دیکھنا چاہئے۔
 (۳) صاف پڑھا نہیں جاتا، رمضان بھی ہو سکتا ہے۔
 (۴) حروف مٹے ہوئے ہیں صاف پڑھے نہیں جاتے۔

اسی عبارت کے نیچے وسط میں لکھا ہوا ہے :

(۱) بتاریخ ۱۰ صفر المظفر ۱۲۸۴ ہجری نبوی

(۲) داخل کتب خانہ نمودہ شد

ان دو سطروں کے نیچے خط طغرا میں دستخط ثبت ہیں جو

’اشرف محمد عفی عنہ‘ پڑھنے میں آتے ہیں ۔

اسی صفحہ کے پہلو میں ایک مہر ہے ، جو حسب دستور

سٹائی گئی ہے اور پورے طور پر پڑھی نہیں جاتی ۔ اس کے

نیچے یہ عبارت ہے :

(۱) تاریخ غره ربیع الثانی ۸

(۲) دیدہ (۱) شد

کتاب کے اختتام کی جو عبارت ہے (۲) ، اس کے نیچے دو مربع

سہریں ایک ہی شخص کی ثبت ہیں ، جن کی عبارت ہے :

مومس الدولہ اساس الملک

مرزا فاضل بیگ خان جنگ بہادر

دونوں سہروں پر سال ۱۲۸۸ھ (۳) کنندہ ہے ۔

(۲) نسخہ ثانی

یہ نسخہ ”دستور العمل (۴)“ کے غلط نام سے پنجاب یونیورسٹی

کے کتب خانے میں Ph III-71 نمبر پر موجود ہے ۔ تقطیع 9X5

(۱) ممکن ہے ”یہ عرض دیدہ شد“ ہو اور پہلا لفظ مٹ گیا ہو !

(۲) متن صفحہ ۲۵۷

(۳) مطابق ۱۸۷۰ع

(۴) جناب ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے اپنی فاضلانہ کتاب ”ادبیات

فارسی میں ہندوں کا حصہ“ میں (ص-۵۰) یہی نام لکھا

ہے ۔ (دہلی - ۱۹۴۲)

اوراق ۳۰۰ . اس کے گیارھویں ورق پر تین مہریں مختلف سائیز کی ثبت ہیں، جن پر ”محمد رب نواز خان“ کندہ ہے . ایک مہر پر سال ۱۲۳۳ھ (۱) دوسری پر ۱۲۰۰ھ (۲) اور تیسری پر ۱۲۵۵ھ (۳) ثبت ہے . آخری صفحہ پر بھی یہی تینوں مہریں موجود ہیں . خط معمولی نستعلیق، کاغذ اشتری رنگ کا موٹا دیسی . اس نسخے سے کچھ اوراق غائب ہیں . جن کی نشان دہی ہم نے متن میں کر دی ہے . عبارت کے اختلافات کی تصحیح کرتے ہوئے متن کے حواشی میں اس نسخے کو (پ) کے نشان سے واضح کیا گیا ہے .

کتاب کی ابتدا: چونکہ ہم یہاں کتاب کے فقط قسم ثانی کو چھاپ رہے ہیں، اس لئے، مناسب ہے کہ کتاب کی ابتدائی عبارت، یعنی قسم اول کے شروع کی چند سطریں یہاں دے دیں .

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”حمد است سرخالقی را کہ انسانرا برای معرفت خود آفریده . چنانچہ در کلام مجید خود فرمودہ کہ : -- و ما خلقت الجن و الانس الا ليعبدون -- یعنی : آفریدم من جن و انس را، مگر برای آنکہ بشناسند مرا . و نیز در حدیث قدسی آورده کہ : -- کنت کنزاً مخفياً فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف --

(۲) مطابق ۸۵-۸۶-۸۷ع

(۱) مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ع

(۳) مطابق ۲۹-۳۰-۳۱ع

یعنی : من خداوند گنجی پنهان بودم و غیر من، عالم بحال و عارف بجلال کمال نبود۔ و دوست میداشتم کہ مرا بشناسند، پس مخلوقات را آفریدم تا شناخته شوم و بادشاہان (۱) را، بر خلائق خود نگهبان و راعی (۱) ساختہ کہ، ہر آئینہ در شعاع دولت ایشان، ہیچ قوی بر ضعیف مٹم نکند۔۔۔ الخ

متن کی اشاعت کا حال : یہ کتاب چونکہ تاریخ سندھ

کے سلسلے میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے، اس لئے میں نے مرتب کرتے وقت یہ چاہا تھا کہ مؤلف نے جو اشارے کئے ہیں، جو واقعات مختصراً بیان کئے ہیں، یا زراعت، مالیہ اور دستور العمل، اجناس اور اوزان کے متعلق باتیں لکھیں ہیں۔ یا جن قبائل اور افراد کا ذکر کیا ہے، یا بہت سے جغرافیائی نام اور مقام لکھے ہیں، اور مؤلف نے عبارت کے اندر مقامی یا غیر مقامی غریب الفاظ محاورے اور اصطلاحیں استعمال کی ہیں، ان سب پر مفصل حواشی اور وضاحتی نوٹ لکھوں۔ لیکن پچھلے دو تین برس خرابی صحت میں مبتلا رہنے کی وجہ سے، افسوس ہے کہ میں، ایسا کرنے سے معذور رہا، بلکہ چھپا ہوا متن بھی تقریباً دو برس تک مقدمہ وغیرہ نہ لکھے جانے کی سبب سے رُکا رہا۔ بہر حال باوجود اس مجبوری کے بھی میں نے

(۱) یہ حدیث حضور کی تعلیم اور اسلام کی روح کے سراسر خلاف ہے۔ شاہوں کا وجود اسلام میں کہاں سے آیا؟

— حسب دلخواہ نہ سہی — پھر بھی کسی حد تک جگہ جگہ ضروری حواشی لکھ دئے ہیں۔ سندھی ناموں اور مقاموں کا سندھی املا دے دیا ہے، بعض تاریخی آثار، قصبات اور اشخاص پر بھی حواشی دئے ہیں۔ لیکن کامل طور پر یہ علمی کام سر انجام دینا، بہت ہی وقت طلب اور سخت محنت کا متقاضی تھا۔ ضرورت تھی کہ جن قبائل کا ذکر آیا ہے ان کی مختصر تاریخ اور نسب نامے بھی شامل کئے جاتے، لیکن کیا کیا جائے! جب انسان حالات اور واقعات کی نامازگاری کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہے تو پھر سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ، ہر ”درد سر“ کا ”قصہ مختصر“ کر لے، چنانچہ مجھے بھی بڑی حد تک کوتاہ قلمی سے کام لینا پڑا۔ بہر حال یہ چیزیں اور ضرورتیں اپنی جگہ پر ایسی اہم ہیں کہ پھر جب کبھی اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن تیار کیا جائے تو ان تمام باتوں کا خیال رکھنا از بس لازمی ہے، تاکہ اس کا دوسرا ایڈیشن زیادہ جامع اور مکمل بن جائے۔ بلکہ اس وقت ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ قسم اول بھی اس کے ساتھ شامل کر دی جائے، جو بجای خود نظام حکمرانی کے کتابیات کی ایک اہم کڑی ہے۔

فہرستیں اور نشجریہ: کتاب کے آخر میں مختلف فہرستیں شامل کر دی گئی ہیں، مثلاً اشخاص، اماکن جغرافی، اقوام و قبائل، اور نامہائے کتب۔ علاوہ ازیں ان مخصوص مقامی مجاوروں اور غریب الفاظ کی جدول بھی دے دی گئی ہے جو

جاہجا مؤلف نے استعمال کئے ہیں۔ ان فہارس کے ساتھ دو اور فہرستیں شامل ہیں، ایک سندھی قوموں اور قبیلوں کی، اور دوسری، ان جغرافیائی مقاموں اور شہروں کی جو مخصوصاً سندھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقدمہ کے آخر میں مؤلف کے خاندان کا شجرہ بھی شامل کیا ہے تاکہ قارئین کے سامنے اس خاندان کی رشتہ داریاں ذہن نشین ہو جائیں۔

اس شجرے کے علاوہ دو اور نسب نامے دئے ہیں جو نورجہاں بیگم کے خاندان سے متعلق ہیں۔ ایک میں مادری سلسلہ اور دوسرے میں ان کا پدری سلسلہ دکھایا گیا ہے۔ ان دو شجروں سے قارئین معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ ایک قافلہ جو بی سرو سامانی کے عالم میں ایران سے چل کر یہاں پہنچا، اپنے رشتہ داریوں کی کڑیوں میں کن کن شاہوں، شہزادوں، امیروں اور امیر زادوں کو جکڑ کر، پوری ہند و پاک کی سر زمین کی سیاست اور حکومت کو اپنے اقتدار کے تحت لے لیا تھا۔ ان دو شجروں کے ترتیب میں راقم الحروف کو کئی کتابیں دیکھنی پڑیں ہیں۔ جن میں سے بعض کے اشاریہ نسب ناموں میں دئے دئے ہیں تاکہ اس خاندان کے افراد پر کوئی صاحب اگر کام کرنا چاہئے تو ان کو آسانی ہو۔

ایک جدول اور بھی میں نے مقدمہ کے آخر میں دی ہے، جس سے سندھ کے ان اہم واقعات کی تاریخیں سامنے آتی ہیں، جو اس دور میں وقوع پذیر ہوئے ہیں، جس سے کہ مظہر شاہجہانی متعلق ہے۔

سپاس گذاری : آخر میں سب سے پہلے میں اپنے مرحوم شفیق محمد ناظم (۱) کے حق میں دست بدعا ہوں کہ اللہ پاک اس مرحوم و مغفور کو، اپنی بے پایاں رحمتوں اور بخششوں کے طفیل، ”فردوس مکانی“ اور ”جنت آشیانی“ کرے، کہ درحقیقت ایسے ہی نیک اور پاکیزہ اخلاق اور کردار کے انسان اہل بہشت میں سے ہیں۔ اس مرحوم کی ہی وجہ سے یہ کتاب مجھ تک کیا پہنچی، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ، عدم سے عالم وجود میں آئی۔ اس کے بعد مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنے برادر معظم پیر علی محمد راشدی کی سپاس گذاری کروں کہ جب یہ کتاب مجھے فقط ایک دن کے لئے میسر آئی تو انہوں نے اسی ایک دن میں سیکڑوں روپیہ کے صرفے سے پوری کتاب کے فوٹو نکال کر مجھے عنایت کئے تھے۔ پنجاب کے مشہور دانشمند اور اپنے دوست عزیز ڈاکٹر محمد باقر کی عنایتوں کا شکریہ بجا لانا بھی مجھ پر عین واجب بلکہ فرض ہے۔ متن تیار کرتے وقت انہوں نے مہینوں تک کتاب کے دونوں خطی نسخے میرے حوالے کر دئے تھے۔ میرے دوست عزیز ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی کا بھی سپاس گزار ہوں کہ جب خطی نسخے ابھی نہیں پہنچے تھے تو اس وقت میرے مسودے کے بعض عبارتوں کی، آپ نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے، وہیں لاہور میں اصل نسخے سے مقابلے کے بعد درستی کی۔ اس کے بعد

(۱) وفات ۲۳ مئی ۱۹۵۵ء (۱-شوال ۱۳۷۴ھ) بروز منگل عید الفطر وقت ۱ بجے دوپہر - مدفن گورستان سوداگران پنجاب - کراچی۔

اپنے ہمکار اور رفیق جناب حبیب اللہ صاحب رشدی کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے نہ فقط طباعت اور پروف دیکھنے کی پوری ذمہ داری اپنے سر لی، بلکہ تمام انڈکس بھی تیار کر کے کتاب میں شامل کیں۔ اللہ پاک ان سب عزیزوں کو جزائے خیر دے۔

حرف آخر: یہ کتاب تاریخ سندھ کے سلسلے میں بہت اہمیت رکھتی ہے، اور خصوصی مواد کے لحاظ سے بھی تمام سندھی تاریخوں میں ممتاز اور افضل ہے۔ اس لئے میں اپنے ہم وطن حضرات اور تاریخ سندھ سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنے والے تمام بیرونی علماء تاریخ سے، امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے اوراق میں سندھ کے ماضی کی صحیح تصویر ذہن نشین کرنے کی سعی فرمائیں گے۔

حسام الدین راشدی

کراچی

۱۲ فروری ۱۹۶۱ م

۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ

یوم یکشنبہ وقت ۱۰ بجے صبح

مصادر

اس کتاب کو ایڈٹ کرتے وقت مندرجہ ذیل کتابیں

پیش نظر رہیں :

- (۱) تاریخ سندھ میر معصوم بھکری داؤد پوتہ ایڈیشن
- (۲) تذکرہ امیرخانی حسام الدین راشدی سندھی ادبی بورڈ
- (۳) ذخیرۃ الخوانین شیخ فرید بکھری خطی ذخیرہ حسام الدین راشدی
- (۴) لب تاریخ سندھ خان خداداد خان امرتسر ایڈیشن
- (۵) اکبر نامہ (۳ جلد) ابوالفضل بنگل ایشیاٹک
- (۶) مآثر الامراء (۳ جلد) شہنواز خان "
- (۷) بادشاہ نامہ عبد الحمید لاہوری "
- (۸) بیگدر نامہ ادراکی بیگلاری خطی ذخیرہ حسام الدین راشدی
- (۹) ضمیمہ تاریخ سندھ محمد بن زندہ علی بیگ "
- (۱۰) مقالات الشعراء میر علی شیر قانع مطبوعہ ایڈیشن حسام الدین راشدی
- (۱۱) تحفۃ الکرام علی شیر قانع خطی و مطبوعہ فارسی
- (۱۲) طبقات اکبری (۳ جلد) خواجہ نظام الدین بنگل ایشیاٹک

- (۱۳) تعلیقات مکی نامہ حسام الدین راشدی مجلہ مہران
 (۱۴) مقدسہ مثنوی چنیسرا نامہ " مندی ادبی بورڈ
 (۱۵) تزک جہانگیری مطبوعہ نولکشور
 (۱۶) تاریخ فیروز شاہی ضیا برنی بنگال ایشیاٹک
 (۱۷) تاریخ طاہری طاہر نسیمانی خطی ذخیرہ
 حسام الدین راشدی
 (۱۸) آئین اکبری ج ۱ بلاخمن بنگال ایشیاٹک سوسائٹی
 (۱۹) میرزا غازی ترخان حسام الدین راشدی مطبوعہ مجلہ تاریخ
 و سیاسیات
 (۲۰) میر سائل (مقالہ) حسام الدین راشدی مجلہ " مہران
 The Antiquities of Sind. H. Cousens 1929 (۲۱)
 (۲۲) مجلہ علوم اسلامیہ شماره اول علی گڑھ
 (۲۳) قرنیہ عنایت خان آشنا خطی ذخیرہ " ضیائی

غلط نامہ

کتاب میں طباعت کی غلطیاں جا بجا رہ گئی ہیں، چند غلطیوں کی درستی ضروری ہے۔ امید ہے کہ قارئین پڑھنے سے پیشتر ان کو درست کرینگے :-

(۱) صفحہ ۳۳۰ پر کتاب ختم ہوتی ہے، اور فہرستیں شروع ہو جاتی ہیں۔ غلطی سے صفحہ ۳۳۱ کے بجائے فہرست کی پہلی جز پر عدد ۱ تا ۶ چھپ گئے ہیں۔ نیز اسی جز کے اوپر بجائے ”مظہر شاہجہانی“ کے، میری دوسری کتاب ”روضۃ السلاطین“ کا نام طبع ہوا ہے۔ قارئین اعداد کو ۳۳۱ تا ۳۳۶ درست کر لیں۔

صفحہ	۲	غلط	حضرت آشیانی صحیح	حضرت عرش آشیانی
۱۰	»	راجیال	»	راجبال (راج پال)
۱۳	»	رراعت	»	زراعت
۱۶	»	دوہنکی	»	دونہکی
۶۸	»	المتانة فی مرتبة	»	العتانة فی مرتمة
۱۲۶	»	پی	»	پی

اضافہ

صفحہ ۱۴۱ پر جکر کا لفظ آیا ہے، یہ گرد و غبار آلود
ہوا کی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں جھکڑ لکھا
جاتا ہے۔ محاورہ ہے مثلاً جھاڑ جھکڑ۔ سندھی میں اسے جھکڑ
لکھتے ہیں۔ یہ ہندی الاصل لفظ عرفی شیرازی نے
”وصف کشمیر“ کے عنوان سے جو قصیدہ لکھا ہے، اس کے ایک
شعر میں یوں باندھا ہے۔

در چاشت کہ از شبنم، گل گرد فشاند

آن باد کہ در ہند گر آید، جکر آید

کتاب کے متن میں جہاں فوج علی کا نام آئے وہاں قوج علی
پڑھنا چاہئے۔ یہ دو بھائی تھے جن کے متعلق صاحب
”ذخیرۃ الخوانین“ نے لکھا ہے کہ:

”قوج علی و برج علی دو برادر بودند۔ اصیل ترکمان
سپاہ منصور بودند، برج علی چندان ترقی نہ کردہ۔ قوج علی
منصب و جاگیر یافت۔ مدتی تعینات گجرات بود، و در
عهد حضرت جنت مکانی پرگنہ سیوی و گنجابہ از توابع بھکر

جا گیر داشت . در کچھ بلوچان و افغانان عمل خوب کرده
و چندان آدم کشی کرد کہ اگر طفلی گریہ میکرد و افاغنه
بزبان خود میگفتند کہ : قوج علی را غلی ! فی الحال
از ترس گریہ میماند .

دو کراہ آہن پر از آب کرده در زیر او آتش می افروخت،
خواہ دزد خواہ گنہ گار دست و پای او بستہ دران کراہ
می انداخت . فی الحال دران آب گرم بریان میشد .
قریب ہزار آدم در آن نواحی باین روش براہ عدم فرستادہ
باشد . در سفاکی و بیباکی نظیری نداشت .

از شومی ظلم لاولد بود ، دختری داشت خضر خان نام
کرده اورا چیرہ بندی نگہ میداشت ، و در زندگی عروسی او
نکرده ، و قسم بر سر او میخورد ، و بسیار آن دختر را
دوست میداشت .

قریب یک لک روپیہ از مهاجنان اکبر آباد و لاهور
و ملتان قرض گرفتہ ، بہ پرگنہ میوی و گنجابہ رفتہ بود .
و ساہوکاران را اکثر ہمراہ بردہ تمسکت و قبض الوصول
از ہر کداسی گرفتہ براہ عدم فرستاد . از آنجا تغیر شدہ
بدرگاہ آمد ، و با مسود اوراق [شیخ فرید بہکری مؤلف
ذخیرۃ الخوانین] در افتاد کہ : سبب تغیری جا گیر من کہ
بہ پسران با یزید بخاری تنخواہ شد ، شما بودید ! —
تلاش بسیار کرد فوج داری سرکار بہکر گرفتہ ازین احقر
بر آورد . خدا غالب بود ، بتدابیر بندہ تعنیات پتنہ ہمراہ

مقرب خان گشت . و همانجا سفر آخرت اختیار گزید .
 هر چه کاشته بود ، در دیده باشد . (ذخیره الخوانین
 خطی ص ۸-۹-۱۰)

جب یہ صفحہ زیر طبع تھا ، اس وقت راقم الحروف کو
 اپنے ذخیرہ کتب سے دیوان حافظ (مطبوعہ منشی نولکشور -
 در مطبع مطمع نور [۱]) کا ایک نسخہ ملا ، جس کے سر ورق
 پر مخدوم محمد جعفر بوبکانی بن مخدوم میران کا نسب نامہ
 کسی نامعلوم شخص کے خط میں لکھا ہوا تھا ، چونکہ اب تک
 مخدوم موصوف کا نسب نامہ کہیں نہیں ملا ہے اور یہ
 دونوں شخصیتیں صف اول کے علمائے سندھ میں سے ہیں ،
 نیز اس کتاب مظہر شاہجہانی کے متن میں (صفحہ ۶۸) پر بھی
 ان کا ذکر آیا ہے ۔ اس وجہ سے میں نے ضروری سمجھا کہ
 اس نسب نامے کو اسی اضافہ میں شامل کر دوں تاکہ ان دو

[۱] دیوان حافظ کے اس مطبوعہ نسخہ کی کتابت منشی محمد
 شمس الدین المخاطب باعجاز رقم نے کی ہے ، اور یہ پانچواں
 ایڈیشن ہے ، جو ماہ اپریل ۱۸۹۷ء میں لکھنؤ میں طبع ہوا ۔
 ۵۱۳۱۳

اختتام پر مولوی عبدالعلی مدرسی کا تصنیف کیا ہوا
 قطعہ تاریخ ہے ، جس سے طباعت کا سال (کلام معجز نامی
 حافظ - ۱۳۰۱ھ) برآمد ہوتا ہے ۔ تقریظ مولانا محمد ہادی علی
 اشک (نور اللہ مرقدہ) کی ہے ، جس نے اسی نسخے پر کچھ
 حواشی بھی لکھے ہیں ۔

بزرگوں کے خانوادہ سے شغف رکھنے والے علم دوست حضرات استفادہ کر سکیں۔ شجرہ نسب اس طرح لکھا ہوا ہے :-

شجرہ ہتبرکہ مخدومان قریشیان ہنی عباس بوبکان

عبدالمناف - ہاشم - عبدالمطلب - عباس - عبد اللہ - ہاشم -

ابوبکر - سلطان اندس (?) - بزدار خان - سالار خان -

سلطان ترک - سلطان خلجی خان - ابوبکر - شیخ محمد -

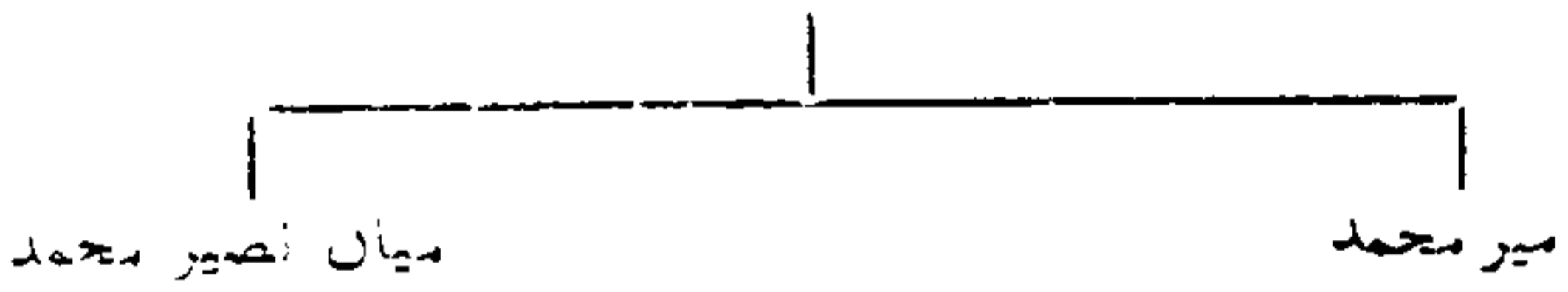
شیخ ابوبکر - عاری - میرہ - مروتہ (?) - شیخ قلندر - مرزوق -

نورالدین - محمد یعقوب - محمد میران بوبکانی (استاد شاہ حسن

ارغون وغیرہ) - مخدوم جعفر بوبکانی (صاحب متانہ) -

نصیرالدین - خیر محمد - عبدالصمد - خیر محمد - عبدالصمد

عرف وڈل - پیر محمد - امید علی ۔



یہ شجرہ قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ میر محمد بن امید علی

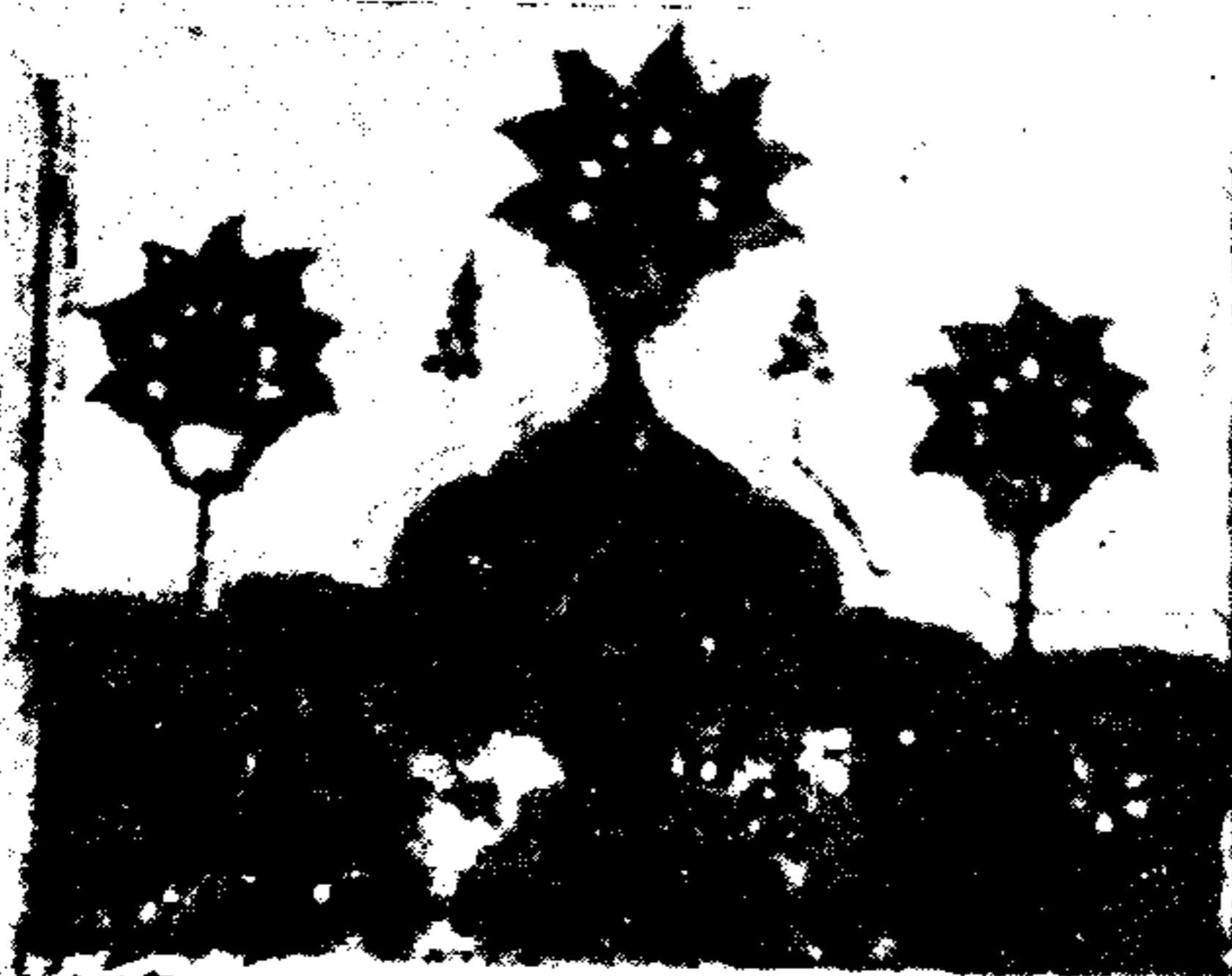
نے دیوان حافظ کے خالی ورق پر لکھا ہے۔

—○—

کراچی ۲۵ - مارچ ۱۹۶۲ ع



(۱) عکس خط یوسف میروک



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد است مرها القوم را که انا اولادان موفقیان

اوردی و حاجی در یام خید حوی فرمود که و ماظف

نجر و لانس اولادان بعدی آوریده من جن

اوانسور مرادین اید ساسند سواد برود جید

قدسوی زرد که کت نر عیب و مینان و ف

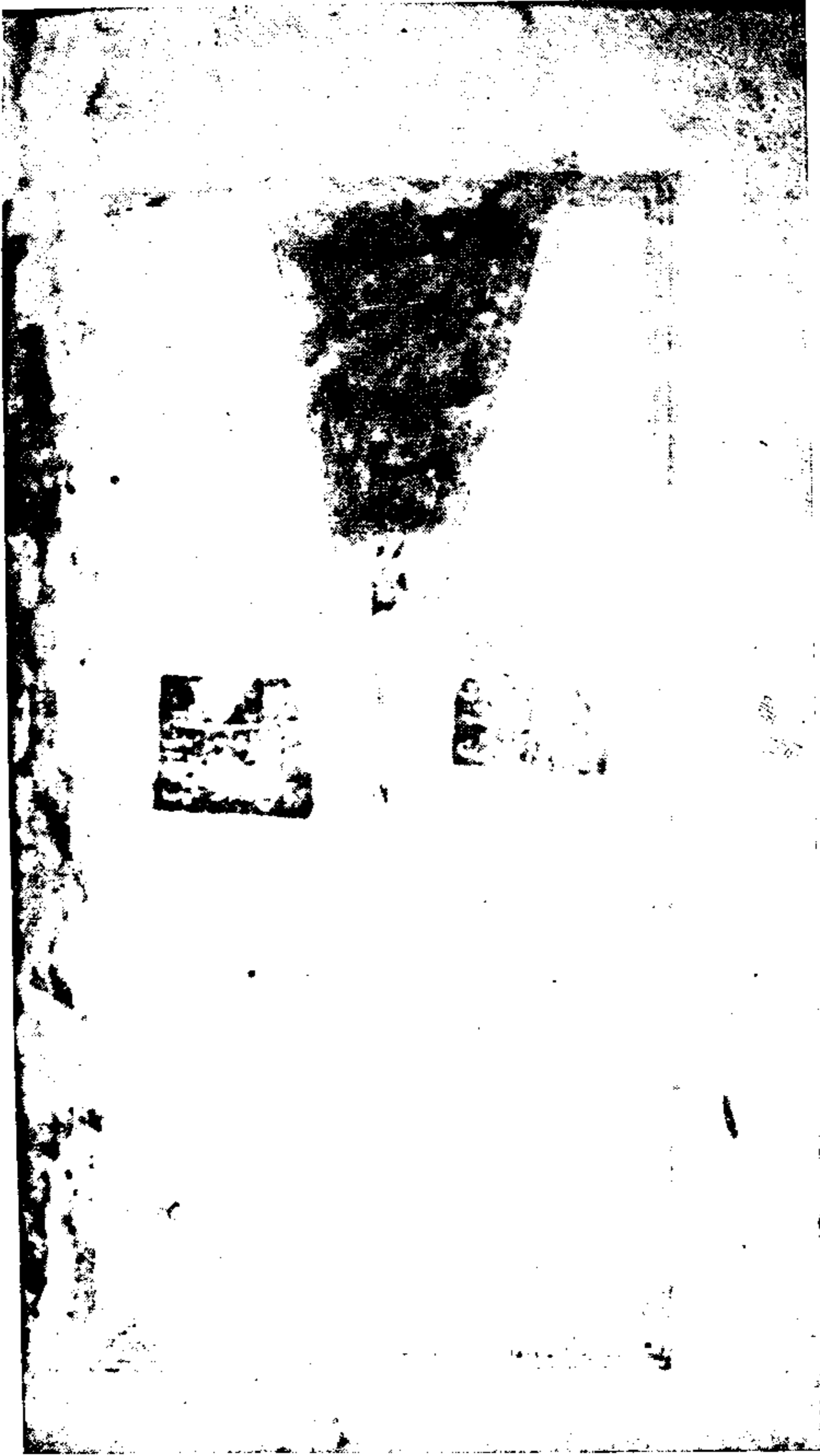
نقدت حق لادین بعدی سحد و نایه انصاف

سور و در و مبریس و نه حان و در و حلال

(۲) عکس نخستین صفحه کتاب

حرکت مذکورہ فوٹو ہفت روزہ سن ۱۹۵۱ء
 میں پیش کیا گیا تھا۔ اس وقت تک
 ہم نے اس کی تصدیق نہیں کی تھی۔
 یہ سب سب سے پہلے درج ذیل اخباروں میں
 شائع ہوئے تھے۔ ان میں سے پہلے
 "پاکستان" اور "پاکستان" کے
 اخباروں میں شائع ہوئے تھے۔
 ان کے بعد "پاکستان" اور "پاکستان"
 کے اخباروں میں شائع ہوئے تھے۔
 ان کے بعد "پاکستان" اور "پاکستان"
 کے اخباروں میں شائع ہوئے تھے۔

(۳) عکس منجم - آغازِ قسمِ ثانی



(۴) عکس صفحہ آخر کتاب

گوشوارہ واقعات مہم تاریخی

(۱۱۳۵-۱۰۴۴)

۱۱- محرم ۱۰۳۵ھ - سید بایزید بخاری کی وفات پر جہانگیر

بادشاہ نے صوبہ ٹھٹہ شہزادہ شہریار

(داماد نورجہاں بیگم) کی جاگیر میں دے

دیا، جس کا نائب شریف الملک ہوا۔

۲۸- صفر بروز اتوار جہانگیر نے کشمیر سے آتے ہوئے راجور

کی منزل سے روانہ ہونے کے بعد، بعمر ساٹھ

۲۲ سال جہانگیری) برس راستے میں وفات پائی۔ (حکومت

۱۲ سال ۸ ماہ ۱۵ دن)

- آصف خان ابوالحسن یمن الدولہ نے

سر دست خسرو کے بیٹے، داور بخش کو

تاج پہنایا، نورجہاں اپنے داماد شہریار

کو بادشاہ بنانا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے

بھائی یمن الدولہ نے اس ارادے کو

عملی جامہ پہناتے نہ دیا، اور اپنے داماد

شاہجہاں کو تخت نشین کرنے کے منصوبے پر کاربند ہو کر بادشاہ کے انتقال کی خبر پہنچانے، بنارسی ناسی ایک ہندو ہرکارے کو چکر ہٹی کی منزل سے (جو کشمیر اور لاہور کے وسط میں واقع ہے) دکھن کی طرف روانہ کر دیا، جہاں اس وقت شاہجہاں کا قیام تھا۔

۱۹- ربیع الاول بروز اتوار ۱۰۳۷ھ - بنارسی نے بیس دن کے بعد یہ خبر دکھن کی آخری سرحد پر مہابت خان کو پہنچائی، جس نے شاہجہاں کو اسی وقت اطلاع دی۔

۲۲- ربیع الاول آگرے کی طرف روانہ ہوا۔

۱۸- ربیع الثانی عیسوی ترخان (ثانی) کا ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر، تقرر کیا۔

۲۳- جمادی الاول اعلان ہوا۔ مظہر شاہجہانی کے مؤلف یوسف میرک کا بڑا بھائی میر ابوالبقا

امیر خسان اس وقت، شاہجہاں کے خسر یحییٰ الدولہ آصف خان کی طرف سے، ملتان

میں نائب تھا ۔

۲۵۔ جماد الاول
۵۱۰۳۷
— شاہجہان کے حکم سے ، آصف خان
یمین الدولہ نے۔ جو کہ اس وقت لاہور کا
صوبہ دار تھا۔ داور بخش (پسر خسرو)
جس کو اس نے جہانگیر کی وفات پر
فی الحال تخت نشین کیا تھا، لاہور میں
قتل کر دیا۔ ساتھ ہی اس کے بھائی گرشاسپ
اور شہریار کے بیٹے طہمورت اور دانیال
کے فرزند ہوشنگ کو بھی زندگی کی نعمت
سے محروم کر دیا۔

۲۶۔ جمادی الاول
۵۱۰۳۷ (شب پنجشنبہ) ہو کر باغ نورجہاں میں منزل انداز ہوا۔
— شاہجہان کی تخت نشینی کی باقاعدہ
رسم ادا ہوئی۔

۱۔ رجب ۵۱۰۳۷
— میرزا عیسیٰ ثانی کی ٹھٹھ سے تبدیلی
ہوئی، اور خواجہ باقی عرف شیر خواجہ کے
تقرر کا فرمان صادر ہوا۔ میرزا عیسیٰ
۱۸۔ ربیع الثانی سے لیکر ۱۔ رجب ۵۱۰۳۷
تک ٹھٹھ کا حاکم رہا۔

؟ رمضان ۵۱۰۳۷
— خواجہ باقی نے ٹھٹھ آتے ہوئے راستے
میں وفات پائی۔ (۲ ماہ ۲۱ دن کل
حکومت اس کے نام رہی)

۲۲- رمضان ۱۰۳۸ھ - میرزا احسام الدین مرتضیٰ خان کا اس کی

جگہ پر ٹھٹھہ کے لئے فرمان صادر ہوا۔

؟ ؟ ۱۰۳۸ھ - احمد بیگ خان برادر زادہ نورجہان کا

تقرر سیوہن پر ہوا۔

۸- ربیع الاول ۱۰۳۸ھ - میرزا عیسیٰ ترخان ثانی کو ستھرا میں

جاگیر دی گئی۔

۷- ربیع الثانی

- میرزا عیسیٰ ٹھٹھہ سے واپس دربار میں

آگرے پہنچا۔

۱۰۳۸ھ

؟ ؟ ۱۰۳۹ھ - یوسف میرک، احمد بیگ اور اس کے

بھائی یوسف کے مظالم سے تنگ آکر سیوہن

سے نکلا، تاکہ ملتان پہنچ کر، مظالم کی

حکایات کا ایک طومار لکھے، اور وہاں سے

دربار میں پہنچ کر بادشاہ کے حضور میں

داد گستری کے لئے پیش کرے۔

؟ ؟ ۱۰۳۹ھ - میرزا احسام الدین مرتضیٰ خان نے، جو کہ

احمد بیگ کا رشتہ دار تھا، حرکت قلب

بند ہو جانے سے ٹھٹھہ میں وفات پائی۔

- میر ابوالبقا امیر خان کو ملتان سے

یمین الدولہ کی نیابت سے تبدیل کر کے،

مرتضیٰ خان کی جگہ پر ٹھٹھہ کا صوبہ دار

بنایا گیا۔

۱۲- ربیع الاول

۱۰۳۹ھ (شب)

- احمد بیگ خان کو سیوہن سے تبدیل

کر کے ابوالبقا کی جگہ پر ملتان رکھا گیا۔
— احمد بیگ خان کی جگہ پر سیوہن میں
دیندار خان کا تقرر ہوا۔

— یوسف میرک ابھی سیوہن سے نکل کر
بھکر سے ہوتا ہوا بھائی کے پاس ملتان
پہنچا ہی تھا کہ، یہ سب واقعات
ظہور پذیر ہوئے۔

— غالباً ابوالبقا نے ملتان سے ٹھٹھہ کے لئے
کوچ کیا ہوگا، اور ساتھ ہی یوسف میرک
کو بھی واپس ٹھٹھہ لیتا آیا۔

۱- شوال ۱۰۳۰ھ — ملتان سے احمد بیگ کا تبادلہ ہوا،
اور نجابت خان بن میرزا شاہ رخ کو وہاں
مقرر کیا گیا۔

۲۸- رجب ۱۰۳۱ھ — شاہجہان کو اطلاع ملی کہ ارسلان
بیگ شمشیر خان نے، جو کہ اس وقت
بنگش کا قلعہ دار تھا، وفات پائی۔

۱- ذی الحجہ ۱۰۳۱ھ — ملتان سے نجابت خان کی تبدیلی ہوئی
اور قلیچ خان کو وہاں مقرر کیا گیا۔

— میں یوسف میرک نے ٹھٹھہ یا سیوہن
میں مظہر شاہجہانی پر نظر ثانی کی ہوگی۔

۱۹- محرم ۱۰۳۲ھ — بوقت ظہر مظہر شاہجہانی کے سبب
کی تکمیل ہوئی۔

۱۰۴۴ء — میں سیوہن کا حاکم جان نثار خان
تھا۔

۱۰۴۴ء — میں یوسف میرک کا بڑا بھائی میر ابوالبقا
امیر خان جوناگڑھ میں نائب الحکومت
تھا۔

م خانف

میرزا اید اللہ
(ملازم خان جهان لودھی)
دختر
(زوجہ جمیل بیگ)

م خانف

س الدین خان
عتیق اللہ
میر کامل بیگ
دختر
زوجہ مراد بخش
وفات ۱۰۳۶ھ
مدفن "صفہ صفا"

ن حسین
ت الآفاق ورتحات الفنون
ت ۱۱۲۶ھ - مدفن مکلی
میر عبد الحکیم
(۱۱۰۶ھ)
میر علی اکبر
(۱۱۰۶ھ)

میر محمد عطا
وفات ۱۱۸۶ھ
مدفن مکلی
میر محمد گدرا
شاعر - وفات قبل از ۱۱۸۰ھ
یک فرزند
میر محمد عطا
دو فرزند

میر غلام شاہ کلہوڑہ (۱۱۸۲ھ - ۱۲۰۱ھ)

شرح نسب نامہای پدری و مادری نورجہان بیگم

- (۱) بعد از در گذشت پدر، از دست روزگار تنگ آمده بطریق فرار روانہ ہند شد۔ در راہ اسباب بغارت رفتہ احوال بہ مرتبہ انجامید کہ ہمگی، دو امپ سواری بود کہ نوبت سوار می شدند۔ داماد میرزا علاء الدولہ آقای ملا دوات دار بود۔ ہمسرش بتاریخ (۲۹-مہر) ۱۳- ذیقعد ۱۰۳۰ھ (۱۶ جلوس جہانگیری) حیات را پدرود گفت۔ میرزا غیاث بعد از این حادثہ ۵۵ ماہ و بیست یوم زندگانی کرد (رک- مائر ج اول ص ۱۲۷-۱۲۸ بلاخن ص ۵۷۳)
- (۲) رک- تزک جہانگیری و مائر ج ۲ ص ۲۹۰-۲۹۱ پسر بزرگ۔
- (۳) در توطئہ قتل جہانگیر، با شاہزادہ خسرو ہمکار بود، بدین سبب جہانگیر اورا در "مرخاب" بہ قتل رسانید۔ رک- تزک ص ۱۳۵ -

(۳) (به قیاس بلاخمن) احمد بیگ پسر محمد شریف بود و سلطان
احمد بیگ خان، سبب تالیف مظهر شاهجهانی شد
در سال ۱۰۳۰ هجری جهانگیر اورا به خطاب عالی
سرفراز کرد.

(۵) رک - بادشاه نامه حصه ۲ ص ۳۰۷

(۶) رک - مائر ج ۳ ص ۳۸۲ - پسر دوم.

(۷) ملا محمد تتوی استاد او بود. بندر لاهوری و بکر و
سیوهن شامل جاگیرش بود، و ابوالبقا امیر خان (برادر
بزرگ مصنف مظهر شاهجهانی) در ملتان نیابت او
می کرد. برای خوردن غذا، اشتهای زیادی داشت.
خوراک شبانه روزی او، به یک من شاهجهانی رسیده بود.
حویلی او در لاهور به بیست لک روپیه مرتب شده بود که
بعد از درگذشت او به داراشکوه داده شد. در دهلی و آگره
و کشمیر ملک دو کرور و پنجاه لک داشت. اخراجات
و مصارف که در سرکارش بود، بمقل نمی گنجد.

رک - مائر ج ۱ ص ۱۵۸-۱۵۹ ج ۳ ص ۳۷۰ - پسر سوم.

(۸) حاجی حور پرور خانم (خاله نورهان بیگم) زوجه

او بود. ابراهیم خان با برادر زاده خود احمد بیگ

علاقه و محبت واقعی داشت. در سال دهم جهانگیری

(۱۰۲۳-۱۰۲۵) بعد از فتح کوکره (بهار)

جهانگیر اورا در مقام اجهیر خطاب فتح عالی داد.

خود از دست عساکر شاهجهان در موضع اکبر نگر کشته شد و در همان قریه در مقبره پسرش، که بنا کرده او بود، دفن شد. احمد بیگ همان وقت که همراه او بود زخمی شد. رک - تزک ۳۳۳

(۹) صادق خان متوفی ۹ - ربیع الاول ۱۰۳۳ هـ رک - مائر ج ۲ ص ۲۹۷

(۱۰) جهانگیر در سال ۱۰۲۳ خطاب خانی داد. رک - مائر ج ۱ ص ۱۸۰

(۱۱) سال تولد به احتمال قوی ۹۸۳ هـ بود و به سن ۷۲ بتاریخ ۲۹ - شوال ۱۰۵۵ هـ (۱۷ - دسمبر ۱۶۳۵ ع) حیات را پدرود گفت. مدفنش در لاهور. بتاریخ ربیع الاول ۱۰۲۵ هـ، در شهر اجمیر جهانگیر اورا لقب نورجهان داد. رک - تزک ۳۳۷

(۱۲) رک - مائر ج ۲ ص ۶۲۲

(۱۳) قاسم خان، صاحب دیوان بود و منشآتش نیز معروف رک - مائر ج ۳ ص ۶۷

(۱۴) مولف خلاصه کونین، در رعنائی و میرزائی شهره آفاق بود، تکلف و تصنعی طرفه در ملا بس و معاقل، به کار بردی، و لطافت و نظافت تمام در بساط فرش نگاه داشتی، و زیب و زینتی و تزک و تزئین در جلوس و قعود و قیام و جمیع دنیا داری، بنوعی رعایت نمودی که، درین باب هیچ کس از همسران بل برتران به او نمی رسید، و نازک مزاجی و عالی دماغی او، به جای رسیده که گاهی

هنوز در چیره بستن بودی که خبر برخاست دربار می رسید
و گاهی در عین چیره بستن دماغش وفا نمی کرد، سوزی
موقوف می نمود. به دولت جد بزرگوار خود، به معارج
عزت و اعتبار اوج گرا گشته با عمده سر بزرگی و
پرتی می افراخت و نخوت و باد بروت به مرتبه داشت که
فلک و ملک را به نظر در نمی آورد. مائر ج ۳ ص ۱۳
(۱۵) در زمان شاهجهان به حکومت بکر آمد و با دختری از
قبیله سمیجه عروسی کرد، و از هما زن میرزا طهمورث
تولد گشت. رک - ذخیره الخوانین خطی ص ۱۲

(۱۶) رک - مائر ج ۳ ص ۲۶

(۱۷) افتخارخان یا مفاخرخان. رک - مائر ج ۱ ص ۲۳۳

(۱۸) رک - ذخیره الخوانین ص ۳۱۱

(۱۹) رک - مائر ج ۱ ص ۳۱۰ - لقب آصف الدوله نیز داشت.

(۲۰) رک - مائر ج ۱ ص ۸۱۳ - خدا بنده فرزندی از این

زن نداشت.

(۲۱) رک - مائر ج ۳ ص ۸۳۰

(۲۲) رک - مائر ج ۲ ص ۲۳۱ - جعفرخان پسر اول بود.

پسر دوم صلاحیت، پسر سوم عبدالرحمن مرحمت خان و

پسر چهارم میرزا بهرام خان.

(۲۳) رک - مائر ج ۱ ص ۳۵۳

(۲۴) رک - مائر ج ۱ ص ۳۵۷

(۲۵) رک - مائر ج ۱ ص ۳۵۷

- (۲۶) رک - مائرج ۲ ص ۳۱۶ ذخیره ۳۰۷ وفات صفی خان همان طوریکه در مائرج ذکر شده در اواخر سال ۱۰۳۹ است و از روی بادشاه نامه ماه محرم ۱۰۵۰ هـ - رک - بادشاه نامه ج ۲ ص ۱۹۸-۲۸۰ در بنگاله وفات یافت و شهنشاہ این خبر را بتاریخ بیست و هشتم صفر از وقایع ممالک شرقی شنید و خود بتاریخ غره ربیع الاول ۱۰۵۰ به منزل ملکہ بانو رفت . صفی خان موصوف برادری داشت بنام سلطان نظر، کہ دیوان خاقانی و انوری و مثنوی و حدیقه را حفظ کرده بود . رک - مائرج ۲ ص ۳۱
- (۲۷) رک - بادشاه نامه ج ۲ ص ۱۹۸
- (۲۸) رک - مائرج ۱ ص ۱۷۷-۷۷۵ میر میران یزدی از زن ایرانی، این پسر داشت .
- (۲۹) رک - مائرج ۱ ص ۲۷۷ از بیگم صاحب جی هیچ فرزند نہ داشت ولی از مدخولها اولاد کثیر داشت . فرزند بزرگش میرزا اسحاق، خطاب امیر خانی یافت و با دختر بهره مند خان عزیزالدین میر بخششی (بن میرزا بهرام بن صادق خان میر بخششی) عروسی کرد . پسران دیگر او، میرزا جعفر عقیدت خان و میرزا ابراهیم و مرحمت خان هادی خان و یوسف خان و اسد خان بودند .
- میرزا ابراهیم مرحمت خان و میرزا اسحاق امیر خان و خدیجه بیگم (کہ زوجه روح الله خان ثانی بود) از یک مادر بودند .

- (۳۰) رک - مائرج ۲ ص ۳۰۹
- (۳۱) رک - مائرج ۲ ص ۸۲۳
- (۳۲) رک - مائرج ۲ ص ۳۱۵
- (۳۳) رک - مائرج ۳ ص ۷۳۶
- (۳۴) میرزا باقر خان نجم ثانی بدختر خدیجه بیگم (زوجہ
حاکم بیگ کابل و همشیره نورجهان بیگم) عروسی کرد
(۳۵) رک - مائرج ۲ ص ۴۲۱
- (۳۶) شاید همین پسر سلطان نظر باشد . رک - مائرج ۱
ص ۱۸۵
- (۳۷) رک - مائرج ۳ ص ۸۳۰
- (۳۸) رک - مائرج ۲ ص ۹۳ - ذوالفقار خان بسال ۱۰۶۷
با بدنیا نهاد و بسن ۳۹ سالگی بتاریخ ۱۶ - محرم ۱۱۲۳
وفات یافت . هیچ فرزند نداشت . ناصر علی در پنج
او غزل گفته کہ مطلعش این است :
ای شانِ حیدری ز جبین تو اشکار
نام تو در نبرد ، کند کار ذوالفقار
رک - مائرج ۲ ص ۱۰۴
- (۳۹) وقتیکہ گوهر آرا زائید، در برهان پور وفات یافت .
- (۴۰) رسالہ ای بنام مونس الارواح در شرح احوال زندگی
خواجہ معین الدین چشتی سجزی اجمیری تالیف کرد .
- (۴۱) دلس بانو بیگم (دختر شاهنواز خان بن میرزا سلیم صفوی
قندهاری) در عقد داشت . رک - مائرج ۱ ص ۱۸۵

نجیب اشرف ندوی ج ۱ ص ۱۵۳

(۴۲) رک - مائر ۱ ص ۷۸۵ - این همسر خان زمان میر خلیل
(که خاله عالمگیر هم بود) روزی زین آبادی را
(که مغنیہ معروف دربار خان زمان بود و گویند کہ
مدخولہ او بود) همراه خود پیش شاهزادہ عالمگیر بُرد،
شاهزادہ اورا دید و عاشق او شد . رک - مائر ج ۱
ص ۷۹۰

(۴۳) رک - مائر ج ۱ ص ۷۰۷

(۴۴) رک - مائر ج ۲ ص ۶۹۰ و بلاخن ص ۵۷۵ - همسرش
دختر شاهنواز میرزا ایرج بن عبدالرحیم خانخانان بود و
از آن هیچ فرزندی نہ داشت .

(۴۵) رک - مائر ج ۳ ص ۲۸۰

(۴۶) در اواخر سال دوم عالمگیری بہ عقد روح الله خان
در آمد .

(۴۷) ذوالفقار خان پسر مہرالنساء بیگم بنت یحییٰ الدولہ ،
ازین زن هیچ فرزندی نہ داشت - رک - مائر ج ۲
ص ۹۳

(۴۸) مائر ج ۱ ص ۲۹۲ - ج ۳ ص ۳۵۰

(۴۹) رک - مائر ج ۱ ص ۸۱۳ - هیچ پسر از دختر اسد خان
نہ زائید ولی پسرانی کہ داشت از زنہای دیگر او بودند .
(۵۰) از دست مرہتان در عنفوان شباب در سال ششم جہانگیری
بقتل رسید .

(۵۱) رک - مائر ج ۳ ص ۳۳۵ - ۳۳۱ - ۸۲۸

(۵۲) نسب نامہ میر میران یزدی بدین قرار ہے:

میر میران امیر خان متوفی ۱۱۰۹ھ (شوہر صاحب علی) —
 — بن میر خلیل اللہ ثانی یزدی متوفی ۱۰۷۲ھ (شوہر
 حمیدہ بانو بنت ملکہ بانو دختر یمین الدولہ) —
 بن میر میران یزدی (ہمراہ پدر بہند آمدہ شوہر
 صالحہ بیگم دختر یمین الدولہ) — بن شاہ خلیل اللہ یزدی
 (شوہر صفیہ سلطان بیگم دختر شاہ اسمعیل ثانی
 ۸۳-۸۵ھ در سال ۱۰۱۶ھ بہند آمد و در سلسلہ
 امرای جہانگیری منسلک شد) — بن مرتضیٰ الممالک
 اسلام و مقتدای طوائف انام امیر غیاث الدین محمد
 میر میران یزدی متوفی ۹۹۸ھ — بن مرتضیٰ الممالک
 اسلام شاہ نورالدین نعمت اللہ باقی یزدی (شوہر خانہ بیگم
 ہمشیرہ شاہ طہماسپ صفوی ۳۰-۸۳ھ) — بن امیر
 نظام الدین عبدالباقی مقتول ۹۲ھ (صدر شاہ اسمعیل صفوی
 متوفی ۹۳ھ) — بن امیر حبیب اللہ (؟) رک۔ جامع مفیدی
 ص ۸۳ و مآثر الامراج ۳ ص ۸۲۸ — بن شاہ نعیم الدین
 نعمت اللہ ثانی (سلطان قلی قطب شاہ بانی سلسلہ قطب
 شاہیہ دکن — ہی از مرگ سلطان محمود شاہ بہمنی در
 سال ۹۲۳ھ بدعای این بزرگ — بحکومت رسیدہ —
 موصوف شہزادی خانم بنت میرزا جہان شاہ پادشاہ
 آذربائیجان (۳۱-۸۸۲ھ) در عقد داشتہ) —
 ظہیر الدین علی (؟) — بن شاہ حبیب الدین

(دختر سلطان علاؤالدین احمد شاہ بہمنی (۳۸-۵۸۶۲) بنام خوانزہ حمیرا در عقد داشت و در دکن وفات یافت) — بن برہان الدین خلیل اللہ ۷۷۵-۵۸۳۷ (ہمراہ دو پسران دیگر یعنی شاہ محب الدین حبیب اللہ متوفی ۵۸۶۳ (داماد احمد شاہ بہمنی) و شاہ حبیب الدین محب اللہ از ماہان (کرمان) بدکن تشریف آورد۔ احمد شاہ بہمنی بعد از وفات خواجہ گیسو دراز (۵۸۲۵) معتقد شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی شدہ بود، و بدین وجہ اولاً ملک المشائخ شاہ نور اللہ بن شاہ برہان الدین خلیل اللہ از ماہان بدکن آمد و دختر احمد شاہ بہمنی را در عقد آورد۔ و بعد از فوت شاہ نعمت اللہ ولی، برہان الدین خلیل اللہ نیز بہمراہ پسران مذکور وارد دکن شد و آنجا وفات یافت)۔ بن شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی (۷۳۰-۵۸۳۳) رک :- جامع مفیدی - فرشتہ - حبیب السیر - مائر الامرا - حدیقۃ العالم - ریاض السیاحۃ - عمادیہ - و سوانح الایام فی شاہدۃ العوام ص - نعم اللہ چاپ بمبئی ۔

(۵۳) رک - مائر الامرا ج ۳ ص ۸۲۸ میر خلیل اللہ یزدی ثانی (شوہر حمیدہ بانو بنت ملکہ بانو) برادرش بود، ولی میر خلیل اللہ از بطن خاتون ایرانی زائیدہ شدہ بود ۔

A(۵۳) ممدوح او خواجہ حبیب اللہ ساوجی بود ۔ دورمیش خان (رک - عالم آرای عباسی و ہفت اقلیم) یا درمیش خان

متوفی ۹۳۱ - در سال ۹۲۷ حبيب الله را وزير خويش ساخت و حبيب الله در حدود ۵۹۵ زنده بود (میحانه لاهور ۱۳۳) - خواجه موصوف بسیار علم پرور بود، کتابهای متعددی بنامش معنون شده، مثلاً: تاریخ حبيب السیر، تحفة الحبيب فخری هروی، ترجمه مجالس النفايس فخری هروی و رساله هیئت عبدالعلی برجندي -

(۵۴) از اولاد شیخ شهاب الدین مهروردی متوفی ۸۶۳

رک - مائرج ۱ ص ۹۲ - ۱۰۷ - ۱۲۶ - ۱۳۵ - ۲۰۳ -

(۵۵) رک - مائرج ۱ ص ۹۰ - آصف خان اول عبدالمجید بود،

آصف خان ثانی همین غیاث الدین علی قزوینی و آصف خان

سوم جعفر بیگ، و آصف خان چهارم ابوالحسن

یمین الدوله .

(۵۶) رک - مائرج ۱ ص ۱۳۹

(۵۷) رک - مائرج ۱ ص ۵۵۸

(۵۸) رک - مائرج ۱ ص ۹۰

(۵۹) میرزا حسام الدین (بن میر جمال الدین حسین خان انجو

صاحب فرنگ جهانگیری) در تنه وفات یافت و بعد از او

ابوالبقاء امیر خان برادر بزرگ یوسف میرک، تغییر

ماموریت یافت و از ملتان به تنه رفت. در مائرج الامراء

مذکور است که: میرزا حسام الدین همشیره احمد بیگ خان

برادرزاده ابراهیم خان فتح جنگ را به عقد نکاح آورد

بود، و بدان وسیله جلیله اوج پیمای عزت و اعزاز

گردید و بسیار در فرمان برداری و استرضاء آن عقیفه می کوشید. هرگاه در نوروز و اعیاد بیگم به دولت سرای شاهی می رفت، میر موصوف قدرت نه داشت که بی اجازت به کاخ در آید. معتمد خان در تکمله تزک جهانگیری نوشته است که میر حسام الدین دختر تغای نورجهان بیگم را در خانه داشت. رک - نولکشور ص ۳۷۹ -

- (۶۰) رک - بادشاه نامه ج ۲ ص ۶۰۶-۷۳۶
- (۶۱) رک - بادشاه نامه ج ۱ حصه ۱ ص ۳۲۷
- (۶۲) رک - ماثرج ۱ ص ۱۵۱-۱۵۲ در زمان جهانگیر همین دختر خواجه غیاث، عطر گل را ایجاد کرده بود. تزک ترجمه اردو لاهور ص ۳۷۹ -
- (۶۳) رک - ماثرج ۱ ص ۱۰۷ زنان متعددی داشته در بیماری آخری یک صد "سهیلی" را از کاخ بر آوردند. مصنف مشنوی خسرو شیرین و مشنوی لیلی مجنون - بعد از بستری شدن امیر الامراء شریف خان، جهانگیر وقتیکه به کابل می رفت، به منزل بساول، میرزا قوام الدین را قلم دان وزارت در روز چهارشنبه ۳ - صفر ۱۰۱۶ - پرده.
- (۶۴) رک - تزک ص ۸۵
- (۶۵) جد اعلی احمد بیگ خان کابلی میر غیاث الدین ترخان از امرای تیمور بود -
- (۶۶) رک - ماثرج ۲ ص ۴۲۹ بلاخن ۵۱۸ -

سعید خان موصوف بیست و دو پسر داشت که از ان

چند نام در نسب نامہ ذکر شدہ امت .

(۶۷) رک - بادشاہ نامہ ج ۱ ح ۲ ص ۳۲۷ -

در بارہ پسران نام بردہ معلوم نشد کہ آنها از کدام

ہمسر احمد بیگ خان کابلہ بودند -

(۶۸) رک - تزک ص ۱۲۸-۱۲۹

(۶۹) رک - تزک ص ۱۳۰ رک - مائر ج ۱ ص ۲۰۳ -

(۷۰) شریف خان رک - مائر ج ۲ ص ۶۶۵ -

شریف خان پسر مشلا عبد الصمد مصور شیرازی (شیرین قلم)

بن خواجہ نظام الملک وزیر شاہ شجاع شیرازی . بعد

از در گذشت آصف خان جعفر بیگ ، جہانگیر جارا اللہ

را مجبور ساخت کہ مصری بیگم را طلاق بدہد و بعد

از گرفتن طلاق ، او را بہ عقد میرزا لشکری بن میرزا

یوسف داد .

(۷۱) شاہ بیگ خان ، صوبیدار تہہ شدہ بود ولی بہ آنجانہ

رسید (بلاخمن ۳۱۵ بادشاہ نامہ جلد ۱ حصہ ۲

ص ۱۳۰-۳۲۷ - شاہ بیگ خان در لاہور وفات یافت

(شوال ۱۰۲۹) بہ سن نود سال (تزک ۶۳۳) .

شاہ بیگ (خان دوران) بن ابراہیم بیگ چریک چہار

پسر داشت . عبد العزیز شاہ ، محمد غزنین خٹان .

یعقوب بیگ مذکور و اسد بیگ . جہانگیر بادشاہ خان

دوران را بتاریخ ۲۶ - شوال ۱۰۲۶ صوبیدار تہہ (تعیین

کرد ولی او بہ سبب پیری و ضعیفی خود معذرت خواست و پرگنہ خوشاب را بطور املاک و جاگیر حاصل کرده در لاہور اقامت گزید . از ہمین جاگیر سی لک روپیہ می یافت .

(۷۲) دختر معتمد خان بخشی (مولف اقبال نامہ جهانگیری) بہ میرزا علی اصغر نامزد شدہ بود ، ولی عقد نکاح آنها بہ انجام نرسید و شاہجہان او را بہ عقد نکاح خان دوران داد .

(۷۳) رک - مائر ج ۱ ص ۱۷۴ سرو آزاد ص ۱۴۶ - در سرو آزاد سال وفاتش ۱۰۵۸ ذکر شدہ است .

(۷۴) رک - مائر ج ۱ ص ۷۸۵ - ۲۵۴ - ہمین میر خلیل خان زمان شیفتہ راگ و رنگ بود . پری چہرگان خوش آواز و مغنیان عشوہ طراز ، در خانہ جمع کردہ بود . زین آبادی مشہور (کہ محبوبہ و مرغوبہ ایام بادشاہ زادگی خلد مکان عالمگیر شاہ بود) از آنها بود . گویند مدخولہ میر خلیل خان بود - رک - مائر ج ۱ ص ۷۹ -

(۷۵) رک - سرو آزاد ۱۴۶ مائر ج ۱ ص ۲۰۳ - سومین پسر محمد باقر اعظم خان جهانگیری بود . میر اسحاق ارادت خان موصوف، اولاً دختر میرزا بدیع الزمان بن آقای ملا ثانی جهانگیری (برادر جعفر بیگ آصف خان) را در خانہ داشت . ثانیاً صبیہ زاہد خان کوکہ عقد بیوگانی بست . از او پسر کلانش محمد جعفر است .

- (۷۶) صاحب دیوان بود - رک - مائرج ۱ ص ۳، ۲ و سرو آزاد ۱۳۶-۱۳۷ -
- (۷۷) شاعر فارسی بود -
- (۷۸) رک - مائرج ص ۲۰۵ پس از وفات پدر خود، لقب موروثی ارادت خانی یافت - شعر را بی رتبه می گفت و در جمع نساء حریص و کثیر الاولاد بود -
- (۷۹) رک - مائرج ۱ ص ۲۰۶ -
- (هر دو نسب نامہ در مدت یک سال و سه ماه تکمیل یافت - روز هفتم ژانویه ۱۹۶۱ میلادی بود کہ به این کار برداشتم و امروز بتاریخ ۲۷ - مارس ۱۹۶۲ ع میلادی پایان رسانیدم - در این جا لازم میدانم از خوانندگان محترم خواهش کنم کہ اگر اشتباهی بچشم آنها بخورد، لطفاً بنده را مطلع سازند تا در چاپ دوم تکرار نشود - در پایان همکاران خود آقایان رشیدی و مسلم ضیای و مولانا قدوسی بی نهایت سپاسگذارم)

- چون آدم لا ہلک گر دید! ہزار گونه فساد در
دین و دنیا پیدا میشود۔ چراکہ: ہمار عالم،
وابستہٴ معاش است۔ (۵۳)

- ہر رعیت دست تصرف دراز کردن، موجب
خرابی ست۔ (۱۸۸)

- کار این ملک بجای رسیدہ کہ، ملک نا پرسان
و ملک بیدادان و ملک بیکسان شدہ۔ (۱۷۳)

- یوسف ہیرک

تاریخ

مظہر شاہجہانی

قسم ثاني
(بتوفيق رباني)



قسم ثاني در بيان احوال ولايت سند
از بهر تابه تهته



بباید دانست (۲۲۸-۲) که در زمان میرزا شاه حسن ارغون این ولایت را شش سرکار کرده بودند: سرکار بهکر، سرکار سهوان، سرکار نصرپور، سرکار چاچکان، سرکار تهته، سرکار چاکر هاله و جون.

سرکار بهکر اول بدست عساکر ظفر مآثر حضرت عرش آشیانی افتاده بود، و سرکار سهوان و بندر لاهری، بعد از فتح تهته و گرفتن میرزا جانی ترخان، حضرت آشیانی داخل ممالک محروسه بادشاهی نمودند، و تتمه چهار سرکار را در جاگیر میرزا جانی مرحمت فرمودند.

بنا بران این خانه زاد ولایت سنده را سه ملک قرار داد، و چهارم ملک سوی که بعد از فتح بهکر و تهته بمدتی مفتوح شده، و این قسم ثانی منجر بچهار باب شده.

باب اول

(۱-۲۲۹) در بیان احوال ملک بهکر

بر ضمیر منیر خورشید نظیر هویدا باد که بهکر نام قلعه
ایست که در میان هفت دریا، بر کوهی واقع است.
یک طرفش که بجانب اوج است آب زیاده دارد، و
در آن طرف محاذی قلعه جنوب رویه لوهری نام شهریست بر
کوهی جنب دریا، و درین جانب یک کوهی دیگر است میان
دریا، مشرف بر قلعه. آنجا پیر غلام صفه چار گوشه ساخته و
بر هر گوشه این صفه، مناری برپا داشته و "صفه صفا" نام
نهاده. در شبهای ایام بیض اکثر در آنجا میگذرانید و بنا اهل
فضل مجلس داشته، خربزهای موضع نیه بدره را که در چار
کوهی این صفه واقع است، بغایت خربزهای ولایتی آنجا خوب
می شوند، صرف میکرد. و خربزهای (۲-۲۲۹) سرآمد را بخدست
حضرت عرش آشیانی می فرستاد، و حضرت بادشاه بسیار خوش
کرده تناول میفرمودند. و الحال قبر ایشان بر همان چبوتر است
و مقبره جمیع قبیلہ بر آن کوه.

و طرف دیگرش که بجانب سیتپور ناهران است، آب کم
دارد و گاهی در موسم سرما بزرگی کمی میکند که یایاب

گذشتہ میشود و دران طرف محاذی قلعہ شمال رویہ، شکر نام شہریست جنب دریا و بطرف مشرق رویہ قلعہ، یک تیر پرتاب، آستانہ حضرت خضر علیہ السلام بر کوهی درمیان دریا ساخته اند.

و در مغرب رویہ قلعہ، پا کروی، کوهی سطح درمیان دریا افتادہ، و در آنجا چند درخت خرما و یک گنبدی واقع است. آن کوه را شاد بیلہ می گویند. و در نیم کروی کوهچہ (۱-۲۳۰) درمیان دریا بود، چنانچہ در هوای زمستان کہ آب کمی میکرد آن کوهچہ ظاہر می شد، و در موسم آب کلانی، هیچ اثر آن کوهچہ ظاہر نمی شد. و اکثر کشتیها کہ از طرف بالا می آمدند بآن کوهچہ د کہ خورده شکستہ، غرق می گشتند. میر معصوم بہکری یک کشتی کلان پر از سنگ کردہ بران کوهچہ غرق کردہ (۱)، گنبد سبزی بالایش عمارت ساختہ "سیتاسر" نام نهادہ. عجب جای خوش هوا و خوش نما شدہ. اکثر مردم بطریق سیر آنجا میروند و محظوظ میگردند، و کشتی ہم آنجا را دیدہ در طغیان آب بملاحظہ می گذرد.

محاذی این گنبد بطرف شکر بالای کوه جنب دریا مسجدی بصورت جہاز راست کردہ، بسیار (۲-۲۳۰) جای باصفا شدہ، بطرف دریا زینہای سنگ بستہ کہ از آنجا مردم فرود آمدہ

وضو سازند۔ روزہای عید تماشا گاہِ خلائق بہکر و شکر است۔
و ملک بہکر مشتمل بر ہشت پرگنہ است۔ پنج پرگنہ
بطرف لوہری واقع ست و سہ پرگنہ بطرف شکر۔ اما آن پنج
پرگنہ کہ بطرف لوہری است :

یکی ازان پرگنہ ماتیلہ است۔ و ماتیلہ نام قلعه ایست
پختہ، کھنہ، قدیم، و اکثر درین پرگنہ مردم داریجہ و مسہر
میباشند۔

دوم پرگنہ آلور است۔ و الور نیز نام قلعه ایست،
پختہ، کھنہ، قدیم کہ بر کوه واقع ست۔ در زمان سابق دریا
زیر این قلعه میگذشت۔ و پای تخت والیان آن عصر بود۔
امیر شاہ بیگ ارغون (۱) قلعه قدیم بہکر را بر طرف کردہ،
قلعہ دیگر (۱-۲۳۱) از خشت پختہ درست کرد، و قلعه الور
و اکثر عمارات مردم ترک و سَمَہ کہ در حوالی بہکر بودند،
ویران ساختہ، خشت پختہ آنها را بعمارت قلعه بکار برد (۲)۔ و
تا این زمان کہ سنہ ۱۰۳۳ھ ہزار و چہل و چہار است، عمان
قلعہ موجود است۔ و این پرگنہ ہم تعاقب بمردم داریجہ دارد،
و قوم پتوار نیز درین پرگنہ اکثر ساکن اند، و شتر بسیار

- ۱- شاہ بیگ بن امیر ذوالنون ارغون بن حسن بصری، والی سند،
متوفی ۲۲ شعبان ۵۹۲۸ھ، تاریخ "شہر شعبان" - برای تفصیل
ر - ک - تاریخ سند میر معصوم ص - ۱۲۷۔
۲ - ر - ک - تاریخ سند ص - ۱۲۳۔

دارند. بطرف جیسلمیر و ملتان و قندھار بکرایہ میدهند.

سوم پرگنہ لڈہ کاکن (۱) است. و درین پرگنہ نیز مردم داریجہ ساکن اند. و از مردم داریجہ در عصر امیر شاہ بیگ بی اعتدالی روی داده بود، بآخر بسزای خود ہا رسیدہ متنبہ شدند. و آن واقعہ در "تاریخ سند" (۲) چنان مذکور است کہ ہر گاہ (۲۳۱-۲) امیر شاہ بیگ، سلطان محمود خان را بحکومت بہکر تعین فرمود، سادات عظام بہکر متکفل مہمات او نمودہ، بعض کلانتران داریجہا را نیز حکم فرمود کہ در قلعہ باشند. و آن مردم کوتہ اندیش از عہد تخلف نمودہ، راہ فرار پیمودند و باجمعہم ابواب منازعت و مخالفت کشودہ در صدد ایذا و آزار سلطان محمود خان شدند. و نہایت سعی در اخراج او بتقدیم رسانیدہ، از مال و معاملہ گذاری^۱ وی، امتناع نمودند، و فرستادہای او را بیحرمتی^۲ تمام باز فرستادند، و جمعیت نمودہ در میدان لوہری جنگ جایی راست کردند. و دران حین سلطان محمود خان در سن دوازده سالگی بود، و بی تابی کردہ میخواست کہ بچنگ^۳ آنها بر آید، امّا سادات مانع آمدہ نمی گذاشتند و دلداری (۲۳۲-۱) میدادند. و دو مرتبہ مردم داریجہ جمعیت تمام نمودند کہ از آب گذشتہ بقلعہ در آیند و سلطان محمود خان را بگیرند. سادات بہکر ازین معنی اطلاع

۱- شاید "لڈہ گاکن" باشد.

۲- تاریخ سند میر معصوم نامی بہکری.

یافتہ برج و بارہ قلعه را مضبوط ساخته بچنگ مہیاشدند و آن مردم ملاحظہ جمعیت سادات نموده نتوانستند کاری کرد.

درین میان امیر شاہ بیگ از شال و سیوی متوجہ پرگنہ باغبانان کہ از معمولہ ملک سہوان ست، گردیدہ بہ باغبانان رسیدہ (۱)، مردم ماچیان کہ طغیان ورزیدہ سر از اطاعت و انقیاد کشیدہ بودند، ہمہ را بقتل رسانید و اموال و مواشی آنها را غارت نمودہ خانمان و قبعہ آنها بچاک برابر ساخت (۲). و از آنجا عنان عزیمت بطرف بہکر معطوف ساختہ، بقصبہ چندو کہ کہ سی کروہی (۳۳-۲) مغرب رویہ بہکر است، رسید. سلطان محمود خان، پاپا جوجک را کہ اتکہ او بود، بملازمت پسر فرستاد و حقیقت حالات خود را عرضہ داشت نمود. پدرش میر فاضل آن عریضہ را بجنس بنظر امیر شاہ بیگ در آورده سرخص شدہ، از برابر چندو کہ با دوہست سوار از آب عبور کردہ کلاشران

۱- در چہار دہم محرم الحرام سنہ سبع و عشرین و تسعمائتہ میرزا شاہ حسن از شال سرخص شدہ عنان عزیمت بہ سند معطوف گردانید، و در عرض بیست روز بنواحی سیوستان رسید. و امیر شاہ بیگ از عقب او فوج فوج لشکر سامان نمودہ رونہ می گردانید، و خود نیز کوچ کوچ متعاقب ایشان می آمد. (تاریخ سند میر معصوم ص ۱۱۸). و در شہر ربیع الثانی (سبع و عشرین و تسعمائتہ) بحوالی باغبانان رسید. (تاریخ سند میر معصوم ص ۱۲۰).

۲- رک تاریخ سند ص ۱۲۰.

و مقدمان را دلداری دادہ با خود ہمراہ می برد.

القصہ چون میرفاضل بحوالی بہکر رسید، لالی مہر (۱) کہ عمدہ زمینداران بودہ با برادران آمدہ بسعادت ملازمت فائز گشت. و کلانتران داریجہا بضرورت از ہر موضع آمدہ ملازمت میکردند، تا آنکہ میرفاضل بہ بہکر آمد، و چہل و ہفت نفر از سرداران داریجہ با خود آورد. و سلطان محمود خان بسعادت پابوس پدر مشرف (۲۳۳-۱) شد. و چون شاہ بیگ خبر یافت کہ میرفاضل (۲) سلامت بہ بہکر رسید، از منزلی کہ رسیدہ بود تیز تر روانہ بہکر شد و در میان قصبہ شکر نزول نمود. و سلطان محمود خان بملازمت شاہ بیگ رسیدہ، پای بوس نمود و بانواع مراحم و اشفاق سرفراز گشت، و معاملہ داریجہ بعرض شاہ بیگ رسانید. روی بجانب قاضی قاضن کہ یکی از اشراف و اکابر آن دیار بودہ کردند. قاضی عرض کرد کہ زمین این ولایت میلاہست و خار بسیار درین زمین می روید، بیل خار کنی ہمیشہ در دست باید گرفت. شاہ بیگ بمجرد شنیدن این سخن، امر بقتل این مردم فرمود. سلطان محمود خان (۳) در ساعت بشہر رسید و شباشب آن مردم را گردن زدہ

۱- شاید لالو مہر باشد.

۲- متوفی ۵۹۲۸ھ. (تاریخ سند ص ۱۲۵).

۳- سلطان محمود خان بن میرفاضل، ولادت در سنہ ثمان و تسعین و ثمانائے، وفات در سال ۵۹۸۲ ہجری ہشتاد و چار سال، تاریخ وفات "در بہشت آسود" (تاریخ سنہ ص ۲۳۷).

از برجی کہ مشہور بہ "برج خونی" است بزرگ انداخت (۲۳۳-۲) و دیگر تا الی یومنا از مردم داریجہ بد افعالی ظاہر نشدہ (۱)۔

چہارم پرگنہ کاکری است و این پرگنہ تعلق بہ مردم منگنیجہ دارد و ازین مردم ہم اوائل زمانی کہ ملک بہکر در حیطہ تسخیر اولیاء قاہرہ حضرت عرش آشیانی در آمد، نسبت بہ مردم میرسید محمد امروہہ، میر عدل، کہ در آن وقت حاکم بہکر بود، ناشایستگی بوقوع آمدہ بود، و بآخر متنبہ گردیدند و آنچنان بود کہ میر سید محمد چون بہ بہکر رسید (۲)، دربارہ رعایا در دستور العمل شدت ورزید و از قرار کن کوت (۳) بر یک بیگہ علی التّسویۃ پنج من محصول قرار داد (۴)، و صاحب اہتمامان بر مزروعات تعین نمود و آن مردم تشدد

- ۱- برای تفصیل رک تاریخ سند میر معصوم ص ۱۱۸ تا ۱۲۳۔
- ۲- میر محمد عدل بتاریخ ۱۱ ماہ رمضان (۵۹۸۳) بہ بہکر تشریف آورد (تاریخ سند ص ۲۳۵)۔ برای شرح حال میر محمد عدل رک ذخیرۃ الخوانین خطی ص ۱۳۱، اکبر نامہ ۲۳۹-۳، بدایونی ۲-۷۵، طبقات اکبری ۲-۳۳۸، تاریخ امروہہ (اردو) و تاریخ سند میر معصوم ص ۲۳۵ و ۲۳۶۔ میر عدل در بہکر بتاریخ ہشتم ۵۹۸۳ فوت شد (میر معصوم ص ۲۳۶)۔
- ۳- در تعلیقات تاریخ سند دکتور داؤد پوتہ نوشتہ است کہ "کن کوت: نسخہ" "ر" (تاریخ سند) این کلمہ را بہ "دانہ بندی" تعبیر کردہ است (۳۱۸)۔
- ۴- رک تاریخ سند ص ۲۳۵۔

بسیار بر رعایا کردند و مردم منگنیجہ ساکنان پرگنہ مسطورہ سر از اطاعت (۱-۲۳۴) این حکم پیچیدہ قدم در بغی نهادند، و مردم میر عدل زور آوردند. مردم میر عدل در قلعہ کہ ما بین موضع کنبد و دیجر (۱) است در آمدہ متحصن گردیدند. مردم منگنیجہ بی دولتی نمودہ محصوران را تیر باران کردند و جمعی از مردم خوب میر عدل بشہادت رسیدند. و این بی سعادتان چاہی کہ درون قلعہ بود، مومن و کافر را با جمعہم در آن چاہ افکندند و بخاک برابر ساختند. میر عدل ازین واقعہ درہم شدہ لشکر بہرہ سید ابوالفضل پسر خود کردہ بجهت انتقام آن مردم فرستاد. و باندک توجہ مردم منگنیجہ جلاوطن شدہ رو بگریز نهادند، و میر ابوالفضل عنان تعاقب برتافتہ عزیمت مراجعت نمودہ، و در قلعہ بہکر (۲-۲۳۴) آمد. و مردم منگنیجہ منزجر گردیدہ تا حال منقاد و فرمان بردار اند (۲).

پنجم پرگنہ در بیلہ است. و درین پرگنہ مردم سہتہ می باشند. و دو قوم سمیجہ یکی راجیال دویم بہن، نیز در

۱- در تاریخ سند میر معصوم اینطور ثبت است "مردم میر عدل در قلعچہ کہ ما بین کنبد و پچراہ است در آمدند" (ص ۲۳۵).
در نسخہ دیگر خطی "کنبد و بحیرہ" ثبت است. در ترجمہ سندي مترجم "کنبت و پچراہ" ثبت کردہ است کہ صحیح نظر نمی آید.
(ترجمہ ص ۲۹۱)

۲- تاریخ سند ص ۲۳۵ - ۲۳۶.

دشت این پرگنہ زراعت میکنند. در زمان سابق سرکش بودند و بجاکم بہکر دست برداشته چیزی میدادند. ہر گاہ فوجدار بہکر، سید بایزید بخاری شد (۱)، پسرانش روز عید فطر از بہکر سوار شدہ برین ہر دو فرقہ تاخت نمودہ، کس بسیار ازین ہا بقتل رسانیدہ، اہل و عیال را در بند کردہ بقلعہ بہکر آوردند. و بعد الیوم شیوہ رعیتی را پیش گرفتہ سر از انتیادِ حاکم بہکر نتافتہ اند، و مال دیوان را می دہند. و این ہر دو پرگنہ (۱-۲۳۵) در زمان حضرت عرش آشیانی در جاگیر میر معصوم بہکری بود (۲). و او این ہر دو پرگنہ را در آبادانی

- ۱- در لب تاریخ سند، سال ورود بایزید بخاری (۵۱۰۲۵) ثبت است. از بہکر در سال ۱۵ جلوس جہانگیری (۵۱۰۲۸) بہتہ رفت و آنجا وفات یافت (ذخیرۃ الخزائن خطی ص ۳۳۸).
 - ۲- وقتیکہ اکبر بادشاہ میرزا عبدالرحیم خان خانان را برای تسخیر سند در سال ۵۹۹۸ از لاہور فرستاد، میر معصوم را نیز ہمراہ او روانہ کرد، همان سال پرگنہ دربیلہ میر معصوم را تفویض شد، چنانچہ میر معصوم در تاریخ سند این واقعہ را اینطور بیان کردہ است: "نواب خان خانان را بتسخیر ولایت تبتہ و ضبط و ربط بلوچان تعین فرمودند، و در تاریخ ۲۲ شوال سنہ مذکور (۵۹۹۸) میان خریف بہ بہکر آمدہ بہ منہات و معاملات پرداخت و ہم دران ایام فقیر مؤلف تاریخ از گجرات بملازمت بندگان حضرت مشرف شد، و از اتفاقات حسنہ والدہ
- (بقیہ حاشیہ در ص ۱۱)

و معموری بمرتبہ کمال رسانیده بود، و بیان خوش سلوکی وی
بمردم رعیت و دینداری او، گنجایش این رساله ندارد. بناء
بر آن اقتصار در اظهار عمل او کرد. و آن عمل بدین طریق
بود کہ عاملان خود را قدغن کرده بود کہ ہر دو سر طناب
را وقت ضبط کردن درست بدهند و در سر قطعہ، بود و نابود،
و تخم زدہ را ملاحظہ نمایند، و بود را داخل خسره کنند و
نابود را ہرگز داخل نہ کنند. مثلاً: یک قریہ ہزار جریب

جزوی تحفہ فرستادہ بودند، بنظر اشرف انور گذرانیدہ. حضرت
از کمال توجہ و اشفاق التفات فرمودند، کہ چند سال است کہ
از والدہ جدا شدہ اید؟ فقیر عرض کردم کہ قریب بہ بیست
سال باشد، بعد ازان عنایت فرمودہ حکم کردند کہ والدہ
خود را ملازمت کردہ بملازمت درگاہ بیاید، و جاگیر او را
بخشیان تنخواہ نمایند، درین اثنا محمد صادق خان امداد نمودہ
گفت کہ چون بہ بہکر میرود، اگر جاگیر ہا نیز ازان مجال
تنخواہ شود خوب خواہد بود. حضرت فرمودند کہ بہکر بجای
خان خانان مقرر شدہ. نواب خان خانان حاضر بودند، عرض
نمودند کہ اگر حضرت جاگیر ایشان را از سرکار بہکر مرحمت
فرمایند، بندہ تجویز میدارد، و عوض آن از جای دیگر بہ بندہ عنایت
شود. حضرت حکم فرمودند، کہ جاگیر ایشان را از سرکار بہکر
تنخواہ نمایند. بخشیان عظام حسب الحکم الاشرف پرگنہ دریلہ و
کاکری، و چندو کہ در وجہ جاگیر بندہ مقرر گردانیدند. ص ۲۵۱.
میر معصوم بتاریخ ۱۴ صفر ۵۹۹۹ بہ بہکر رسید.

رراعت داشت و بقضای الہی نٹہ صد و نٹود و نٹہ جریب نابود شد، و یک جریب بود. همان یک جریب را داخل خسره می کردند، و آن نٹہ (۱-۲۳۵) صد و نٹود و نٹہ جریب نابود را مطلقاً داخل نمی کردند. و درجای کہ جوی آب در کار می بود از طرف خود خرچ کرده جوی آب را کئده در آن جا می برد. چنانچه رعیت را غیر از زراعت تکلیف دیگر نمی کرد. و بسبب این احسان معاملہ این ہر دو پرگنہ بجائی رسیدہ بود کہ زمین جنگل در میان این پرگنہا بہم نمی رسید، و همان زمین ہا مزروع و آباد شدہ بود چنانکہ جایی شکار ہم نداشت. و میر معصوم را ذوق شکار گز و تیر بسیار بود. بواسطہ شکار از پرگنہای خود بیرون می رفت تا شکار می یافت. و چنان از مردم معتبر قصبہ در بیلہ مسموع مؤلف شدہ کہ ہر گاہ این پرگنہ در جاگیر میر معصوم گردید، سال اول زراعت قصبہ مذکورہ موازی (۱-۲۳۶) پانصد بیگہ زمین مزروع از رعیت وائمه در ضبط درآمد، و چون رعیت استمالت یافت و بر حسن سلوک و انصاف او اعتماد نمود، در اندک زمانی زراعت قصبہ مزبورہ در یک خریف موازی پنجہ ہزار بیگہ مزروع عست سواي نابود و تخم زدہ بضبط آمد. و قیاس باید کرد برین آبادانی و معموری محال دیگر را. و این ہر پنج پرگنہ مال واجبی دیوان را می دهند و مردم اینہا سرکش نیستند.

و عمل این پرگنہ جات ضبطی شدہ آمدہ. دستوری بر ہر برہی، از سفید بری و سبز بری در زمان سابق مانده اند. و

احسان رعیت از برای کثرت زراعت درین پرگنجات همین است کہ زیادہ از دستورالعمل (۲۳۶-۲) ازین ہا چیزی مطالبہ نشود، و در وقت ضبط بود و نا بود را ملاحظہ کردہ بدہند، و از ملبہ اربابان و رئیسان و قانون گویان و عاملان محترز باشند، و اگر برای رفاهیت رعیت و کفایت دیوان در یک برہی از دستور چیزی کم کنند، زراعت آن برہ زیادہ می کنند، و کفایت جانبین حاصل می آید. و از ہیچ طرفی دغدغہ مردم متمرّد و مفسد ندارند. مگر از طرف سمیجہ اونر کوتہ اندیش، قطاع الطریق، کہ تعلق بملک سہوان دارند و راست تا ماتیلہ بلکہ تا اوباورہ، کہ داخل سرحد ملتان است و جیسلمیر، تاخت می کنند. اگر گاہی فرقہ یک پرگنہ قوی می باشد دست تمرّد آن بدبخشان کم بآن طرف می رسد، مگر بطریق دزدی. و گاہی کہ فرقہ یک پرگنہ زبون (۲۳۷-۱) می افتد، از وی بی تحاشی مال و مواشی بتاخت می برند. و هر کہ در سر راہ آن قطاع طریقان می افتد، بدرجہ شہادت می رسانند. چنانچہ در آنجا پا استقامت کردن رعیت را مشکل می شود، چہ آنکہ زراعت کنند. و اکثر شدہ کہ قریہ را کہ مردم سمیجہ تاختہ اند ویران شدہ و دیگر در منزل اصلی ساکن نمی تواند شد.

و آن سہ (۱) پرگنہ کہ بطرف شکر واقع اند، یکی از آنها پرگنہ جتوئی است، و سرداران این پرگنہ در عمل سابق

مردم بلوچان بودند. از بلوچ جتوئی و بلدی و کورائی و داردشت و لولئی و شر و غیر ذالک. و اکثر ازینها فساد و فتنه بظهور می آمد. امیر شاه بیگ فتنه آنها را فرو نشانید. و حقیقت آن واقعه چنین است که هر گاه امیر شاه بیگ خاطر از ساختن (۲۳۷-۲) قلعه بهکر و انجام مهام رعایا جمع فرمود در باره بلوچان کویته اندیش که دست از فتنه و فساد باز نمی داشتند، مشورت نموده چنان قرار دادند که آتش این قوم را بآب شمشیر فرو باید نشانید، و صورت این امر در لوح تدبیر چنان تصویر یافت که در هر موضعی جمعی از مردان کاری تعیین نمایند که چند گاه میان ایشان باشند، و یک وقت مقرر گردانند که در آن وقت هر جمعی کار آن موضع را باتمام رسانند. و بالآخر جماعه را بفرستند تعیین نمودند و آنها نیز انتظار وقت میبردند. چون وقت موعود رسید همه یکبار دست بشمشیر کرده کار آن گروه بانجام رسانیدند. چنانچه در آن روز چهل و دو موضع بلوچان مجموع مقتول گردید (۱). و سرداری پرگنه مذکور را بمردم سحر داد (۲۳۸-۱). و بعد ازین واقعه رعیت این پرگنه سرکشی ندارند و مالگذاری میکنند، مگر بلوچ بلدی که گاهی سر میکشند و قلعه دارند دری نام، و باندک توجه جاگیردار متنبه می گردند.

دوم پرگنه چند و که است. و این بسیار کلان پرگنه

است. چند قوم صاحب جمعیت درین پرگنه مي باشند. يکي قوم سَمیجِه بَسکِيه، دوم قوم سانگي، سوم قوم آبیره. و این هر دو قوم نیز خود را سَمیجِه ميگویند. چهارم شیخان مهدیجِه. و مردم این پرگنه پاره سرکشي دارند. اگر جمعیت خوب در ملک بهکر است، و سر فصل زیر کرده این مردم را مي نشینند و زیاده از دستورالعمل مطالبه نمی نمایند و راه سلوک را پیش می کنند، گردن انقیاد داشته عمل می دهند. و اگر قوت لشکر نمی بینند، دست (۲۳۸-۲) برداشته چیزی می دهند، چرا که پشت این مردم بچند وجه قوي است. اول: صاحب جمعیت اند. دوم: جنگل خار در ملک آنها بسیار است. چنانچه دران جنگل در آمدن متعسر است. سوم: چسپ احشامات صحرا نشینان و کوهي واقع اند، مانند مردم بلوچ سنگسي و لشاري و دار دشت و رند و دیناري و دُوینکي و کتوهتر و بلدي وغيره که تعلق بملک سيوي دارند، و چانديه مخذول العاقبت که تعلق بملک سهوان دارند. و چون قدم در سرکشي می نهند، اهل و عيال و مال و مواشي را بطرف احشامات مذکوره فرستاده، خود ها جریده شده در جنگل مي نشینند، و لشکري که بر آنها می آید وقت یافته جنگ می کنند.

سیوم پرگنه تکر است، و درین پرگنه (۲۳۹-۱) سَمیجِه بَسکِيه و لاکييار سکونت دارند. اینها نیز چون سَمیجِه اند، پاره سرکشي دارند، نهایتش در اوائل زمان بسیار سرکش بودند، درین ایام از آن قدر سرکش (نه) مانده اند، و مال واجبي

را میدهند. و عمل این سه پرگنه نیز ضبطی است. و از طرف مردم احشامات دغدغه بخاطر ندارند، مگر از مردم چاندید بدبختان حر^۱ فروشان، که طفلانِ مردم رعیت را برداشته می برند و می فروشند چه آنکه مال و مواشی. (۱)

و تربیت این ملک بدین طریق است که این هر هشت پرگنه از زمین کمی ندارند. دشتها درمیان این پرگنجات افتاده است. هر گاه رعیت آسوده باشد و استعمالات باه و با استعداد خود جویهای آب از دریاکنده، دران (۲-۳-۴) دشتها برد. چنانچه سابقاً در قسم اول در باب میر آبیره مذکور شد (۲). و با با استعداد

۱- در نسخه (ب) بعد ازین این عبارت ثبت است: چهارم پرگنه فتح پور است. و این پرگنه مدتیست که ویران مطلق افتاده، بنابراین معرض احوال او نشد. (ورق ۷- ۱۸۵)

۲- "در ایام حکومت او (محمد علی بیگ بندری، السنوی ۵۱۰۶۶، که از طرف نواب آصف جاه، فوجدار بکیر بود ۳۸۰۳۸) میر نام آبره از زمینداران پرگنه چندو که یک جوی کلان مانند دریاچه، از دریا کشیده در دشتها گذاشت، و شهرهای نو دران دشتها که غیر از وحوش و طیور از جنس آدم ندیده بودند، بسته شد.

چنانچه "جوکی هرنی" نام شهری، و "منه" نام شهری میر آبره مذکور بست. و "پوپتی" نام شهری ننده آبره بست. و "کوئلی" نام شهری شاه علی که شیخ مردم آبره است و مهدیجه خود را می نامد، بر بست. و علی هذا القیاس هر یک مردم آبره و سانگی و سمیجه که (بقیه حاشیه در صفحه ۱۷)

جاگیردار جویہای کنده دران دشتها اندازد. چنانچه الحال در باب سیر معصوم بهکری مرقوم گشت، زراعت بسیار می شود. دیگر در عمل ضبطی، جاگیردار زیاده از دستور العمل از رعیت مطالبه نکند، چنانچه سابقاً مذکور شد. و وقت ضبط نهایت سعی کند که طناب کشان طناب را درست بدهند، و کارکنان بود و نابود را بر سر قطعه از روی راستی تحقیق کرده گذارند. و شققدار هر پرگنه بعد از جمعبندي اسامي وار بحضور خود بی باق سازد. چنانچه اربابان و رئیسان و قانون گویان توجیه خودها را بر رعیت غریب نیندازند. (۲۴۰ - ۱) و آنچه انعام، حکام سابق باربابان و رئیسان داده آمده اند، از خالصه خود بدهد و از رعیت سواي مال واجبي چیز دیگر طلبی و خواستی ننماید. و هر جا زمین افتاده باشد آنجا جوی آب کنده برد. و چیزی تخفیف از دستورالعمل بکند تا آن زمین افتاده نیز آباد و معمور شود، و رعیت استقامت و استعداد

تعلق به پرگنه چندو که دارند، جوئیها بر آورده دیهات نو بر بستند، و هر جا رعیت دلزده و خراب شده که در هر ملک بود، رجوع بانطرفها نمود. و زراعت جوار و شالی وغیره که تعلق به خریف دارد، بی نهایت شدن گرفت. چنانچه از لک جریب زیاده میشود، سواي زراعت ربیعی از قسم گندم و جو و نخود و سرشرف و غیر ذالک. و جمع آن پرگنه ده سی و ده چهل واصل شد. و همچنین پرگنه دربیله که نیز تعلق بسرکار بهکر دارد، آبادان و معمور گردید. (قسم اول باب چهارم - فصل دوم)

زراعت پیدا کند. بعد ازان ہم مالِ واجبی جاگیردار از جمع خود زیادہ میدهد و ہم استقامت بمردم متمرّد می کند، چنانچہ دستِ فتنہ آنها بر رعیت نمی رسد. و دیگر بدعت تکلیف زراعت سواي زیادت از سال گذشتہ کہ از زمان سید بایزید بخاری درین ملک مانده، نیز برطرف کند کہ موجب آزار رعیت است (۲۳۰ - ۲) و هیچ تکلیف زراعت بہتر از احسان رعیت نیست. چنانچہ در عمل میر معصوم بیکری اشارت رفته.

و دیگر از عملِ اجارہ محترز باشد کہ اجارہ موجب خرابی و ویرانی ملک ست. و رعیت غریب خود را بدست دیگران فروختن از برای آنکہ یقین ست کہ اجارہ را مردہ اربابان خواهند گرفت، و در اثناء تحصیل روی زر را دیدہ گتہ خرچہا میکنند. و زراعت خودہا و متعلقان را از میان بر آورده مال اجارہ بہر طریق از رعیتِ غربت زدہ میکشند. و یک سال بدین نہیچ کردند. سالِ دیگر چہ خواهند کرد. پر ظاہر است کہ اجارہ کمی میکند و در خانہ خودہا آفتدہ ندارند کہ از عمدہ مالِ اجارہ بر آیند، و از ترس بند و قید ویرانی را بر آبادانی (۲۳۱ - ۱) اختیار کردہ فرار می نمایند. و رعیت غیر از اربابان و رئیسان پای استقامت آوردن در جا و مقام خود مشکل میداند، و در عقب آنها می گریزد. و بسبب این معنی ملک ویران و خراب می شود. و نیز چون عاملِ دیگر بیاید یقین ست کہ از اجارہ سابق زیادہ می خواهد

بواسطہ مجری خود و همچنین خواہش عاملان می باشد تا آنکہ کار بویرانی^۱ ملک می کشد. پس دستور العمل را از دست نباید داد، کہ کفایتِ طرفین درین است.

و الحق، کہ بہ هیچ وجہ اجارہ کردن خوب نیست، خصوصاً در ولایت سندھ. و نیز موجبِ بغی اکثر عملِ اجارہ و زیادہ طلبی از دستور العمل می باشد. از برای آنکہ وسط میانِ بادشاہِ سائر الناس ہمین رعیت است، چون رعیت بدست (۲۴۱ - ۲) بادشاہ است، ایشان را بادشاہ می گویند و مردم سائر را رعیت.

و مردمِ ارباب دو صفت دارند. یکی صفتِ رعیتی، دوم صفتِ حکومت. و ہر گاہ نائبِ بادشاہ از اربابان مثل سائر رعیت مال بگیرد، و آنچه وظیفہ^۲ اربابی^۳ آنها است از خالصہ^۴ خود می دادہ باشد، و رعیتِ ریزہ را از توجیہ آنها نگذارد و از روی احسان دلہای رعیت را بخود مائل کند. اربابان را صفتِ رعیتی غالب می آید و بطریق رعیت می گذرانند. و خیالِ فاسد در دلِ خودہا راہ نمی برند. و اگر رعیت را از روی اجارہ و یا توجیہ زیادہ طلبی بدستِ اربابان سپرد، آن زمان صفتِ حکومت بر آنها مستولی می شود. و رعیت نیز رجوع بآنها می کند، بدو وجہ. یکی خود اربابان اصل اند برای حکومت، (۱) (۲۴۲ - ۱) چرا کہ هموطنی

۱ - حکومت رعیت (پ)

یکدیگر اند. دوم نائب بادشاہ، رعیت را بسته بدست آنها می دهد. و درین ضمن چون اجاره و یا زیادہ طلبی از مال رعیت کمی کند و در خانہ اربابان آنقدر نیست کہ از عہدہ نقصان اجاره و یا زیادہ طلبی بر آیند، لاعلاج قدم در بغی می نہند و از جای خودہا بی جا میشوند. و رعیت ریزہ نیز بضرورت در عقب آنها جلا وطن می گردد، بسبب دو ترس. یکی: از ترس حاکم کہ اگر در جای خود می باشند کمی اجاره و زیادہ طلبی از آنها می طلبند. و در بساط آن قدر ندارند کہ از عہدہ جواب او بر آیند مگر اطفال خود را فروختہ بدهند. دوم: از ترس اربابان کہ اگر نمی گیریند و در وطن خود می باشند. آمدہ قتل می کنند. (۳-۲-۲) پس چرا سررشتہ حکومت کند اصل است، در نیابت بادشاہ بدست چند ارباب شاخ فاشیدہ کس بدهند؟ و ملک آباد و معمور خود را ویران کند؟

و در ملک بیکر دو جا جمعیت درکار است. کہ همیشه باشد. یکی در پرگنہ چندو کتہ، قبعہ مضبوط در میان این پرگنہ ساخته جمعیت خوب تہانہ کردہ نشانند، کہ پیوستہ آن مردم روی مغل را می دیدہ باشند، و از نیک و بد آنها باخبر باشند تا بہ بہتری خودہا کار نمی کردہ باشند.

دوم پرگنہ تکر و باقی پرگنہای این ملک بیک شتدار و کارکن مال دیوان را می دهند. امثال اسیر بادشاہی درین

ملک باشد تا خلاف دستور العمل کردن جاگیردار را ندهد.

و الله اعلم بالصواب۔

باب دوم

در بیان احوال ملک سیوی

(۲۳۳ - ۱) نباید دانست که قلعه سیوی در دامن کوهچه واقع است. همه سنگهای او مدور است، هر چند زمین را می کوند همچنین سنگها بر می آیند. و در جانب قطب رویه سیوی گنبدی نمایان می شود که آن را بزبان سندھی "ماری کبیر راری"، (۱) می گویند. و چون آنجا مردم میروند، چیزی بنظر نمی آید. چنانچه سلطان محمود خان بهکری یک بار دوسه هزار کس جمع نموده دست بدست بر سر آن کوهها رفت و هیچ چیز نمایان نشد، و گنبد را نیافتند. و می گویند که طلسمی است که پیشینیان ساخته اند، و دران گنجی مدفون است. وقتی درویشی آنجا رسیده از آنجا چیزی برداشته بود. بعد از آن مردم بسیار باین امید آنجا رفتند و چیزی نیافتند. (۲۳۳ - ۲) و دریاچه که از زیر سیوی میگذرد، ظاهراً ممر او بر چشمه گوگرد بود، هر کس که

۱ - در نسخه مطبوع تاریخ سند "مارو کبیر" و در نسخه خطی (ف) "مارو کبیری" ثبت است اصص ۱۲۸، غالباً در اصل "ماری کبیر واری" باشد.

ازان آب می خورده بیمار می شده و اکثر مردم باین علت می مردند، الا متوطنان آنجا که عادت کرده بودند. چنانچه سلطان محمود خان وقتی که ملک بهکر در تحت تصرف او درآمد بجهت محافظت و محارسه قلعہ سیوی ہر سال مردم جدید می فرستاد، و آن مردم اکثر تلف می شدند مگر قلیلی. و در زمان حضرت عرش آشیانی سیلاب آمده آن چشمہ گوگرد را از بیخ برده یا پوشیده. بہر حال آن بیماری درین ایام کمتر است. و آن آب مسافت پنجاہ کرورہ را طی کرده در سر زمینی کہ آنرا "سروا"، (۱) گویند جمع می شود، و همانجا بزراعت بکار می رود، و پارہ کہ از زراعت فاضل میشود، در کولاب (۲۴۴ - ۲) سَنچِر کہ نزدیک سہوان است می آفتد. و در کنار آن آب مار بسیار دراز و باریک می باشد، و گزیدہ آن مار کم می زید. و مردم آن سر زمین از زنان مریدی ازارہا کشادہ و دراز پوشند تا از آسیب آن ماران ایمن باشند. (۲) و در کور زمین و چہتر (۳) کہ از مضافات سیوی است، نہال

۱ - در تاریخ سند "سروا" ثبت است. (ص ۱۲۹)

۲ - "و مردم آن سر زمین از زنان و مردان ازارہا از پارچہ لک و کشادہ و دراز می پوشند." ... الخ (تاریخ سند ص ۱۲۹)

۳ - دکتور داؤد پوتہ در حاشیہ تاریخ سند (ص ۱۲۸) نوشتہ است کہ "زمین کور"، در اصل "کہیر"، است. میر معصوم (بقیہ حاشیہ در ص ۲۵)

پنبہ آنجا برابر درخت کنار می شود. چنانچه مردم سوار شده پنبه می چینند، و در هر درخت پنبه، مار برابر یک وجب تا صد دویست می باشند، و چون مردم آنجا می خواهند پنبه بچینند، آن درختان را بچوب می فشانند و ماران را دور می کند و پنبه می چینند. و اگر کسی را آن مار گزیده فی الحال آنجا را به آستره زخمها میزنند، بعد ازان شخصی جوشیده زهر آنرا برخی بر می تابد، و اگر نه هلاک (۲۳۳ - ۲۰) می شود. و در قریب گنجا به که از معموله سوی امت یکجا آب جوشیده بر آمده، چنانچه زمین بسیار را در زیر آب کرده. ماهیها نیز در آن آب بوده. و در یکی از کوههای گنجا به دامن او در رنگ ایوان پیش رفتند، و در آنجا پنجره آهن معلق ساخته اند، و میگویند که در میان او چیزی نیاده اند. و دست کس بآن نمی رسد. اگر از بالای کوه میخواستند که ریسمان انداخته کسی فرستند، از آنجا دور میشود، و اگر از پایان می خواهند بروند، آن سر کوه ملسا و ازو یک کنار است (۱) و زمین دور است (۲) و مزروعات گنجا یکی بر آب

نوشته است که -، و جماعه است در موضع چتر، اند ایشانرا سادات کنیری میگویند، و وجه تسمیه آنست که کنیر نام درختی است که یکی از آبای ایشان بر آن سوار شده قبیچی زده، مانند امی رانده بود. و در السنه باین رنگ شهره دارد، ص - ۱۳۰.

۱ - ملسا و یکپاره است. قاریخ سند ص - ۱۳۰.

۲ - مؤلف تمام این تفصیل را عیناً از قاریخ سند، گرفته

است - رک ص - ۱۳۸ تا ص - ۱۳۰.

موزاہ (۱) میشود کہ از کوه جاری ست۔ دوم بر آب ناری (۲) کہ از سیلاب باران می آید اکثر مردم احتشام بلوچ درینجا می باشند۔ مثل (۲۴۵ - ۱) بلوچ لاشاری و مگسی و دیناری و رند و غیر ذلک۔

و مسافت سوی از گنجابه دو شب در میان راه ست، و مابین سیوی و بهکر و سیتپور ناهران، زمین است کہ آنرا بارکان می نامند۔ واسپ آن زمین کم از اسپ عراقی نمی شود۔ و کره اسپ کہ از مادر تولد می شود، در دور او سنگریزهای می ریزند، و کره اسپ تا یکسال بر سر آن سنگریزها میگردد، و سم او چون سنگ می شود کہ احتیاج به نعل بستن ندارد۔ و همچنین در سنگها بی نعل می گردد۔ و آن سر زمین سیوی و گنجابه اینچنین واقع است کہ، شخصی از کنار آب برآمده از موضع گنجابه و سیوی و اراره و پاتر دائره درست کرده باز بکنار دریا رسیده، و درین مابین همه دشت است۔ و درین دشت قلعهها و معمورها بوده کہ خراب شده اند۔ و راه قندهار (۲ - ۲۴۵) از میان دشت واقع است۔ طول آن صد گروه ست از دریا تا سیوی، و عرض شصت گروه باشد (۳)۔ و اکثر این راه

۱ - موزاہ (پ) -

۲ - ناژی -

۳ - در تاریخ سند اینطور ثبت است: "و آن سر زمین سیوی

(بقیه حاشیہ در ص ۲۷)

را در شب طبعی می کنند. از روی ستاره قطب و راہبر با وقوف باید کہ راه را سر کرده برد، مثل معلمان جہاز. و الا^۱ مردمی کہ درین راه مسلوک شوند تلف گردند مثل مردم میدانی. و آن واقعہ این چنین بود کہ سلطان محمود خان جماعت میدانیان را خدمت گنجابہ فرسود، و آنها چون بہ گنجابہ رسیدند عمل احشامات آنجای را نتوانستند کرد. بنا بران سلطان محمود خان آنها را باز بہ بھکر طلبید، و جماعت دیگر بجای آنها فرستاد. و مردم میدانی تا دوہست کس بودند و بہمراہ اہل و عیال خودہا از گنجابہ برآمدہ روانہ بھکر گردیدند. در اثناہ راه سر راہ برگشت و گفت (۲۴ - ۱) کہ یک ساعت صبر کنید کہ دماغ او بر جا بیاید. آنها صبر نکردند و از روی غضب راہبر را شمشیر زدہ کشتند، و درین دشت بی آب سرگردان شدہ، عمدہ آن جماعت از بی آبی ہلاک شدند چنانچہ متنفسی ہم از آن مردم جان سلامت نبرد. و تا حال از قسمہ سلاح وغیرہ اسباب آنها دران دشت، مردمان را گذر می یابند و در اکثر آن سرزمین باد سموم می باشد تا چہار ماہ می وزد، و

و گنجابہ این چنین واقع است نہ، کویہ سیتپور و کنار آب کشیدہ تا بموضع کین و سوی و گنجابہ و یا تر رسیدہ، و از آنجا نصف دایرہ درست کردہ باز بکنار دریا رسیدہ و در مابین ہمہ دشت است. و راہ قندہار از میان این دشت واقع است. طول آن حد گروہ است از دریا تا سیوی، و در عرض شصت گروہ باشد. و در اکثر آن سرزمین باد سموم می باشد، تا چہار ماہ میسوزد. موسم آن ایام تابستان است. ص ۱۳.

موسم آن ایام تابستان ست .

و فتح قلعه سیوی را از دست افغانہ پنی در زمان حضرت عرش آشیانی بعنایت الہی و باقبال بی زوال بادشاہی پیر غلام کردہ بود (۱). زمانی کہ ملک بہکر از تغیر خانخانان عبدالرحیم در جاگیر او نمودہ بودند و در ان ایام (۲۳۶ - ۲) پیر غلام استعداد ملک بہکر را دانستہ از حضرت عرش آشیانی استدعا کردہ بود کہ اگر حکم شود، ملک کیچ و مکران را در قبضہ تسخیر اولیاء قاہرہ در آرم. حضرت بادشاہ ابا نمودند، و فرمودند کہ چون کیچ و مکران بر سرحد ولایت شاہ عباس است، و در میان ما و ایشان اخلاص میگردد، بیوجہ دست بآن ملک ہا کردن خوب نیست. و تا حال همان اجارہ کہ پیر غلام بر مردم افغانہ سیوی از نقد و جنس بر بستہ منظور شدہ می آید. سر فصل مردم تعیینات ملک بہکر باحشام رعیت رفتہ مقطعی را

۱ - سیر ابو القاسم نمکین در سال ۱۰۰۳ ہ بجاگیر بہکر رسید ، و از انجا برای تسخیر سیوی در همین سال روانہ شد ، صاحب اکبر نامہ نوشتہ است کہ - ، سیوی استوار قلعه ایست نزد قندہار . در پامستان زمان ، مرزبان بہکر داشت ، و از دیر باز افغانان پنی برو چیرہ دست سید بہاء الدین بخاری تیوادر اچ ، و بختیار بیگ اقطاع دار سیوستان ، و میر ابوالقاسم جاگیردار بہکر ، و میر معصوم (بہکری) ، و دیگر سپاہ صوبہ ملتان را فرمان شد ، کہ بدان جا شدہ ، انداز گوئی راستمایہ گشایش بر سازند ، و اگر نمی نوشند ، بسزا بمالند. ، (اکبر نامہ ص - ۶۶۶ - ۳) -

ازان مردم می گیرند.

اگر جمعیت خوب است سررشته عمل نیز خوب است، و اگر جمعیت زبون است عمل هم زبون است. و قوچ علی کُرد، وقتی که سیوی در جاگیر او بود، تردها (۱-۲-۳) خوب مناسب باحشامات منک سیوی نموده بود. امثا چون جمعیت کم داشت در قلعه سیوی مردم افغانان پستی او را قلعه بند ساختند. و دران ایام تاج خان جاگیر دار منک بیگر بود، و برادر ابوالبقا اوباوره و گنجابه جاگیر داشت (۱). و این خبر به حضرت جنت مکانی رسید. فرمان عالی شان بمصحوب مسو مزاول به برادر موسی الیه صادر شد که کومک از تاج خان گرفته، خود را بحد قوچ علی رساند. و او از اوباوره خود را به بیگر رسانیده دوپست سوار از تاج خان (۲) گرفته، و دیگر جمعیت خود از برادران و خویشان و قدیمیان پسر که همراه داشت به سیوی رسید. و جمیع افغانه گویسته آمده او را دیدند، و قوچ علی

۱- اوباوره و گنجابه در سال ۱۰۱۹ هـ تا ۱۰۲۰ هـ به میر ابوالبقا امیر خان تفویض شد. و درین ایام میر ابوالبقا خود را بحد قوچ علی رساند.

۲- تاش بیگ نام، تاج خان لقب، در ۱۰۲۰ هـ بحکومت بیگر رسید، و در ۱۰۲۲ هـ بجای میرزا رستم صفوی بحکومت نته مقرر شد. در سال ۱۰۲۳ هـ آنجا فوت شد. (ز - ک - مائثر الامرا ۱۳ - ۱ - ذخیره الخوانین خطی ۳۹ - تحفة الکریم - لب تاریخ سند.)

را از بند قلعه خلاص ساخت. و دفعہ (۲۳۷ - ۲) دیگر کہ گنجابہ نیز در جاگیر قوچ علی مرحمت شد، تادیب خوب بمردم افغانہ داد. چنانچہ مردم بسیار از افغانہ بقتل رسانید و چند جنگ صف بانہا نمود. اگرچہ دوہست مغل ہمراہ خود داشت و مردم افغان دو ہزار و سہ ہزار جمع شدہ می آمدند، جنگ سی گرد و شکست میداد. بعد آنکہ خاطر از افغانہ و احتشامانہ دیگر جمع گرد، از سیوی سہ شبانہ روز در کوه یلغر کردہ بر سر قلعه کوهیار رسیدہ، آن قلعه را قبلداشت، تا آنکہ چند دفعہ جنگ قلعه خوب مابین او و مردم بلوچ واقع گردید، و مردم از جانبین کشتہ شدند: و ابراہیم بلوچ صاحب قلعه مذکورہ آمدہ او را دید، و پارہ پیشکش از قسم اسب و شتر و گوسفند و شطرنجی وغیرہ (۲۳۸ - ۱) متاع کوهی گذرانید. بعد ازان مراجعت نمودہ بہ سیوی آمد. و اگر استعداد خوب میداشت دران قلعه تہانہ خود می نشاند. و سال دیگر باز قصد سواری کوه نمودہ بود کہ، درین اثنا تغییر شدہ بہ ہندوستان رفت. و این معنی از سپاہی کار طلب بعید نیست. چنانچہ در "تاریخ سندھ"، مذکور است کہ مرزا مجاہد در زمان حضرت عرش آشیانی با سی جوان آمدہ بہ مبارک خان غلام سلطان محمود خان بہکری کہ قریب دو ہزار کس ہمراہ داشت، در نواحی قلعه ماتیلہ (۱) جنگ کردہ مبارک خان را شکست دادہ

درونِ قلعه ماتیلہ متحصن ساختہ، نواحی قلعه بہکر را از دست محمد خان بہکری گرفت، ملک بہکر را در قبضہ تسخیر اولیا (۲۳۸-۲) باعرہ آورد. و کریمہ --- کتہم مین فیئۃ قیللۃ غلبت فیئۃ کثیرۃ باذنِ اللہ --- اینجا ظہور تام دارد (۱)۔

و گذشت قوج علی، چون فوجدار بہکر سید بایزید بخاری شد، شیخ بول (۲) نام از قدیمانِ خود شقدارہ سیوی کردہ فرستاد. و مردم افغانہ پنتی او را کشتند، پسرانش جمعیت کردہ بہ سیوی رفتند و جنگ خوب میانِ اینہا و مردمِ افغانہ پنتی واقع شد. و افغانہ شکست خورد و کس بسیار از افغانان کشتہ شد. و جنگی خان سردار مردم پنتی را در قید کردہ بہ قلعه بہکر آوردند.

غرض کہ در اطراف و جوانب سیوی مردم احتیاطات بسیار است. اگر شخصی صاحب تردد با استعداد در آنجا باشد جای تردد کمی ندارد. چنانچہ مرگہ میرزا شاہ حسن حکومت ملک (۲۳۹-۱) سیوی را بسططان محمود خان بہکری تفویض

۱- ر ک تاریخ سند ص ۲۳۸. این جنگ در ماہ مجرم ۹۹۰ء واقع شد.

۲- شاید بولہ، نام باشد.

نمود (۱)، در آن حدود چند قلعه بلوچ کہ سالہا در تحت تصرف آنها بودہ مسخر گردانید، و سرکشان و متمردان کوهستان را گوشمال دادہ مطیع و منقاد خود ساخت . و این ملک جمعیت طلب است . از قسم اسب زہری و شتر کوهی و گوسفند و مگ تازی و نمہ سنجری و شطرنجی خواجہ نشین بسیار خوب درینجا بہم میرسد .

واللہ اعلم بالصواب



۱- سیوی در حدود ۹۵۹ - ۹۶۰ ۵ در تصرف سلطان محمود بہکری بود (تاریخ سند ص ۱۸۶)

بَاب سوم

در بیان احوال منک تہتہ

بہاید دانست کہ تہتہ نام شہر یست کلان، کہ کنارہ دریا واقع است. بطرف ملتان قلعہ پختہ خورد حاکم نشین دارد، و یک قلعہ پختہ دیگر کلان کہ کلان کثرت می نامند و طغر آباد نیز میگویند، از شہر در دو کوسہ می (۲۰۰-۲۰۰) واقع است، بر کوه و ویران افتاده است.

و از مردم علما و فضلا و شعرا و کاتبان خوشنویس و مردم خدا پرست بسیار درین شہر بہم می رسند، و اکثر مردم کسبی درین شہر می باشند، و در حرفت خود شا کمالیت تہ دارند، کاری کہ از دست آنها میسر می شود کم از کار غریب و فرنگ نیست، و مسلمانی بسیار دارند، سواد و روزانہ بہروی شرع شریف سعی بلیغ می نمایند، چنانچہ چند مسجد جامع کلانند کہ بیست می ہزار کس در آنها بنماز جمع می شوند، سواي مسجدہای جامع خورد کہ در محلها واقع اند، و آنچنان روز جمعہ پُر میشوند کہ در وقت آخر صلوة، اگر کسی بنماز جمعہ برود، بہزار حیلہ و محنت جای نماز می یابد.

و ملک تہتہ مشتمل بر چہار سرکار است (۲۰۰ - ۱)

یکی: سرکار تہتہ،

دوم: سرکار چاچکان،

سوم: سرکار نصر پور،

و این ہر سہ سرکار از دریا بطرف تہتہ واقع اند

چہارم: سرکار چاکتر ہالہ،

و این سرکار آن روی دریا بطرف کوه افتادہ است. و ہر سرکار مشتمل بر چند پرگنہ، و ہر پرگنہ مشتمل بر چند قریہ.

اگر مقید در بیان تفصیل اینہا می شد، کلام باطناب می کشید. بنا بران مجملاً در بیان احوال این چہار سرکار گشت.

مخفی نماند کہ سرکار تہتہ رعیتش مردم غریب اند و سرکشی ندارند، و از دزدان مردم کیہر و مردم نکامرہ خوفی داشتند. بنا بران مردم ترخانیان از روی صلح سرداران، این ہر دو قوم را در دست آورده مطیع خودہا گردانیدہ بودند. و چون ملک تہتہ در تصرف (۲۰۰ - ۲) و کلاء دولت قاہرہ حضرت جنت مکانی درآمد (۱)، نیز بجزوی منصب جام ہالہ و رعنا (۲) عمر را راضی کردہ در ملک ہای آنها گذاشتند کہ پیوستہ در خدمت صاحب صوبہ تہتہ قیام می داشتند.

۱ - در مجرم سنہ ... خان خانان سند را فتح کرد.

۲ - یعنی رانا

در این ایام از روی تدبیر حراست ملک، بحکم حضرت صاحب عالم و عالمیان، مردم کیمبر با جام ہائے سردار آنها بکرم الہی و باقبال بی زوال شہنشاہی، از دست برادر ابوالبقا استیصال یافتند، و چون استیصال مردم نکمرہ را حکم اشرف اعلیٰ نشد متوجہ بآن خدمت نگردید. و رعنا عمر سردار آن مردم جایی خود گرفتہ مطیع و منقاد بود.

و سرکار چاچکان، رعیتش نیز غریب اند و سرکشی ندارند. مردم مندرہ سرکش بودند. چنانچہ از (۲۵۱ - ۱) عمل ترخانیان سرکشی کردہ می آمدند، آنها را در اوائل زمان برادر مذکور کہ بدین جاگیر یافت (۱)، در عمل صوبہ داری مظفر خان معموری (۲) چنان تادیب کرد کہ تا حال گردن امتیاد در پیش دارند، و از سایر رعیت زبون تر در پیش جاگیر دار می گذرانند و مال دیوان را می دهند. و این سرکار نیز از هیچ طرف وسوسہ باغیان نیست، مگر از طرف مردم ستمودہ و مردم سمیجہ دل کہ تعقیب بہ سرکار نصر پور دارند. و آنها را ہمہ برادر مذکور بطریق نیک منوچر ساختہ است (۳). چنانچہ این سرکار باندک جمعیت در ضبط می آید.

- ۱ - این جاگیر در حدود ۵۱.۰۰۰ بہ سیر ابوالبقا تفویض شد.
- ۲ - میر عبدالرزاق، مظفر خان معموری در سال ۱۰۲۰ھ (۱۶۰۷ء) (۹ جہانگری) صوبہ دار تہ شد.
- ۳ - در حدود سال ۱۰۱۷ھ (تذکرہ امیر خانی)

و سرکار نصر پور، بعض مردمش سرکشی دارند. و آنها مردم سہودہ و سمیجہ کیپر و سمیجہ ساند و سمیجہ جونہجہ (۲۰۱ - ۲) و سمیجہ کیریہ و سمیجہ دل اند. اما سرکش ترین این جماعہ کہ مال دیوان را نمی دهند سمیجہ دل است، کہ پرگنہ سمواتی کہ چہل لک دام جمع تنخواہی دارد، ویران کردہ آنها مت.

وقتیکہ مرزا رستم قندہاری بہ تہتہ می آمد (۱) شمشیر خان اوزبک جاگیردار سہوان را پیش رو لشکر خود نمودہ، روانہ تہتہ گشت. چون نزدیک بموضع پلی سمہ کہ داخل پرگنہ سمواتی است رسید، مواشی آن دیہ را مردم سمیجہ دل تاختند، شمشیر خان اوزبک تعاقب آنها نمودہ رسید، و کس بسیار از آنها بقتل رسانیدہ، مواشی رعیت را از دست آن بدبختان خلاص کرد.

و دیگر مفسدان این سرکار سمیجہ اوزر مخذول العاقبت اند، کہ تعلق بملک سہوان دارند، و ہم سرحدی پرگنہ (۲۰۲ - ۱) ہالہ کنڈی می شوند، کہ تعلق بہ سرکار مذکور دارد. و پرگنہ مزبورہ را کہ بیست لک دام جمع تنخواہی دارد ویران و خراب کردہ اند. چنانچہ این پرگنہ در زمان

۱ - میرزا رستم صفوی (متوفی ۱۰۳۸ ھ) بن سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا بن شاہ اسمعیل بتاریخ ۱۰ محرم ۱۰۲۲ ھ در تہتہ رسید.
(بیگلر نامہ)

مظفر خان معموری یازده هزار خروار غلہ محصول داده بود، و الحال معلوم است کہ چہ قدر حاصل دارد. اکثر ویرانی این پرگنہ در عمل مرتضی خان ثانی کہ مرزا حسام الدین باشد (۱)، روی داد. و شمشہ ازان بیان کردہ می شود: کہ او ہزار خود را مصفا الدولہ بر سر سمیچہ اونر تعیین کرد، و او آمدہ در موضع تمہتی کہ نزدیک بقصبہ ہالہ کنندی نیم کروہی واقع است، و عجب دیدہ (۲) کلان ہونہ سریکہ بقصبہ مذکورہ میزد، خندق مستحکم گرد لشکر کندہ، خار بندی نمودہ نشست، و بی تجملی کردہ (۲۵۲ - ۲) موسی خان نام افغان کہ تہانہ دار ہالہ کنندی بود، با او جماعہ دیگر نیز ہمراہ دادہ بتاخت سمیچہ مذکور فرستاد. و سمیچہ را اول خبر لشکر رسیدہ بود، در

۱ - میر حسام الدین مرتضی خان بن میر جمال الدین حسین انجو، در تہہ در سال ۱۰۳۰ ش وفات یافت، و بعد او میر ابوالبتا امیر خان کہ برادر بزرگ مولف این کتاب بود، بحکومت تہہ تاق شد. در بادشاہ نامہ ثبت است کہ: "چون بعرض رسید کہ مرتضی خان ولد میر جمال الدین حسین خان انجو، صوبہ دار تہہ رخت منسی تہہ جہان برہست امیر خان ولد قاسم خان نمکین را کہ بہ تہہ تہہ میر الدولہ بحکومت ملتان می پرداخت، بنظم آن صوبہ و بہ امانت مانتی ذات و پاصدی سوار، بمنصب سہ ہزاری دو ہزار سوار سو فرار در تہہ (بادشاہ نامہ ص ۲۸۷-۱) برای شرح حال رک، ماثرا الامرا ص ۱۶۰-۱۰۱، ص ۱۰۱۳۹، ص ۳۸۲-۳، ص ۳۰۳-۳، ذخیرۃ الخواص ص ۱۰۱، ص ۳۶۰

جاسوسی لشکر بودند. چون این لشکر بطرف ملک آنها روانه شد جاہای خود ہا را خالی کردہ و گذاشتہ در تعاقب لشکر آمدہ سر راہ را گرفتہ نشستند. و چون لشکر بمواضعات سمیجہ رسیدہ مراجعت نمود، بر سر لشکر در میان جنگل ریختند، و کس بسیار را از لشکر بدرجہ شہادت رسانیدند. و یوسف سمیجہ ارباب پرگنہ کیبر کہ بسببی از شقدار خود رنجیدہ، فراری شدہ بود، سمیجہ اونر را ہمراہ گرفتہ روز روشن در قصبہ کیبر کہ از قصبہ ہالہ کنڈی چہار کورہ واقع ست، افتاد. و حاجی محمد نام (۲۵۳ - ۱) شقدار پرگنہ مذکورہ این واقعہ را دیدہ از روی شرم، زن خود را بدست خود کشتہ بآن قطاع طریقان جنگ کردہ بدرجہ شہادت رسید. و آن بدبختان قصبہ مذکورہ را تاراج کردہ رفتند. و صمصام الدولہ این حال را مشاہدہ نمودہ قدم ثبات در آنجا نتوانست نگہداشت، و اربابان پرگنہ ہالہ کنڈی و سمواتی را در قید کردہ بہ تہتہ پیش پدر برد. و او بعوض تقصیر سمیجہ بر آنها جرمانہ خوب بر بست. و چون از عہدہ آن جرمانہ نتوانستند برآمد، تمسکات شرعیہ نویسانیدہ گرفت. و بواسطہ تمسکات مذکورہ در عمل برادر ابوالبقا نیز در کشالہ این معاملہ بودند، و از عہدہ نمی توانستند برآمد، و بر رعیت غریب توجیہ میکردند.

و بعد از مراجعت صمصام الدولہ، در موضع تہتی مذکور یک شب (۲۵۳ - ۲) مردم سمیجہ اونر افتادہ اکثر مردم را کشتند و پارہ کہ زندہ ماندند گریختہ در قصبہ ہالہ کنڈی

ساکن شدند. و تا حال آن موضع ویران است، چنانچه جایہای خالی آن موضع را دیدہ حسرت می آید.

بسعی برادر ابوالبقا این پرگنہ رو بآبادانی آورده کہ یک سواری بر سمیجہ اونر کردہ، چند سردار خوب سمیجہ را کشتہ در موضع ویجرہ نشستہ، قلعہ کلان طرح انداختہ یک فوج خود را بہ ضیاء الدین یوسف پسر کلان خود ہمراہ کردہ بطرف پرگنہ دربیلمہ سن معمولہ ملک بہکر فرستاد. و او آن طرفہا رفتہ قریب دوہست سمیجہ را بقتل رسانیدہ، بندیان آنہا را بدست حکیم صالح (۱) کہ دران وقت حاکم بہکر بود سپرد. و فوج دیگر ہمراہ ابوالقاسم (۲) پسر میانہ خود

۱ - حکیم محمد صالح از ۱۰۳۸ تا ۱۰۳۳ ہ در بہکر فوجدار بود. (لب تاریخ سند و ضمیمہ تاریخ سند میر معصوم تالیف محمد بن زندہ علی بیگ)

۲ - در سال ۱۰۳۵ ہ وفات یافت، و بر کوهچہ " صفہ صفا " (بہکر) دفن شد، کتیبہ مزارش چنین است:

دربغا زین جهان عمر فرس	فغان از گردش گردون بد عنید
بیاغستان جان، سرو دل آر	کہ از باد اجل ناگاہ بشکست
ابوالقاسم فروغ بخت والا	گل و گلزار اقبال و جوانی
بجای آب خون چشم احبا	سزد گر در فراق او بگرید
نوشتہ سال فوتش " داغ دلہا "	چو دلہا داغ شد از فرقت او

(۱۰۳۵ ہ)

ر ک - تذکرہ امیر خانی از راقم الحروف.

(۲۵۴ - ۱) نموده بجانب ہالہ کنڈی تعین کرد، و او بدان صوب رفتہ فتح خوب نمود. آخر الامر دیندار خان کہ دران وقت جاگیر دار سہوان بود طلب عفو گناہ سمیجہ کرد. و شیر خان افغان (۳) آمدہ ملک سیوی و گنجابہ را تاخت نمود، درین اثنا دیوان و بخشی تہتہ و منصبداران صلاح درین دیدند، کہ درین وقت باید بہ تہتہ رسید، و دیندار خان با یک فوج برادر مذکور بہ بہکر برود. بنا بران برادر موسی الیہ بہ تہتہ مراجعت نمود، و برادر خورد خود را لطف اللہ نام با جمعیت خوب ہمراہ دیندار خان کردہ بہ بہکر فرستاد. و اگر نہ سمیجہ استیصال خوب می یافت. و قریب سی صد سوار، و صد و پنجاہ برق انداز و تیر انداز تہانہ در پرگنہ مذکور گذاشت.

و درین سرکار دو جا جمعیت خوب (۲۵۴ - ۲) درکار است. یکی در پرگنہ سمواتی، دوم در پرگنہ ہالہ کنڈی، دیگر پرگنجات از دست یکباجی عمل می دهند.

و سرکار چاکر ہالہ در دامنہ کوه واقع است، و در کوه مردم کوهی سرکش بسیار اند بنا بران قومہای این سرکار کہ جنب کوه ساکن اند سرکشی داشتند. و چند قوم درین سرکار متوطن اند، یکی: قوم شور، دوم: قوم سمیجہ دل. سوم: قوم بلوچ بتر. و این ہر سہ قوم حرامزادہ و مفسد بودند. چہارم: قوم پلجہ.

۳ - رک ذخیرۃ الخوانین (خطی ۵۰۲) در ۱۰۴۰ شیرخان بر

سیوی تاخت.

پنجم : قوم کوریجہ . ششم : قوم لنجار . ہفتم : قوم ناریجہ ،
و این چہار قوم ہمیشہ مطیع و منقاد جاگیردار شدہ آمدہ اند .
و این سرکار در زمان ترخانیان بطریق خوب آباد و معمور بود .
اما دران سہ قوم مذکور عمل ترخانیان زبون میشد ، تا آنکہ
ہستم پسر (۲۵۵ - ۱) کلان خسرو بیگ حاکم تہتہ را مردم
شورہ کشتند ، و اولشکر جمع کردہ بر سر مردم شورہ آمد .
و اینہا بقوم نئمردی ملحق شدہ درون کویہ گریختند ، و
خسرو بیگ تا موضع کویہیار و ونکار در میان کویہ تعاقب
اینہا نمود ، و بدستش نیفتادند ، و از طرف سہوان آمدہ برآمد
و هیچ سودی نکرد .

و مرزا غازی ترخان (۱) در زمانی کہ صوبہ دار قندہار
شد ، سایدنہ نام ہندو را خطاب ” ہندو خانی ، ” دادہ بجای
خسرو بیگ کردہ بہ تہتہ فرستاد . و شہبازی نام خدمتگزار
خطاب ” خانی ، ” دادہ بجای پسران قاسم خان ارغون بد نصر پور ،
و ہر گہ سایدنہ در تہتہ رسید ، خسرو بیگ از تہتہ برآمدہ
بہ قصبہ ہالہ کنڈی آمدہ نشست ، و سر انجام (۲۵۵ - ۲)
قندہار می نمود . درین اثنا خبر فوت مرزا غازی (۲) بہ سایدنہ

۱ - مرزا غازی بیگ بن مرزا جانی بیگ ترخان کہ بعد از فوت
پدر (۱۰۰۸ ہ) از جانب اکبر بادشاہ صوبہ دار تہتہ شد و در عہد
جہانگیر حکومت قندہار نیز یافت .

۲ - ستوفی ۱۱ صفر ۱۰۲۱ ہ

در تہتہ رسید. او باجماعہ خود از دریا عبور کردہ دامنہ کوه را گرفتہ، بطرف سہوان فرار نمودہ، چون در میان قوم شورہ رسید، اینہا بحکم خسرو بیگ جمعیت کردہ بہ سائیدنہ جنگ انداختہ در موضع بدا پور (۱) در آورده، اورا و نارو نام برادرش کہ بخطاب "شجاعت رای"، از مرزا غازی رسیدہ بود، دستگیر کردہ کشتند. و اسپانِ عراقی و میلکہای زرین و خرجینہای سال، کہ از قندہار آورده بودند، و نقارہ و سکپال وغیرہ اسباب آنها را بتاراج بردند.

و بعد از فوت مرزا غازی، مظفر خان معموری را حضرت جنت مکانی بہ تہتہ فرستادند، و دران زمان شمشیر خان اوزبک جاگیردار (۲۵۶ - ۱) سہوان بود، او سیصد جوان اول اول پرتہیہ از جوانان خود بہمراہ خواجہ جان خویش خود کردہ بہ مظفر خان ہمراہ ساخت. چون مظفر خان بہ تہتہ رسید، خسرو بیگ این جماعہ اوزبکان را مشاہدہ کردہ، ہراس خورد، و خواست تا شہکاری باین لشکر نماید. بہ مظفر خان گفت کہ قوم شورہ و دل و بپر سر برداشتہ اند، خواجہ جان را بطرف آنها فرستید. مردم اوزبک واقف آن ملک نبودند، سراسیمہ روانہ شدند. و آنها قریب دو ہزار سوار و ہشت ہزار پیادہ جمع شدہ در قابوی لشکر نشستہ بودند، ہمین کہ مردم اوزبک در میدان نواحی قلعہ نیرن کوت رسیدند. و قاعدہ اوزبکان

است کہ اکثر قرقره بر سر میگذارند. مردم متمردان این حال را مشاهده (۲۵۶ - ۲) کرده، در میان خودها گفتند کہ بیائید ماہم پرگذاریم، و پرگذاشتن ما این معنی دارد کہ با ہر سوار ما چہار پیادہ جمع شود، دو از یک طرفش و دو از طرف دیگر، بعد ازان بمغل جنگ کنیم. و همین طور کردہ، بجنگ مقابلہ شدند. مردم اوزبک چون جلوہا را در میان غنیم انداختند، پیادہ ہای آنها اسپان اکثر اینہا را پستی کردند و جوانان از پشت اسب بزمین آمدند، و بدرجہ شہادت رسیدند. و خواجہ محمد سلطان نام اوزبک کہ یکی از بہادران شمشیر خان بود، درین جنگ کشتہ شد، و باقی ماندہ ہزیمت خورندہ در قلعہ نیرن کثوت درآمدند. و مفسدان، قلعہ را محاصرہ کردہ نشستند. و این خبر بہ شمشیر خان رسید، او از سہوان بہ جمعیت خوب برآمدہ بمدد (۲۵۷ - ۱) لشکر خود روانہ شد. چون خبر سواری او را متمردان شنیدند، محاصرہ قلعہ را گذاشتہ بجاہای خود رفتند، و خواجہ جان با مردم خود از قلعہ برآمدہ بہ سہوان آمد.

و در میان قوم شورہ، اسمعیل شورہ در ستمردی نام برآورد، و ہمیشہ با نقارہ و مکپال بابت سایدنہ ہندو میکشت. و از احشامات کوهی و مردم رعیت مرکز مذکور و ملک سہوان، هیچ قوم مقاومت باو نمی کرد.

دویم : داؤد شورہ، و او در موضع خسائی شورہ کنار دریا جنب دامن کوه می بود، و از دزدان ملاحان ہوسرہ وغیرہ بسیار داشت، و علانیہ راہ خشکی و تری را می زد.

سوم : در قوم دال ، متناہی نام اسم برآورد .

بیان صوبہ داری تہتہ بہ شمشیر خان ازوبک

و بعد از فوت تاج خان (۱) ، شمشیر خان (۲۰۷ - ۲) ازوبک را صوبہ دار تہتہ نمودند ، و ملک سہوان از تغیر او بشرکت مرزا دوست بیگ ، بہ برادر ابوالبقا جاگیر تنخواہ کردند .

و او خربزہای موضع نارلم (۲) بہ شمشیر خان و مظفر خان کہ در آن زمان بخشی تہتہ بود ، بدست محبت نام خدمتگار خود در زورقی کردہ فرستاد . ہمین کہ زورق خربزہ بگذر موضع خسائی شورہ (۳) رسید ، ہوسرہای داؤد شورہ ، بر زورقہای خود سوار شدہ ، محبت مذکور را کشتند و خربزہا را بہ داؤد شورہ دادند . و این خبر بہ برادر موسی الیہ رسیدہ تاب و طاقت نیاوردہ ، همان روز نمازشام از سہوان در کشتیہای سوار شدہ تا سہ پاس شب راہ رفت . و در پاس آخر یک کرویہی از گذر سن بطرف سہوان از (۲۰۸ - ۱) کشتیہا فرود آمدہ برخسائی شورہ (۳) تاخت نمود . چون بموضع مذکور رسید ، قضا را بہ

۱ - متوفی ۱۰۲۳ھ (مائراامرا ۳۸۳ - ۱ ، ذخیرۃ الخوانین

خطی ص - ۳۹۷) -

۲ - نار (پ)

۳ - خاصہ شورہ (پ)

۴ - خاصہ شورہ (پ)

داؤد شوره پیشتر خبر رسیدہ بود، او خود را با اہل و عیال
بطرف کوه کشید، و لشکر بادشاہی آمدہ خسائی شوره (۱) را
آتش دادہ سوختند، و چند شوره و ہوسرہ کہ پیش لشکر آمدند،
بقتل رسانیدند. و اسباب و متاعی کہ دران موضع یافتند غارت
کردند. و اول طپانچہ کہ بمردم شوره از لشکر بادشاہی رسید،
این بود.

بیان صوبہ داری تبتہ بہ مظفر خان معموری

بعد ازان صاحب صوبہ تبتہ از تغیر شمشیر خان،
مظفر خان معموری شد. و شمشیر خان را باز مہوان دادند، و
برادر مشارالیہ را بدین، کہ داخل سرکار چاچکن ست، و نیرن
کوت و شال کہ داخل سرکار چاکر شالہ امت، جاگیر تنخواہ
کردند (۲۵۸ - ۲). و او حسب الحکم بہ بدین رفت.

و مظفر خان قصد تبتہ سمیجہ دل کہ در پرگنہ شال
می بودند کردہ، با منصبداران کہ در تبتہ پیش او حاضر بودند
سوار شد. و برادر مذکور هنوز از بدین بہ تبتہ نیامدہ بود. و
چون لشکر مظفر خان نواحی شال رسید، مذاہمی مذکور سردار
قوم دلان با جمعیت آمدہ سر راہ لشکر را گرفتہ جنگ کردہ
چند کس لشکر را بدرجہ شہادت رسانید. مظفر خان این حال
را مشاہدہ کردہ استقبال نمود، و همان جا دیرہ دادہ نشست.
و مردم لشکر را از برای کاه و عیمہ برآمدن از دیرہ متعسّر

۱ - خاصہ شوره (ب)

گردید، کہ درین ضمن برادر مذکور از بدین یلغر کرده شب در میان بلشکر مظفر خان رسید. و شب دیگر سواری پر مسکن (۲۵۹ - ۱) متمردان مذکور نموده تمام شب طی راه کرده وقت صبح در دامن کوه برآن بدبختان ریخته، قریب دو بیست سیصد کس از آنها کشته، سرها بریده پیش مظفر خان آورد. و مهم سمیجہ دل را بطریق خوب فیصل داد. بعد آن مظفر خان برادر مذکور را همان جا در قلعه نیرن کوت مانده، خود برگشته به تہتہ رفت. و او مردم سمیجہ دل را دفعہ دیگر، و پارہ مردم شوره کہ جماعہ حمید شوره باشند، بطریق نیک تادیب کرد. چنانچہ مردم دل بتمام از پا افتادند، و مناہی دل و حمید شوره زبون شدہ پیوستہ در خدمت او حاضر می بودند، و مالگذاری می کردند. و در تاخت این جماعہ شوره، بر کوه دار و بند نام، نور اللہ برادر او شہید گشت و بکار بادشاہی آمد (۲۵۹ - ۲) و فتح برادر مذکور شد.

باخر برادر موسی الیہ را بمہم کانگرہ حکم شد. و او حسب الامر بخدمت کانگرہ رفت (۱). و این احشام شوره در سرداری اسمعیل شوره نہایت سرکشی و متمردی را پیش کردند. چنانچہ رعیت غریب را بتمام و کمال از میان برداشتند و باغ بابو پلیجہ را بریدند. و خیر فساد اینہا را مظفر خان شنیدہ، میرزا محمد برادر زادہ خود را با جمعیت خوب بطرف این مخذول

۱ - در اواخر ۱۰۲۳ھ یا در ابتدائی ۱۰۲۵ھ بہ این مہم رفت

(تذکرہ امیر خانی)

العاقبتان سوار کرد. و میرزا محمد از گذر تہتہ گذشتہ رو برو بر قوم اسمعیل شورہ تاخت نمود، و آن بدبخت را فرجہ تعبیه جمعیت نشد، و جماعہ^۱ وی در گریزانیدن اہل و عیال خود ہا مقید شدند. و او با چند برادران خود پیش راہ لشکر را گرفتہ جنگ کردہ (۲۶۰ - ۱) کشتہ شد. و فتح خوب مناسب از دست مرزا محمد بوقوع آمد، و در میان ملک شورہ نشست، ہر جا مال و مواشی^۲ مردم شورہ و بے بر (۱) و ذاکل بود جمع کرد، و بندی بسیار بدست آورد، و طیانچہ زور بمردم شورہ رسید. چنانچہ بقیۃ السیف زبون شدہ جاہانی خود ہا را گذاشتہ دامن کوزہ را گرفتہ نشستند، و از قسوت ماندند. مگر بطریق دزدی باتفاق مردم کوهی مال و مواشی رعیت را می بردند، و داؤد شورہ بر حال بود.

و درین ضمن شمشیر خان اوزبک از مہوان بحکم حضرت جنت مکنی بہ کمک بہادر خان اوزبک بہ قندہار رفت، و از آنجا از تغییر خوشم بیگ، حکومت مہوان را بہ شاہ خواجہ خویش خود دادہ فرستاد. و موضع خسائی شورہ (۲) (۲۶۰ - ۱) در جاگیر شمشیر خان بود. آنها متمرذی می نمودند، و مال واجبی جواب نمی گفتند. شاہ خواجہ نماز پیشین از مہوان در کشتیہا سوار شدہ قریب صبح کذب از گذر زبہن (۳)، کہ یک

۱ - بے بر

۲ - خاصہ شورہ (پ)

۳ - شاید زبہن باشد

کروہ این طرف سن بجانب سہوان واقع است، از کشتیها برآمدہ قترہ کردہ، وقت چاشت بر سر خسائی شورہ کہ دہ کروہ ازین گذر خواہد بود، ریختہ، مردم بسیار از جماعہ داؤد شورہ بقتل رسانیدہ امیر کثیر بدست آورد۔ چنانچہ زن داؤد شورہ نیز در بند افتاد۔ و شاہ خواجہ بندیان را گرفتہ بہ سہوان آمد، و داؤد شورہ عاجز شدہ متعاقب وی در سہوان آمدہ، او را دیدہ گردن انقیاد مانده جرمانہ و بقایای موضع خود را دادہ، زن خود را از قید خلاص نمود۔ و طرف (۲۶۱ - ۱) داؤد شورہ از دست او تادیب خوب یافتہ رعیت شد۔ چنانچہ جای قدیم خود کہ در دامن (۱) کوه واقع بود، گذاشتہ، در بیلہ کہ زمین نو دریا گذاشتہ، ساکن شدند۔ و تا حال رعیت اند و سرکشی ندارند۔

صوبہ داری سید بایزید بخاری از تہتہ

و چون صوبہ دار تہتہ، سید بایزید بخاری (۲) شد و پسرانش صاحب تردد^۳ بودند، بحکم حضرت جنت مکانی لشکر

۱ - دانہ (پ)

۲ - میر بایزید بخاری : در سال پانزدہم از جلوس جهانگیری کہ ہزار و بست و ہشت ہجری (۵۱۰۲۸) باشد، بمنصب دو ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار صاحب صوبگی تہتہ فائز شدہ۔ و قبل برین فوحدار سرکار بہکر بود۔ (مقالات ص - ۱۰۸) در تہتہ وفات یافت و در جوار سید جلال بخاری بر کوهچہ مکی دفن شد۔ صاحب لب تاریخ سند نوشتہ است کہ در سال ۵۱۰۲۵ وارد بہکر شد۔

کرده در کوه در آمدند و تا قلعه کائیره و انون بیلہ سیر کردند، و سرداران این هر دو قلعه آمده آنها را دیده پیشکش گذرانیده، خطبہ بنام ہمایون حضرت جنت مکانی در هر دو جا خوانده، اطاعت قبول کردند. وقت مراجعت قراولی مردم شوره و دل را بر وجه نیک کرده، از آنجا تاخت بزبان مردم کوتہ اندیش نمودہ (۲۶۱ - ۲) در دامن کوه صبحی آمدہ بر آنها ریختند. و چنانچہ شکر قمرعہ می شود، آن بدبختان را محاصرہ کردہ اکثر از آنها بقتل رسانیدند، و پسر اسماعیل شوره، جئونجار نام را با اسیران بسیار بدست آوردند، و آنچه مال و مواشی داشتند ہمہ بتاراج رفت، و بندیان را گرفتہ پیش پدر خود بہ تہتہ آمدند و پسر اسماعیل شوره در حبس فوت شد. و درین تاخت مردم شوره و دل بتعمامی استیصال یافتند، چنانچہ بقیتہ السیف، پارہ در کوه رفتہ باحشام کوهی منضم شدند، و پارہ کہ در ملک خود ماندند رعیتی را قبول کردند. چنانچہ تا حال رعیت اند. و آسیبی ازینہا بر رعیت سرکار چاکر ہالہ نیست.

و مردم بےبر خویشان بابو پلیجہ بودند. چون حمایت قوم (۲۶۲ - ۱) شوره و دل از آنها رفت، جماعہ قلیل بودند آمدہ نزدیک بدیہ بابوی پلیجہ ساکن شدند. بابوی مذکور قابو یافتہ لشکر تہانہ سید بایزید را کہ در نیرن کوت بود خبر کرد. و آنها صبحی بر سر مردم بےبر ریختند و اکثر را کشتند، و پارہ کہ ماندند رعیتی را قبول کردند. و در زمان

سید بایزید این ہر سہ قوم ستمردان بطریق نیک استیصال یافتند۔ و چون این سہ قوم در سرکار چاکر ہالہ ضایع و خراب شدند، دست قوم نہمردی کوهی کہ در کوهہای طرف سہوان می بودند، بر رعیت چاکر ہالہ قوی شد۔ چنانچہ جاگیرداران سرکار مذکور چند دیسہ از طرف خود در جاگیر آنها دادہ، بمدارا جاگیرہای دیگر را آبادان کردہ (۲۶۲ - ۲) متصرف اند۔ و از نیرن کوت تا نظر گاہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نہمردی نشستہ اند۔ و بیان این نظرہ گاہ پیشتر خواہد آمد۔

و این سرکار و پارہ از سرکار تہتہ کہ بطرف چاکر ہالہ افتادہ از پرگنہ ساگیرہ وغیرہ، جمعیت طلب است۔ و احشامی کہ جنب پرگنہ ساگیرہ است، مردم بلوچ کلیماتی و بلوچ جوکیہ می باشند، و این ہر دو فرقہ قریب سہ ہزار کس از سوار و پیادہ خواہند بود۔ و چند شتر و گوسفند فصلانہ بہ صوبہ دار تہتہ دادہ می آیند، و بی وجہ از فساد ملک تہتہ محترز اند۔ و برای ہمین، صوبہ دار تہتہ در قلعہ موضع ناریلہ تہانہ می نشانند، تا خبردار این جماعہ باشند۔

و در عمل سید بایزید از مردم جوکیہ خطائی رفتہ بود۔ و آن بدین نہج است (۲۶۳ - ۱) کہ سید بایزید، شاہ محمد نام پسر خواندہ خود را با پنجاہ سوار تہانہ دار ناریلہ کردہ فرستاد، و او مرد تنک مزاج بود۔ بحرفی خشم آورده حاجی ولد بچار جوکیہ را درشت پیش آمدہ، پاوزار خود بطرف او انداخت۔ درین ضمن شورش درمیان قوم جوکیہ افتادہ مجتمع

شده از مسکن خودها کوچ کرده بطرف کوه روانه شدند. شاه محمد با جمعیت خود تعاقب کرده هر چند سخن صلح در میان آورد، صورت پذیر نشد و کار بچنگ کشید. مردم شاه محمد بسلاح کوتاه که شمشیر و نیزه وغیره باشد، کوشیدند. و آن بی سعادتان بچنگ تیر مشغول شده، هر پنجاه جوان را با شاه محمد بدرجه شہادت رسانیدند. و اسپان و سلاح آنها را غارت کرده داخل کوه شدند. و بسبب (۲۶۳ - ۲) این معاملہ سید بایزید تدبیر منع غلہ وغیره اشیاء بکوه کرد. بعد آن مردم جوکیہ قول گرفته آمدہ او را دیدند. و گاهی این جماعہ کلماتی و جوکیہ آمدہ، ملک سہوان را می تازند. و در میان اینها و قوم نهمردی عداوت کلی میگردد، و پیوستہ تاخت باخت در میان ایشان میشود. اما مردم نهمردی زورند، از برای آنکہ جمعیت بسیار دارند.

و عمل ملک تہتہ غلہ بخشی شدہ آمدہ و حال نیز همان عمل منظور است. و عمل غلہ بخشی موجب آبادانی می باشد، اگر جاگیرداران از نصف بالا نگیرند، و حصہ رعیت را بواسطہ توجیہات باطلہ در زیر مہر نگاہ ندارند، تا آمدن فصل دیگر.

و تربیت این ملک بدین نہج است کہ توجیہ این ملک را از قانون گویان (۲۶۳ - ۱) طلبیدہ بحضور تحقیق فرمایند. و آنچه از نصف بالا جاگیرداران می گیرند بہ توجیہات باطلہ، از روی حکم شہنشاہی از رعیت بر طرف سازند. و امین متدین را

تعیین کنند، و او را فرمایند کہ : آبادانی و خرابی ملک را ز تو می پریم، زیاده از دستور العمل جاگیردار را از زراعت رعیت، گرفتن مده.

و سرحدہای این ملک را از مردم متمرّد نگاهدارند، تا از یک ملک ده ملک دیگر بہم رسد، و مانند زمان ترخانیان آباد و معمور گردد، و رعیتش قوت گیرد. چنانچہ دستیار جاگیرداران بودہ در استیصال متمرّدان سعی نماید. و سبب آبادانی در زمان ترخانیان نیز همین بود، چون از نصف بالا حاصل زراعت رعیت نمی گرفتند و بعضی جاہا سیوم (۲۶۴ - ۲) حصہ و چہارم حصہ ہم میگرفتند. ملک آباد بود و رعیت پر قوت، و یکایک مردم متمرّد راہ تغلب بر رعیت نمی یافتند. و الحال بواسطہ بدعملیہای بعض جاگیرداران، رعیت از قوت افتادہ و مردم متمرّد قوی شدہ. بنا بران متمرّدان گاہی دست درازی بمردم رعیت می نمایند. و درین ضمن اگر بدست جاگیردار ظالمی می افتند خود خراب تر می شوند، و اگر بدست جاگیردار خدا ترسی می آیند، پارہ استقامت بہم می رسانند، و آن جاگیردار ہم محظوظ میشود. چنانچہ فصل بفصل حاصل جاگیر خود را زیادہ می بردارد، و جاگیردار ظالم فصل بفصل حاصل از جاگیر خود کم می بردارد، تا آنکہ بیزار جاگیر شدہ در پی تبدیل آن جاگیر می گردد. و بیزار (۲۶۵ - ۱) از ظلم نمی شود تا حظ نشاتین را دریابد. و اگر جمع اسپ تنخواہی را چون وجہی شرعی ندارد، بہ رعیت ملک تہتہ بہ بخشند، و آن جمع را در جمع

پرگنجات اضافه کنند، گنجایش دارد که توجیه پیشکش اسپ رعیت را پریشان دارد، و باین حیلہ راء توجیہات عاملان و اربابان و رؤیسان و قانون گویان کشاده می شود. و اگر کوتوالی شهر تہتہ را نیز بدستور سابق خالصہ فرمایند، موجب رفاہیت خلق تہتہ است. چرا کہ سرگہ چبوترہ کوتوالی در جاگیر صوبہ دار گردید، و از صد یکی درین زمانہ خدا ترس تابع شرع نبوی خواہد بود، یقین است کہ بعض صوبہ داران طمع دنیوی در میان کردہ حق اکبر و اشراف را نخواہند گذاشت. و بہ تہمت ہای باطلہ سکن (۲۶۵ - ۲) این دیار را آزار ہای گوناگون دادہ، زیادہ از جریمہ آنها جرمانہ کہ از طاقت بشر دور است، مقرر می سازند. چنانچہ مردم ہلاک می گردند. و چون آدم لا میلک گردید، ہزار گونه فساد در دین و دنیا پیدا می شود، چرا کہ مدار عالم وابستہ معاش است. و چون در چبوترہ کوتوال شہنشاہی باشد، و جرمانہ مردم تعلق بہ خالصہ شریفہ، دامن دولت شہنشاہ فراخ است، جرمانہ ہر کس را مطابق شریعت بیضا گرفتہ داخل بیت المال میسازد. و درین ہیچ آزار خلق اللہ نیست، بلکہ اگر در جمیع ملکہای کہ معتد بہ اند، کوتوال شہنشاہی باشد اہم است. از برای آنکہ زمانہ بسیار فساد یافتہ، ہر چند درین باب زیادہ احتیاط فرمایند برجا است.

والامر ارفع واعلیٰ، واللہ اعلم بالصواب

باب چہارم



در بیان احوال مدک مہوان



و این باب مشتمل بر پنج فصل است

فصل اول

در بیان احوال پرگنجیات این ملک از روی اجمال

بباید دانست که سهوان نام قلعه ایست خام قدیم کهنه، که کنار دریا بطرف سیت پور ناهران بر پشته خاک واقع است. و دریا شمال رویه قلعه افتاده، و شهریت آن بطرف جنوب، و آستانه متبرکه حضرت مخدوم لعل شهباز (۱) قدس پرواز، در انتهای شهر، و مزار حضرت مخدوم چتا امرانی (۲) رحمة الله علیه، در پاکروھی بیرون شهر. و در یک کروهی بطرف تهته کوهستان دارد، امّا سنگ این کوه خام است سبز رنگ از ریگ بسته شده، و در اندک مسافت واقع است (۲۶۶ - ۲) چنانچه سه کروه طول دارد و نیم کروه عرض. و در ابتدای این کوهستان، کوهیست که بزبان منده مشهور به "یک تنبی"، (۳) شده، و وجه تسمیه این است که این کوه

۱ - رک - بتعلیقات

۲ - رک - بتعلیقات

۳ - "تحفة الکرام"، در باره این "یک تنبی"، (در مندی ۵۵)

تنبی) این عبارت دارد - "دیگر جای یک ستون است که صغه

(بقیه در صفحه ۵۶)

را تراشیده، خانہ* بر یک ستون برپا داشته اند، و میگویند کہ نظر گاہ حضرت امیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ است. و بر بالای این کوه نیز پیر غلام مثل صفہ بہکر، صفہ ساخته و "صفہ وفا"، نام نہادہ. و در شبہای ایام بیض اکثر آنجا می گذرانید، و خربزہای موضع نار را با مردم علما و فضلا و سپاہ بزم میداشت. و تا حال کہ سنہ ۱۳۳۰ھ ہزار و چہل و چہار است،

بزرگی در کوه بیک ستون، با اعتقاد مردم قدرتی متکونست. مردم بسیر و صفا آنجا روند، و بر سقفش نظارہ کنند. گویند آنجا چار یار اعنی مخدوم جلال جہانیان (?) و شیخ عثمان مروندی، و شیخ فرید متوفی ۱۲۶۳ھ و شیخ بہاء الدین (متوفی ۱۲۶۱ھ) بمکاشفات نشستہ اند. خطہ نامی و بقعہ گرامی است. (ج ۳ ص ۱۳۶) -، این یک تنبی تا کنون روبروی ریلوی امپیشن سیوہن موجود است. ہینری کوزنس (Henry Cousens) در کتاب خود (THE ANTIQUITIES OF SIND 1929) نوشتہ است کہ :

There is a small cave between the town of Sehwan and the bandar, called the "Ek Thamb" or one pillared cave, which was visited by Dr. Wilson and is noticed in his "Memoir on the Cave Temples, etc, of Western India". (pp. 45)

این یک تنبی و غارہای دیگر کہ متصل سیوہن در کوهہا یافتہ میشوند، در اصل سکونت گاہ مردمان این خطہ قبل از تاریخ اند. درین بارہ ر - ک کتاب فوق.

آن صنفه برجاست. و در نیم گروهی این کوه، ریگ سرخ است و ریگ ماهی بسیار درین ریگ بهم می رسد. و وقت صید نمودن این ماهیها هوای تابستان است، (۲۶۷ - ۱) که هنوز باران ریخته نباشد. و چند چشمه متصل این ریگ از زمین جوشیده برآمده، که آن چشمها را چشمهای حضرت مخدوم شهباز قرس سره میگویند، و بطرز ولایت برین چشمها مجاوران حضرت مخدوم رحمة الله علیه زراعت می کنند (۱). و روز، شب میورات هندوان، زنان مردی هندوان شهر، آنچه به ذکر کلالن نمی توانند رسید، در یک چشمه ازین چشمها غسل می کنند. و این چشمه را ذکر خورد می نامند (۲)، و ذکر ذکر کلالن بیشتر می آید. و در سه گروهی شهر، کوه پخته است که سنگ سفید شخ دارد. و همین کوه است که از جانب جنوب بدریا شور و به ملک کیچ و مکران متصل است. و از طرف شمال بکوههای قندهار و کابل و کشمیر پیوسته. و در میان (۲ - ۲۶۷) این کوه آبادانی بسیار است. مرده احشامات بدوچ

۱- این چشمها هنوز موجود اند، و مجاوران مخدوم شهباز آنچه زراعت میکنند و این قطعه زمین موسوم "بیاض قندر لعل شهباز" است و "لعل واهی" نیز گویند.

۲- در تحفة الکرام ثبت است که: بر نوخس چشمه واهی از عجائبات است. اکثر ارباب امراض بغسلش شفا یابند. همواره بر یک قرار پرو جای آمد آب محسوس نه. هنوز آنجا بیرستش در ایام معهود هجوم کنند. (ج ۳ ص ۱۳۵)

وغیرہ ساکن اند، در یکجا متوطن نمی باشند، هر جا که چراگاہ خوب است نشستگاہ این مردم است. و چند قلعه نیز درین کوه است کہ آنجا زراعت هم می شود، مثل قلعه کائینترہ (۱) و اَنُون بیلہ و کٹوہیار و ویکار (۲) و غیر ذالک. و بر پشت کوهی کہ آن را کوه لکی می نامند، گنبدی ست از خشت پخته، کہ الحال ویران افتاده است. و آن گنبد درین ملک مشہور بہ ماری (۳) حضرت رضوان مکانی رحمة الله علیہ شدہ، و ماری بزبان سندھ بالا خانہ را گویند، و از شہر چہار کروزہ می باشد. و این کوه دو راہ دارد، یکی را ”باقی جی“، (۴) میگویند، کہ مرزا محمد باقی ترخان (۵) کوه را تراشیدہ این راہ را بر آورده. دویم را ”گانہ“، کہ نزدیک بہ ماری مذکور میگذرد (۲۶۸ - ۱). و گانہ (۶) بزبان سندھ روغن کدہ را میگویند، و درین راہ یک سنگی ست کہ بروغن کدہ می ماند. و عجب راہہا مخوفہ است، کم کس ازین راہہا جان سلامت

۱ - کاهنری تا حال موجود است

۲ - در لغت سندي ”وٹکار“

۳ - در لغت سندي ”ماڑی“

۴ - در سندي ”باقی جی“

۵ - میرزا محمد باقی بن میرزا عیسی ترخان والی سند (زمانہ

حکومت ۹۷۳ - ۹۹۳ھ)

۶ - در لغت سندي ”گھاٹو“،

برده، و اکثر از دست بلوچان بدرجہ شہادت رسیده. و مردانِ غیب و شہدا درین کوه بسیار اند، اکثر شدہ کہ در نیم شبی آواز ذکر ایشان علانیہ شنیده میشود. و در زیر همین کوه بطرف تہتہ، میرزا جانی ترخان با عساکر ظفر مآثر حضرت عرش آشیانی از توابعان خانخانان عبدالرحیم، کہ بچہت محاصرہ قلعہ سہوان گذاشتہ، خود بطرف پرگنہ جون من اعمال سرکار چاچکان رفتہ بود، جنگ کردہ شکست خورد. و ہمین شکست کمر او را شکست. و دارو (۱) ولد راجہ تودرمل درین جنگ کشتہ شد. (۲).

۱ - در ذخیرۃ الخوانین (خطی) دہارو ثبت است ص ۱۶.

۲ - در ذخیرۃ الخوانین (خطی) واقعہ جنگ چنین ثبت است :
 ”در سال وقائع سی و پنجم النبی موافق سنہ ثمان و تسعین و تسعمایہ (۵۹۹۸) حکومت ولایت ملتان و بہکر بخانخانان شد. و حکم شد کہ بتسخیر ولایت سند و تہہ پردازد. میان محمد خان نیازی، و فریدون خان برلاس و شاہ بیگ خان کابلی و سید بہا الدین بخاری و شیر خان و جانش خان بہادر و میر معصوم بہکری ”نامی، (موافق تاریخ سند) و بختیار بیگ و قرا بیگ ترکمان و دہارو ولد راجہ تودرمل وغیرہ ہمراہ خانخانان رخصت شدند. تاریخ این عزیمت را قدوة الفضلا ملک الشعراء شیخ فیضی ”قصد تہہ“ یافتہ (خانخانان) بجانب پرگنہ جون کہ قریب تہہ است، روان شد. و سید بہا الدین بخاری و بختاور بیگ و قرا بیگ ترکمان و میر محمد معصوم بہکری و حسن علی عرب و جمعی (بقیہ حاشیہ در ص ۶۲)

و بالفعل (۲۶۸ - ۲) یازده پرگنه تعلق باین قلعه دارند.
ازان جمله هشت پرگنه این روی دریا بطرف قلعه واقع اند، و

از نوکران خود به سہوان رفت. چون این خبر بخانخانان رسید بسرعت
ہر چہ تمام تر، میان دولت خان لودی سپہبد، و شجاع بینظیر و رستم
وقت خود بود، و خواجہ رستم بخشی و میان محمد خان نیازی و دہارو
پسر راجہ تودر مل و دلپت ولد رای راپسنگہ بہرتہ و بہادر خان
ترین را، بکومک سہوان فرستاد. و این سرنم در دو روز ہشتاد کروزہ
راہ را طی نمودہ خود را با جمعیت بہ سہوان رسانیدند. روز دیگر مرزا
جانی فوجہای خود را راست کردہ رسید. و دوندت خواہان نیز صفہا
آراستہ کردہ. باوجود آنکہ این لشکر بدو ہزار سوار نمی رسید و جمعیت
مرزا از پنجہزار سوار زیادہ بود، تکیہ باقبال لایزال حضرت شاہنشاهی
نمودہ، جنگ صعب اتفاق افتاد. دہارو ولد راجہ تودر مل تردد ہی مردانہ
بظہور رسانیدہ بقتل رسید. و میان محمد خان نیازی بذات خود ترددات
نمایان کردہ جمعی از خویش و تبار خود را بکشتن دادہ. دولت خان
لودی چندان سعی و تلاش و تردد کردہ کہ مزیدی بران متصور نباشد.
و دلپت با چہار صد سوار راجپوت بکنارہ جنگگاہ استادہ ماند. و میر محمد
معصوم بہکری و شاہ بیگ خان ترددات مردانہ کردند. و مرزا جانی
بیگ را بحدی تلاش کرد، کہ خود با شاہ قاسم ارغون در حربگاہ استادہ
ماند. شاہ قاسم جلو اسپ مرزا را گرفتہ بر آورد، کہ اگر حیات است
باز جنگ می کنم. ہر دو سوار جانب نوارہ رفتند. و در انر پور
مرتبہ دوم بر خود قلعه ساختہ درانجا نشست. خانخانان باز محاصرہ
کرد، ہر روز جنگ و جدل درمیان بود، و بضرب توب و تفنگ
در صلح زود فراز داد. . . . الخ (خطی ۱۶-۱۷-۱۸) (برای تفصیل
این واقعہ رک تاریخ سند میر معصوم ص- ۲۵۱ تا ص- ۲۵۶)

سہ پرگنہ آنروئی دریا. امّا آن ہشت پرگنہ کہ این روی دریا
افتادہ اند:

یکی: ازان پرگنہ باغبانان است، و این پرگنہ کلان
پرگنہ ایست. چند مردم و قوم درین پرگنہ ساکن اند،
مردم ملکان باغبانان، مردم پھوار، مردم آبیرہ، و از گروہ
سمیجہ، چہار قوم درین پرگنہ می باشند.

یکی: قوم جونبیجہ،

دوم: قوم بیریہ (۱)،

سوم: قوم بکیمہ (۲)،

و این ہر شش (۳) قوم رعیت اند، مال دیوان را می دهند
و سرکشی ندارند.

چہارم: قوم تیبہ.

و این قوم متمردانند مانند سمیجہ آونتر. اکثر سر فصل
جمعیت خوب بر سر آینہا می رود چیزی مالگذاری می کنند،
والا چیزی نمی دهند. و ازین قوم چہار موضع است. سہ

۱ - این قوم بنام پرنہ مشہور است.

۲ - این قوم درین وقت بنام بکیجہ مشہور است.

۳ - خرشش مردم و قوم... الخ (پ).

مذکورہ موضع تعلق بہ پرگنہ (۲۶۹ - ۱) مذکورہ دارد، کہ کندہ کوت و جین (۱) و تیبہ باشند۔ چہارم موضع کہ پتریبجہ (۲) است، تعلق بہ پرگنہ تکر دارد، من معمولہ ملک بہکر۔ و در عمل مردم ستمہ این پرگنہ در آبادانی و معموری بدرجہ کمال رسیدہ بود۔ چنانچہ مخدوم جعفر بوبکانی کہ یکی از مشاہیر علما سندنہ بود، از میرزا عیسیٰ ترخان (۳) نقل می کردند کہ: در تاخت لشکر شاہ بیگ ارغون کہ از قندھار بر سندنہ تعیین کردہ بود و آنها آمدہ قریہ باغبانان را تاخت نمودند۔ ہزار شتر از چرخہای باغات کہ کار می کردند، بدست افتاد۔ و قیاس باید کرد برین چیزها دیگر و معموری آن دیار را۔ و در زمان ترخانیان نیز این پرگنہ بطریق نیک آبادان بود (۴)۔ سلطان محمد برتقانی (۵) ارغون تھانہ دار این

- ۱ - شاید چنی باشد کہ تا حال موجود است۔
- ۲ - شاید پتیبجی باشد کہ تا حال موجود است
- ۳ - میرزا عیسیٰ ولد عبدالعلی ترخان والی سند (۹۶۲ تا ۹۷۹)۔
- ۴ - در تاریخ سند میر معصوم اینطور ثبت است: "آن جماعہ در ہفدہم شہر ذی قعدہ سنہ احدی و عشرین و تسعمائہ" (۹۶۱) قریہ کاهان و باغبانان را آمدہ تاختند۔ مخدوم جعفر (بن عبدالکریم الشہیر بہ ران بن یعقوب البوبکانی) کہ یکی از علمای سند بودہ، از میرزا عیسیٰ ترخان نقل می کرد کہ درین تاخت ہزار شتر از چرخہای باغات کہ (شب) کار می کردند بردند۔ و قیاس باید کرد برین چیزهای دیگر را و معموری آن دیار را۔ و یک ہفتہ دران حوالی لشکر بودہ معاودت نمودند۔، ص - ۱۱۰۔
- ۵ - در نسخہ (پ) برنتقانی ثبت است۔

پرگنہ بود و او چند جا قلعه‌ها انداخته (۲۶۹ - ۲) تعیینات نشانیده، خود در موضع پُلجی (۱) قلعه مستحکم ساخته نشسته بود. چنانچه آسیب متمردان برعیت این پرگنہ نمی رسید.

درین ولا چون جنب گروه چاندیہ و قوم تیبہ مخذول العاقبتان واقع است، و رعایت تہانہای او بواقعی شدہ نمی آید، از پا افتادہ و اکثر دیہا(ی) او ویران شدہ رفتہ. و درین پرگنہ سہا نام کولاب کلانیست. در آنجا پرکاکی (۲) بغایت خوب و بسیار بہم میرسد.

دویم: پرگنہ پاتر (۳) است، و رعیتش اکثر مردم خواجہ غریب می باشند محتاج دلاسا جاگیر دار.

سویم: پرگنہ نیرون قلعہ (۴) است، در زمان سابق این موضع را واہی می گفتند. و واہی بزبان سندھ جوی آب را گویند، کہ از طرف کوه می آید. و درین موضع چہار جوی آب است، کہ از طرف کوه (۲۷۰ - ۱) جاری است، و در دشتها می افتد، و درانجا زراعت می کنند. اول این موضع بدست

۱ - شاید این موضع "قلجی"، باشد کہ تا کنون آنجا موجود است.

۲ - یک قسم ماہی کوچک است.

۳ - این قریہ ایست بنام پاتر کہ تا هنوز قائم است. و در زمان سابق این قریہ مرکز این پرگنہ بود.

۴ - قلعه یا قصبہ ہاین نام موجود نیست.

مردم ماچی (۱) بود، و آنها متمردان بودند، چیزی بجا گیر دار نمی دادند. بختیار بیگ ترکمان آن جماعه را تاخته استیصال نمود. آنجا را "اکبر آباد"، نام کرده، بمردم پھوار (۲) کہ رعیت مطلق اند حوالہ کرد. و هر جوتی را بیک طرف از آنها مقرر ساخت. چنانچه یک جوی بطرف موسی پھوار افتاد، و یک جوی بطرف عیسی پھوار، و یک جوی بطرف داؤد پھوار، و یک جوی بطرف جلال پھوار. و تا حال این موضع بدست مردم پھوار است. و پیشتر این موضع داخل پرگنه باغبانان بود. در زمان شمشیر خان اوزبک ازان پرگنه جدا کرده، نیرون قلعه نام نهادہ در جمع سہوان افزودند. و در زمان احمد بیگ خان (۲۷۰ - ۲) ویران مطلق شد.

چهارم: پرگنه کاهان ہم (۳) است. و این پرگنه کلان پرگنه ایست. چند مردم و قوم درین پرگنه می باشند:

یکی: قوم پھوار و اینها خود را قریشی میگویند، از اولاد بی بی حلیمہ دایہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم.

دوم: مردم کوریجہ.

۱ - در لغت سندي "ماچی"

۲ - در لغت سندي "پھنور"

۳ - کاهان. گاہا، (باکاف سندي به دو نقطه تحتانی) قریہ ایست در بیست و یک میل شمال و مغرب سہوان.

سوم : مردم سمیجہ بکئیہ .

چهارم : مردم سمیجہ تیبہ .

پنجم : مردم راء پتوتیرہ^۱ ، و اینها ہم از قوم سمیجہ میشوند .

ششم : مردم بہان .

ہفتم : سادات .

ہشتم : شیخان .

و قوم پہوار و مردم سمیجہ درین پرگنہ صاحب جمعیت اند، تا این پرگنہ از مردم سواس نازہ محفوظ است . و رعیت این پرگنہ در مالگذاری جاگیر دار و شراعی^۲ او وقت سواری بر مردم متمردان هیچ تقصیر ندارد، و بیکباجی (؟) عمل میدهد . اما بواسطہ^۳ ظم احمد بیگ خان (۲۷۱ - ۱) این پرگنہ از پا افتاده است ، چنانچہ چند موضع این پرگنہ کہ در دامنه کوه واقع اند تا حال ویرانند .

پنجم : پرگنہ بوبکان (۱) است . و درین پرگنہ ہم چند مردم سی باشند :

یکی : مردم بوبک کہ خود را خلجی میگویند . و درین

۱ - به این نام هنوز یک قصبہ موجود است کہ در زمان سابق پرگنہ بوبکان بنام عمین قصبہ بود .

مردم جماعہٴ مخادیم اند، از اولاد مخدوم جعفر (۱)
رحمۃ اللہ علیہ کہ ساکن قصبہٴ بوبکان اند.

دویم: مردم سمیجہ دال.

سیوم: مردم سمیجہ بکبک.

چہارم: مردم خواجہ، یعنی نو مسلم.

پنجم: مردم بہجہ. و اینہا ہم از قوم سمیجہ اند.

ششم: مردم پَسہوار.

ہفتم: مردم ہندو.

و رعیت این پرگنہ نہایت غریب ست، ہر چہ جاگیردار
ستم بر اینہا میکند، تحمل آن می نماید و ہیچ سرکشی ندارد.
و این پرگنہ بسیار آبادان و معمور شود اگر دلاسا یابد. اما
مردم ساعی و چغل (۲۱ - ۲) در قصبہٴ بوبکان بسیار ند.
ہمین کہ جاگیردار نو می آید، یکی بر دیگری سعایت کردہ
آتشی می افروزند، کہ خودہا را دران آتش سوختہ دیگران را
ہم می سوزند (۲). چنانچہ موجب ویرانی تمام این ملک

۱ - مخدوم محمد جعفر بن عبدالکریم الشہیر بمیران (المتوفی
۵۹۴۹ھ) بن یعقوب البوبکانی مولف - (۱) البصارة فی العمل بالاشارة
(۲) حاصل النهج (۳) حل العقود فی طلاق السنود (۴) عجالہ الطالبین
(۵) فتح الدارین (۶) قرنہ فی مرنہ و پرنہ (۷) کشف الحق (۸) المتانہ
فی مرتبہ الخزانہ (۹) منہج العمال (منتخب کنز العمال).

۲ - سوزانند (پ)

می شوند.

ششم: پرگنه حویلی سہوان است. و رعیت این پرگنه بسیار غریب و بیگس اند. غیر از رعیتی کار دیگر ندارند.

هفتم: پرگنه نیرون (۱) است. و در زمان سابق کولاب منجر (۲) نام داشت. و در اینجا زراعت معنی چیزی نمی شود. ماعی و کاه و دیگر چیزهای آبی بهم می رسد. و از روی آن متطعی مال دیوان را ساکنان آنجا جواب میگویند. و رعیتش مردم ملاح غریب اند، چنانچه اکثر اینها بدین وجه اند که بر روی زمین نه گشته اند، و غله بنام نخورده اند، و برچه پوشیدنی را نمی دانند (۲-۱) که چیست. از نسی مثل فرش برسمان چیزی بافته میان او را بکاه پتر می کنند، و بالای آنها نیز بهمان نسی بافته میگیرند مانند تل شده در آب می ایستد. و بزبان سند، کلان او را مد (۳) می گویند، و بر آن چیر (۴) انداخته در میان آب نشسته اند. و خورد آنها تر (۵) می نامند، و بر آن سوار شده

۱ - این نام در این زمان وجود ندارد

۲ - مسند چیر باین نام کولاب کلان تا اینده موجود است

۳ - میل طول و ۱۲ میل عرض دارد

۴ - مَدَّ

۵ - چیر

۶ - تر هو یا تر

شکار ماہی و مرغابی می کنند، و در پی روزگار خودها میگردند. و پوشاک آنها بوریا ست و خوراک اشیا آب، مثل ماہی و بیخ گیاههای که در آب می باشند، و بزبان سند به کُم و لُور (۱) وغیره می نامند. و اگر بر زمین کسی آنها را بیارد، راه رفتن نمی توانند.

شانزده دیه کلان در میان آب واقع است. عجب کولاب کلانیست، قریب ده کروه در ده کروه خواهد بود. در هوای زمستان، شکار (۲ - ۲۷۲) قاز و کلنگ و مرغابی درین کولاب بی نهایت می شود. چنانچه لک لک و کرور کرور درین کولاب می افتند و بہر وجه شکار می کردند. دامهای روز و دامهای شب، مردم سلاح ساخته اند بآنها می گیرند. و نیز صیادان قالب دارند که قالب را بر سر کرده صید این جانوران می نمایند. اما از جمیع وجه شکار، شکار بندوق بغایت خوب می شود، چرا که هیچ احتیاج بکمین کردن کس نمی برد. بر یک زورق سوار شده آنقدر تیر که خواهد بیندازد، که فوج فوج نشسته اند. بسیار شده کنه بیک تیر سه چار قاز افتاده. مولف اکثر درین کولاب شکار تفنگ نموده.

و در اطراف و جوانب این کولاب گیاهی است که آنرا

۱ - بهه - بیخ کنول (فارسی) عروق الکهار (عربی)

کُم - تخم نیلوفر (فارسی)

لُور - بیخ نیلوفر - برچک - (فارسی)

بزبان سند دیر (۱) می نامند، بوریای خوب (۲-۳) از و می شود. و بعد از رفع فصل ربيع کسه آب کمی می کنند، تمام رعیت ملک سهوان بلکه اکثر رعیت ملک بھکر آمده، بیخ آن گیاه را کشیده آتش داده پاک می کنند. و آنرا بزبان سند بد (۲) می گویند. و خوراک رعیت تا سال دیگر اکثر همین است، و بقوت همین زراعت خریف و ربيع سال تمام می نمایند. و اگر این گیاه در ملک سهوان نمی بود، در بعض عملهای جا گیراران این ملک که مولف مشاهده کرده متنفسی نمی ماند. اما سخن گفته افتاده اند، و بد که عام است کشیده می خورند. و نیز درین کولاب و کولابھی دیگر این ملک، گیاه هست که آنرا کھبر (۳) می گویند. و اکثر خوراک اسپان این دیار آن گیاه است، و باسپ خوب می خورد. اما اگر جانور دیگر مثل گاو (۲-۳) و گوسیش و بز و گوسفند این گیاه را بخورد، جگرش بسته می شود و هلاک میگردد.

و این کولاب اول داخل جمع پرگنه حویلی سهوان بود. در عمل شمشیرخان اوزبک از جمع پرگنه مذکورہ کشیده نیرون

۱ - ڈیر -

۲ - پُنی - از تخمبائی ڈیر میسازند

۳ - بزبان سندی این گیاه را "کھیتر" مینامند. در موسسه

زمستان از آب بر می آید و تا تابستان میماند.

نام ماہندہ، در جمع ملک سہوان افزودند. و درین کولاب
پوکاکی نیز بہم می رسد.

ہشتم: پرگنہ سن (۱) است. و این پرگنہ ہم کلان
پرگنہ ایست. چند مردم و قوم درین پرگنہ می باشند:

مردم سادات،

قوم لاکہ،

مردم کوربیجہ،

و این ہر سہ مردم و قوم رعیت پاک خالص اند.

مردم مانجمنند،

مردم کمان،

مردم ججمر (۲)،

مردم کاهیجہ (۳)،

و این ہر چہار فرقہ پارہ سرکشی دارند و باندک تنبیہ
جاگیردار، متنبہ می گردند.

۱- باین نام قصبہ تاحال موجود است و ریلوی اسٹیشن ہم دارد.

۲- چاچر .

۳- گاہیجہ .

و از مردم سادات درین پرگنه چهار (۲ - ۱) موضع اند. قصبه 'سن'، موضع لکعلوی (۱)، موضع آسیری (۲)، موضع تہتی ولی محمد (۳).

و سادات لکعلوی بسیار صحیح النسب اند. باین سادات دیگر کہ مذکور شد نسبت دختر نمی کنند. و در حادثہ حضرت جنت آشیانی زمانی کہ باین طرفینا رایات ظفر اثر نزول اجلال فرموده بودند، خدمت خوب از دست سادات لکعلوی در حق عساکر ظفر مآثر آمدہ بود. چنانچہ تمام ملک بحکم میرزا شاہ حسن (۴) ویران شدہ بود، و این جماعہ سادات بجا و مقام خود نشسته بودند، و از دانہ و کھ و بز و گوسفند وغیرہ انبیای کہ بمردم سپاہ در کرمی شد خبرداری می گرفتند. و حضرت جنت آشیانی خدمتہای این جماعہ را دیدہ خوشحال شدند (۴ - ۳) و فرمان عالی شان در باب سیورغال دیدہ ایشان عنایت کردند. و چون ملک سہوان در جاگیر پیر غلام شد، سادات لکعلوی

۱ - این موضع بنام لکی موجود است و ریلوی امتیشن متصل دارد.

۲ - این موضع باین نام موجود است و ریلوی امتیشن متصل دارد.

۳ - این موضع بنام تہتی از ریلوی امتیشن آسیری بہ فرملاء یک و نیم میل موجود است.

۴ - میرزا شاہ حسن بن شاہ بیگ ولی سند (۱۸۶۱ تا ۱۸۶۲)

قبل ازین بواسطهٔ حادثات از جا و مقام خود ویران شده، در پرگنه کاهان ساکن بودند، و قوت آن نداشتند کہ باز بوطن اصلی خود سکونت نمایند. پیر غلام اینها را استمالت داده تخفیف حصہ قرار کرده باز بجا و مقام خودہا نشاند. و تا حال این موضع بطریق نیک آباد است. و فرمان حضرت جنت آشیانی را دیدہ اینها را نصیحت بسیار کرد کہ رفتہ این فرمان را بنظر کیمیا اثر حضرت عرش آشیانی بگذرانید، تا امضاء یابد. در پی بردن فرمان مذکور بودند کہ بمقتضای السہی آتش در موضع (۲۷۵ - ۱) لکعلوی افتاد و آن فرمان در آتش از دست اینہا فوت شد.

و این پرگنه تا اوائل عمل شمشیر خان خوب آباد بود، چرا کہ قوم لاکہ درین پرگنه صاحب جمعیت خوب بودند، و باتردد و دشمنی ذاتی بہ سمیجہ اوئر مخذول العاقبہ داشتند. و چند موضع مردم لاکہ این روی آب بطرف سن واقع بودند، و بمردم کوهی مقاومت میکردند، و چند موضع آن روی آب جنب مردم سمیجہ اوئر کوتہ اندیش بہ سمیجہ مقاومت می نمودند. تا آن کہ آسیب این ہر دو گروہ متمردان، برعیت این پرگنه نمی رسید. و با این حال شمشیر خان در قصبہ سن کنار دریا قلعہ خوب ساختم، تہانہ مستحکم ہمراہ خواجہ جان خویش خود گذاشتہ بود. و بعد از رفتن شمشیر خان (۲۷۵ - ۲) بہ قندہار، این پرگنه بزبون افتاد و رفتہ رفتہ از دست سمیجہ و مردم کوهی خراب و ضایع شد. چنانچہ از مواضع سادات، دو

موضع، یک موضع آمري و ديگر موضع تہتي ولی محمد ويران مطلق شدند. و اکثر مسادات اين مواضع را مردم کوهي و سميجه بدرجہ شہادت رسانيدند، و رعيت متفرق شدہ رفت. و همچنين موضع ادریلي از مردم قوم لاکہ، و موضع جيسروت از مردم کوريجه وغيرہ مواضع خراب و ضايع شدند، مگر در عمل ديندار خان پارہ استقامت اين مردم کردند.

و آن سہ پرگنہ کہ آنروي آب واقع اند:

یکی از آنها پرگنہ جئنيجه (۱) است. و اين پرگنہ ہم کلان پرگنہ ايست. چند مردم و قوم درين پرگنہ مي باشند:

اول: قوم کوريجه (۲ - ۱)

دويم: مردم پھوار

سويم: مردم شيخان

و اين ہر سہ مردم و قوم رعيت پاک اند سرکشي ندارند.

چهارم: مردم سميجه بئکيہ

و اين مردم سرکش اند، و نسبتہا بہ سميجه اؤنر مخذول العافيت دارند. نہایتش در اوائل زمان مثل سميجه اؤنر باغي محض بودند، جزوي سر فصل دست برداشتمہ بجاگيردار پرگنہ مذکورہ مي دادند. و چون چند نوبت برادر

۱ - اکنون پرگنہ يا قصبہ باين نام موجود نيست.

ابوالبقا سواربہای خوب برین جماعہ کرد، و مدتی پرگنہ مذبورہ در جاگیرش بود، این جماعہ بطریق نیک رام شدند و لذت زراعت را دریافتند و الحال چندان سرکشی ندارند.

و این پرگنہ جنب مردم سمیجہ اُونتر کوتہ اندیش افتادہ. در زمان سابق قوم کوریجہ و مردم پہوار قوت تمام داشتند و بہ سمیجہ مقاومت (۲۷۶ - ۲) خوب میکردند، و در یَسَق جاگیردار نیز حاضر می بودند. الحال مردم این پرگنہ زبون افتادہ اند، بنا براین دستِ تعدی سمیجہ بر این مردم کشادہ است.

و درین پرگنہ شکار گوزن و نیل گاؤ و گورخر و کوتہ پاچہ بسیار است. و کولابی دارد ریل نام، در آنجا شکار مرغابی سونہ وغیرہ از حد متجاوز است، پلہای خوب برای پراندن باز و جرہ دارد، و پرکلی درین کولاب نیز بسیار است.
دویم: پرگنہ خیطہ (۱) است. و این پرگنہ ہم کلان پرگنہ ایست. چند مردم درین پرگنہ ساکن اند:

اول: مردم ہالہ پوترہ

دویم: مردم شیخان

سویم: سمیجہ اوتہ (۲)

۱ - اکنون پرگنہ یا قصبہ باین نام موجود نیست.

۲ - اوٹا

چہارم : سمیجہ پَریہ

پنجم : سمیجہ بَکیہ

ششم : راہِ وَجَہ

ہفتم : کوریجہ

ہشتم : ترک (۱-۲۷۷)

نہم : دیتہ (۱)

دہم : پکی

یازدہم : لاکہ

و این یازده مردم رعیت خالص اند و سرکش نیستند.

دوازدهم : سمیجہ داہری

و اینها متمرّدانند جمعیت طلب.

رای سنگہ ، نواسہ گوریہ (۲) ہندو، وقتی کہ پارہ ازین پرگنہ در جا گیرش بود ، ترددی خوب باین مردم کردہ بود . و آن بدین نہیج بود کہ صد سوار نوکر از خود داشت ، و از رعیت نیز تا دو بست سوار و پیادہ ہمراہ کردہ از قصبہ تلہتی (۳)

۱ - دیتہ

۲ - شاید گہوریہ باشد .

۳ - تلہتی - تاحال قائم است .

بر سر یک فرقہ مردم داہری (۱) تاخت نمود. چون نزدیک بمواضعات آنها رسید، بیشتر آنها خبردار شدہ قریب یک ہزار مردم داہری از سوار و پیادہ بر سر او ریختند، و او را علاج غیر از فرار نمودن نماند. و ہر چند می گریخت آنها تعاقب می کردند، بآخر در اثناءِ راہ میانِ جنگل (۲۷۷-۲) پنجابہ سوار خود را یک طرف ایستادہ کرد و پنجابہ سوار بطرف دیگر، و میانہ راہ خالی گذاشت. ہر گاہ غنیم در میان رسید دست بہ تیر کردہ سی نفر از سرداران مردم داہری را کشتند، و اکثر سرداران خوب بدست خودش افتادند، با سہ شہ میر و ساند وغیرہ. و ازین طرف ہم تا بیست کس کشتہ شد. اما مردم داہری شکست خوردند و ازان روز متنبہ شدہ پارہ مالگذاری را قبول کردہ منقاد جاگیردار گشتند.

دیگر مردم ہالہ پوترہ درین پرگنہ صاحب جمعیت بودند، و مقاومت با سمیجہ اونر کردہ می آمدند، و زراعت ہم بسیار می نمودند و در یساق سمیجہ اونر در خدمت جاگیردار قیام می داشتند. تا عمل شمشیر خان اوزبک و گذشت عمل او چون (۲۷۸-۱) رعیت این پرگنہ بواسطہ مہتمم و ظلم بعض جاگیرداران زبون شد، آن جماعہ ہالہ پوترہ نیز از پا افتادند. و دست تہمرد سمیجہ اونر برین پرگنہ کشادہ شد، و دار و مدار میان اینہا می گذشت تا آنکہ، در عمل احمد بیگ خان بالکلیہ این پرگنہ را مردم سمیجہ اونر ویران کردند، و اکثر مواضعش متفرق شدہ رفتند. و بواسطہ ویرانی این پرگنہ دست تعدی سمیجہ اونر بمواضعات

پرگنہ بوبکان و پرگنہ حویلی سہوان و پرگنہ سن کہ این روی دریا واقع اند، دراز گشت. چرا کہ این پرگنہ خیطہ روی دریا را گرفته متصل پرگنہ لاکوت کہ سکونت گاہ سمیجہ اونر است سراسر واقعت. و مواضع این پرگنہ دران وقت جابجا نشسته بودند، و سمیجہ بدبختان (۲-۲۷۸) روسیاهان ہر جنگ و جدلی کہ داشتند برعیت این پرگنہ می کردند، و جاگیردار حمایت رعیت بادشاہی کردہ می آمد. بنا بران یکیک سمیجہ اونر رعیت این پرگنہ را زیر کردہ از دریا گذشتہ آسیبی برعیت مواضع این روی آب نمی رسانیدند. و ہر فسادی کہ داشتند آن روی آب می نمودند. و بسبب ویرانی این پرگنہ قوت تمام ہ مردم سمیجہ اونر حاصل شد.

دیندارخان، بعض مواضع پرگنہ خیطہ و پرگنہ لاکوت و پرگنہ سن را ہ مردم سمیجہ اونر وغیرہ سادات سن و سادات لکعلوی جاگیر کرد، و صلح کل در میان آورد. و کرن نام سردار یک طرف سمیجہ اونر را آوردہ، در میان پرگنہ خیطہ نشانہ. تا چند موضع از پرگنہ خطہ روی آبادانی آورد. (۱-۲۷۹) اما این پرگنہ از دست ستم سمیجہ اونر نگہ داشتنی است و آبادان کردنی، کہ در آبادانی این پرگنہ ربونی سمیجہ اونر است. واللہ اعلم بالصواب.

میوم پرگنہ لاکوت (۱) است. و این همان پرگنہ ایست

۱- لاکوت - در ضلع نواب شاہ تعلقہ سکرند، متصل بمصبہ قوخی احمد یک دیہی باین نام، وجود است، شاید کہ در فرقت نام این سرزمین پرگنہ لاکوت بود.

کہ سمیجہ اونر مخذول العاقبة داخل اوست. و این پرگنه دو تپه می شود. یک تپه سمیجہ مذکور، دوم تپه مردم لاکه، که عداوت جبلی به سمیجہ اونر دارند. در زمان سابق جاگیرداران سهوان رعایت مردم لاکه کرده می آمدند، و بر سمیجہ اونر نیز سرفصل سواری خوب می کردند. و مردم لاکه پیش می شدند و جاموسی مینمودند، و هر جا از مردم سمیجہ اونر می یافتند تا ذریات اینها را هم می کشتند. و تپه مردم لاکه بطریق نیک آبادان و معمور می بود، و سال دیوان را کردن چو موجواب (۲۹۰ - ۲) می گفتند. و سمیجہ اونر از ترس اینها و لشکر بادشاهی برکنار کولاب ها، در زمین ریزانی زراعت کم می کردند، و اکثر زراعت خریف و ربیع از قسم جواری و جو در دشتهما بآب باران مینمودند. و آن زراعت را هم مردم بادشاهی باتفاق مردم لاکه تاراج می کردند، و یا مال از سمیجہ می گرفتند. و باین معنی مردم سمیجہ چندان قوت نمی توانستند گرفت، و رعیت رجوع بمردم لاکه داشت. و گذشت عمل شمشیر خان اوزبک مردم لاکه بسبب بد عملیهای بعض جاگیرداران از پا افتادند، و اکثر زمینهای اینها را مردم سمیجہ اونر متصرف شدند، و از حد پیش اینها از دست سمیجہ تلف گشتند، و بقیة السیف بطرف سن گذشته ساکن شدند. و رعیت این پرگنه اکثر (۲۸۰ - ۱) رجوع بمردم سمیجہ اونر نمود. و سمیجہ زراعتی خود را بفراغ خاطر برداشتن گرفت، و هیچ کس مطالبه بآنها نمود، و پرگنه لاکوت از جمع افتاد. و

سمیجہ رفتہ رفتہ قوت پذیر شد۔ دیندار خان چون صلح کل
بمردم سمیجہ کرد، بنا بران باقی ماندہای مردم لاکہ آنروی
آب در وطن خود ہا پارہ استقامت نمودند۔ و این پرگنہ جمعیت
خوب از جوانان کار آمدنی با سردار صاحب تردد می طلبند۔

واللہ اعلم بالصواب



فصل دوم

در بیان متمرّدان و مفسدان این ملک

که بواسطهٔ فساد آنها این ملک زبون افتاده، بلکه ملک
بہکر و ملک تہتہ و ملک جیسلمیر ہم از تمرد اینها
خلاصی ندارند.



بباید دانست کہ اینها سه گروه می باشند. یک گروه:
سمیجہ است، و سمیجہ از (۲۸۰ - ۲) روی ظاهر دوازده قوم
می شوند:

- ۱ - قوم بکّیہ
- ۲ - قوم تییبہ
- ۳ - قوم جونیجہ
- ۴ - قوم پریہ
- ۵ - قوم دل
- ۶ - قوم کیبیر
- ۷ - قوم اوتہ (۱)

۱ - اوٹا

۸ - قوم لاکیار

۹ - قوم راجپال (۱)

۱۰ - قوم بیہن (۲)

و این دہ قوم غیر تیبہ پرگنہ باغبانان و دل پرگنہ سمواتی (۳) و پرگنہ شال (م)، رعیت پیشہ اند، و مالگذاری جاگیردار می نمایند. چنانچه سابق ہم در ذکر احوال پرگنات اشارت درین باب رفتہ.

۱۱ - قوم سنگوانہ، و این حرامزادہ قوم است.

۱۲ - قوم اونر، و این از روی ظاہر پنج فرقه می باشند:

(الف) - فرقه 'راہو،

(ب) - فرقه 'داهیری،

(ج) - فرقه 'ساند،

و این ہر سه فرقه اطاعتہ جاگیردار کردہ می آیند.

(د) فرقه 'سانریہ (ه) و این فرقه بچہار جماعہ منقسم

۱ - راجپال شاید 'راچہر، باشد.

۲ - بیہن

۳ - این شاید 'ساہتی، باشد

۴ - شال نزدیک بہ کوتری است.

۵ - این قوم بنام 'ساریہ، معروف است.

می شود :

جماعہ دیربجہ (۱)

جماعہ راہوجہ

جماعہ مناہجہ

جماعہ فیروزجہ

(۵) فرقہ کیریہ ،

و این فرقہ کیریہ و قوم سنگیوانہ هر دو در میان فرقہ سانریہ متصل اند. و از قوم اونر همین (۲۸۱ - ۱) فرقہ سانریہ مادہ فساد و فتنہ اند، کہ بہیچ تنبیہ متنبہ نمی گردند. و چون جاگیردار زبون می باشد، فرقہای دیگر نیز از قوم اونر بہ فرقہ سانریہ در آمدہ فتنہ انگیزی می نمایند. بنا بران در فساد گروه سمیجہ قوم اونر را مذکور کردہ میشود. و فرقہ سانریہ بذات خود در پرگنہ لاکوت قریب پنج ہزار کس می باشند، قریب ہزار سوار و قریب چہار ہزار پیادہ. اما در جنگ پیادہ اینہا از سوار جری تر است، بلکہ وقت جنگ سوارانی کہ داعیہ شمشیر دارند، پیادہ شدہ جنگ می کنند. و سکونت اینہا در پرگنہ لاکوت ست، در میان ہفت قوم صاحب جمعیت رعیت شہنشاہی.

۱ - دیربجہ غالباً داریجہ باشد.

دشمنانِ این روسیاهان، جنوب رویہ قوم ہالہ کہ تعلق بہ (۲۸۱ - ۲) پرگنہ ہالہ کنڈی من اعمال سرکار نصر پور دارند۔ و شمال رویہ قوم کوریجہ و قوم پہوار کہ تعلق بہ پرگنہ جنیجہ دارند۔ و قوم سہتہ کہ تعلق بہ پرگنہ دربیلا من اعمال ملک بہکر دارند۔ و مغرب رویہ قوم لا کہ و قوم ہالہ پوترہ کہ تعلق بہ پرگنہ لا کوت و پرگنہ خطہ دارند۔ و مشرق رویہ تلمہای ریگ جیسلمیر کہ تعلق بہ راجپوتان راجہ جیسلمیر دارند۔

و این فرقہ سانریہ در مواضع خریدہ، زراعت ہم می کنند، امثالہ مالگذاری مانند رعیت دیگر از نقد و جنس غلہ کم می کنند۔ اگر گہمی جاگیر دار زور می آرد بطریق اجارہ جزوی زر و غلہ متضعی می نمایند، و آن ہم از اسب و شتر و گاؤ و خنر فرتوت عوض زر و غلہ جواب میگویند۔ و گذشت عمل شیر خواجہ چیزی بکسی ندادہ اند، بلکہ رعیت شہنشاہی را نشسته و تاراج (۲۸۲ - ۱) کردہ خراب و ضایع ساختہ، پرگنہ خطہ و طرف مردم لا کہ را ہم اکثر بہ تحت خود بردہ اند۔

و مواضع این قطناع طریقان از پرگنہ لا کوت کہ دران مواضع زراعت می نمایند، از روی ظاہر پنج اند، دیگر دیہات ریزہ بسیارند۔

یکی : دیراؤن، کہ مسکن جماعہ درجہ است، و از قلعہ سہوان ہشت کروزہ می باشد۔

دویم : کاتیرہ، کہ از قلعهٔ سہوان یازدہ و نیم کروہ می شود.

سویم : ویجرہ، کہ از قلعهٔ سہوان دوازده کروہی واقع است. و این ہر دو موضع مسکن جماعۂ مناہجہ اند.

چہارم : سابہ.

پنجم : پریاری، و این ہر دو موضع مسکن جماعۂ راہوجہ و جماعۂ فیروزجہ اند کہ باہم متصل نشستہ اند. و از قلعهٔ سہوان این ہر دو موضع چہارہدہ کروہ میشوند.

و عجائب جاہا ست (۲۸۲ - ۲) در تمام ملک سہوان بلکہ در ملک بہکر و تہ و ملتان ہم این قسم جاہای پُر شکار پر زمین قابل زراعت کم است. کولابہای عظیم درین جاہا واقعست کہ بالای آن کولابہا دشت است و آنجا زراعت خریفی از جواری بغایت خوب می شود. و در زیر زمین ریزانی ربیعی بسیار است، کہ احتیاج بقلبہ رانی ندارد، و ہمیں بہ تخم پاشی جو میکنند، و پر بالای آن گاہ می اندازند، تا وحوش و طیور تخم را نخورد. بقدرت الہی همان طریق بکمالیت رسیدہ پختہ می شود، و قوت این بدبختان می گردد. و اگر عشر این زراعت ہم مال بدیوان بدہند بسیار است.

دوم گروه : متمرّدان بلوچ چاندیہ است. و اینہا جنب پرگنۂ باغبانان، دامنۂ کوه را گرفتہ می باشند و زراعت (۲۸۳ - ۱) ہم می کنند و مواشی نیز بسیار دارند. و گذشت

عمل بختیار بیگ و پیر غلام، هیچ کس از آنها مال نگرفته.
و دو فرقه میشوند:

یکی: گورا کہ بزبان مندی سفید را گویند،

دویم: کارا کہ سیاه را گویند.

و وجه تسمیہ اینست کہ چاندیہ نام بلوچ کوهی دو پسر داشت، یکی را نام گورہ بود و دیگر را نام کارہ. آنچه از اولاد گورہ اند آن‌ها را گورا سی نامند، و آنچه از اولاد کارہ اند آنها را کارا. و ہمگی قریب یک ہزار کس از سوار و پیادہ میشوند، قریب سیصد سوار و قریب ہفصد پیادہ. امثلاً این قسم مفسدان کم بہم می‌رسند. پیوستہ کار این بد بختان آدم دزدی است و حرّ فروشی، سوای تاخت مال و مواشی. و پرگنہ باغبانان از دست ستم اینها خراب و ضایع است. و سبب زبونی پرگنہ کاهان و پرگنہ پاتر و پرگنہ اکبر آباد نیز اکثر ہمینہا میشوند.

سیوم گورہ (۲۸۳ - ۲) مہرستان: قوم نہمردی است.

و وجه تسمیہ این قوم بہ نہمردی ازان شدہ، کہ میگویند نہ نفر سمیجہ از میان قوم خود جدا شدہ در کویہ ساکن شدند، و از نسل آن بد بختان این بد بختان حاصل شدند، پس در اصل قوم نہمردی نیز سمیجہ می‌باشند. و اینها صاحب جمعیت خوب هستند، قریب شش ہزار کس میشوند، ازان جملہ قریب ہزار و پانصد سوار، و قریب چہار و نیم ہزار پیادہ. در میان

خودها چهار طرف اند، طرف کانبو (۱)، طرف هارون، طرف چولی، طرف لشکری. و اکثر در کوهستانی که جنب پرگنه حویلی سهوان و پرگنه من است، سکونت دارند. درین و لا چون جاگیرداران سرکار چاکر هاله اینها را از طرف خود دیبها انعام (۲۸۳ - ۱) داده اند، پاره بطرف کوها چاکر هاله هم می باشند.

و این قوم زراعت نمی کنند و در یک منزل ساکن نیستند و جای که چند گاه ساکن می شوند آنجا را تهانه می نامند. و از قسم اسپ و شتر و گوسفند و گاؤ و دیگر متاع کوهی بسیار دارند و هیچ کمی ندارند و متمولند. و شتران رنگین اول اول در میان اینها بهم می رسند، و کار و پیشه این قوم تاخت باخت است. و ماده فساد پرگنجات ملک سهوان که این روی دریا بطرف قلعه واقعند و سرکار چاکر هاله می باشند، و تا حال هیچ صوبه دار تهته و جاگیردار سهوان اینها را نجنبانیده. چنانچه تهانه اینها را زده باشد، مگر یک فرقه اینها آمده یک جای را تاخته باشد، و تعاقب آنها نموده چند کس (۲۸۳ - ۲) کشته باشند.

والله اعلم بالصواب



۱ - کانپو نام یکی کوه است.

فصل سیوم

در بیان سبب خرابی رعیت ملک سهوان ،
و قوت گرفتن متمردان .

و چون بیان این سبب موقوف بر بیان عملهای جاگیرداران سابق بود ، بنا بران متعرض عملهای جاگیرداران سابق گردید . و بیاید دانست که در عمل ترخانیان این قوسها رعیت که در صدر ذکر یافت ، بواسطه 'خوش سلوکی' آنها و عدم ضم ، همه پر قوت بودند ، و مال دیوان را هم میدادند . و با آن ، تانهای مستحکم هر جا نشانده بودند ، تا هیچ قومی بدیگری ستم نرساند ، و از دست متمردان رعیت در امن باشد . بنا بران رعیت باوجود استمالت تهبانه داران از طرف خود ، هم قوت آن داشت که مقاومت یک دیگر و متمردان نماید . و باین معنی فتنه در میان مردم رعیت واقع نمی شد ، و بفراغ خاطر (۲۸۵ - ۱) در کسبت کار خود مشغول می بود ، و هیچ فکر بجز زراعت نداشت . و برای همین ، هر جا زمین افتاده بود مزروع ساخته ، حصه دیوان را بدیوان داده ، حصه خود را متصرف می شد .

و سمیجہ اونر نیز درمیان رعیتی می کرد، اما چون اکثر کلان تران مردم ارغون و ترخان ازینها دختر می گرفتند و نسبت می کردند، بنابراین سرکش بودند. و مرزا صالح ترخان (۱) کشش خوب در اینها کرده بود، و مرزا محمد باقی خود بر اینها در کشتیها سوار شده آمده بود. یک شب سمیجہ بر لشکر او شبی خون آورده بر کشتی^۱ مرزا موسی الیہ چند سمیجہ ریختند. مرزا بر یک زورق چوکی سوار شده، خود را بگوشه کشید. و رائجہ بیگم دختر ناهید بیگم زن مرزا را کشته رفتند (۲). مقصود (۲۸۵ - ۲) کہ این سمیجہ اونر در زمان ترخانیان ہم این قسم عملهای بد می کردند.

و احشام دیگر از بلوچ چاندیہ و قوم نہمردی سلامی بودند. از قسم شتر و اسب و گوسفند وغیرہ متاع کوهی چیزی فصلانہ میدادند، و برعیت آسیبی نمی رسانیدند، و ہر جا لشکر کشی می شد ہمراہی می نمودند.

و چون ولایت سنده بعنایت الہی و باقبال بی زوال حضرت عرش آستانی از دست خانخانان عبدالرحیم فتح یافت، او زیادہ

۱ - بن میرزا عیسیٰ ترخان اول، شہادت بتاریخ ۲۳ رمضان ۵۹۷ (رک تاریخ سند میر معصوم ص - ۲۲۵ و تعلیقات مکلی نامہ، طبع مجلہ مہران).

۲ - رک - برای^۱ تفصیل تاریخ سند میر معصوم ص - ۲۱۲ و بیگلار نامہ خطی ص - ۷۷

از مردم ترخانیان برعیت سندنہ سلوک نمود۔ چنانچہ در بودن مرزا جانی اہل سندنہ بتمام رجوع باو کرد، و هیچ تفرقہ بدل اینہا راہ نگرفت۔ بعد ازان چون مرزا جانی بشرف عتبہ ہوسی حضرت عرش آستانی مشرف شد، ایشان از روی تدبیر سطننت، احوال (۲۸۶ - ۱) سرکار سہوان و بندر لاہری را دریافتہ، از مرزا جانی جدا کردہ، بخالصہ شریفہ نگہداشتند۔ و باقی چہار سرکار را بہ مرزا جانی جاگیر نمودند۔

و الحق کہہ این چنین است، ہر گاہ سرکار سہوان بدست کسی باشد مردم سہتہ سر برداشتہ نمی توانند۔ و مقصود بیگ (۱) از طرف خانخانان درین سرکار حاکم بود۔

عمل بختیار بیگ ترکمان و گذشت او، جاگیر سہوان بہ بختیار بیگ ترکمان (۲) عنایت شد، و او بسیار سپاہی خوب بود۔ چنانچہ شنیدہ می شود کہ بہتر از مردم ترخان، این منک را در ضبط و ربط آورده آبادان کردہ بود۔ و این احشام سندنہ

۱ - وی از ملازمان خانخانان و در فتح سند موجود بود، و بعد از فتح سند اولین صوبہ دار سیوہن شد، و غالباً چند ماہ یا یک سال نجا ماند و بعد او بختیار بیگ رسید۔

۲ - صاحب طبقات اکبری (۳۵۵ - ۲) او را صوبہ دار سیوہن نوشتہ و ازان ظاہر است کہ عمل بختیار بیگ در سال ۱۰۰۱ھ آغاز شدہ و تا ۱۰۰۳ھ انجا بود و درین سال ہمراہ سیر ابوالقاسم نمکین ہراتی فتح سیوی رفت (رک اکبر نامہ ۶۶۶ - ۳)۔

مذکورہ ہر یک را تادیب خوب دادہ در عمل خود آورده
منقاد و محکوم ساخته .

اول : طریق سپاہ پروری^۱ او را بیان کنم . قریب ہزار
سوار (۲۸۶ - ۲) خوب با تردد پُر تہیہ نوکر داشت ، و
پیوستہ در آسودگی^۲ لشکر خود سعی می نمود . چنانچہ شیخ سعدی
رحمۃ اللہ علیہ در بوستان آورده . نظم :

دلاور کہ باری تہور نمود
بباید بمقدارش اندر فزود
کہ بارِ دگر سر نہد بر ہلاک
ندارد ز پرخاش یا جوج باک
سپاہی در آسودگی خوش بدار
کہ در حالتِ سختی آید بکار
کنون دست مردان جنگی ببوس
نہ آنگہ کہ دشمن فرو کوفت کوس
سپاہی کہ کارش نباشد بہ برگ
کجا دل نہد روز ہیجا بدرگ
نواحی^۳ ملک از کفِ بدسگال
بلشکر نگہدار و لشکر بمال
ملیک را بود بر عدو دست چیر
چولشکر دل آسودہ باشند و سیر
بہای^۴ سرِ خویشتن می خورند
نہ انصاف باشد کہ سختی برند

چو دارند گنج از سپاہی دریغ
 دریغ آیدش دست بردن بتیغ (۱-۲۸۷)
 چه مردی کند در صف کارزار
 کہ دستش تمہی باشد از روزگار

دویم : تدبیر سپاہگریش را بتحریر آرم. کہ لشکر خود را قدغن کرده بود کہ سه روزہ آذوقہ عمر کس ہمیشہ موجود پیش خود داشته باشد. چنانچہ اگر خلاف این امر از کسی ظاهر می شد، یک ماہ از علوفہ او وضع می نمود. و چند جاسوس از طرف احشاشات کوشی و سمیجہ اونر دلاسا کردہ نوکر نگہداشته بود، چنانچہ دلہای آنها باوی رام شدہ اخبار مفسدان را بیوستہ خاطر نشان او می کردند. و لشکر حضور خود را ہفت فوج قرار دادہ بود، ہر فوجی بنوبت خود یک روز و یک شب مستعد پیش او حاضر می بود. و نظری داشت و کرہ نای، و ضابطہ بستہ بود کہ ہرگاہ نفیر کردہ سوار شود، همان فوج (۲ - ۲۸۷) نوبتی بہمراہ او سوار گردد، دیگری را امر نبود کہ سوار شود. و ہرگاہ کردتای کردہ سوار شود، مردہ لشکری بتماسی بغیر اشہرت بخشی و جارچی سہ روزہ آذوقہ خودہا را از خوراک و آب برداشتہ سوار شوند. و این نہایت تدبیر سپاہگری ست کہ ہرگز بر اسرار او کسی واقف نمی شد. و الحال، اگر امیری قصد سواری میکند دو ماہ در استعداد سواری می گذرد تا سوار شود.

سیوم: چند سواری او و مردمش در تقریر بیان آرم.
اگرچه سواری بسیار و تردد های بیشمار بر احشامات متمردان
این ملک از وی و از لشکر او بوقوع آمده بود.

اول چون بملک سہوان رسید، شہسوار نام شقدار خود
را بر تپہ سمیجہ اونر من اعمال پرگنہ لا کوت فرستاد، (۲۸۸-۱)
و او در سمیجہ اونر نشسته مالگذاری میکرد. یکروزی مردم
سمیجہ فرصت یافته او را کشتند، و همین کہ بختیار بیگ را
خبر رسید لشکر بہ ہمراہ قوج علی شاملو کردہ بر سمیجہ اونر
کوٹہ اندیش تعیین نمود. چنانچہ روز دیگر لشکر مذکور بر
سمیجہ اونر ریختہ، کس بسیار ازان بدبختان بقتل رسانیدند.
و سرداران ہر چہار طرف سمیجہ اونر با سم پریہ و بودلہ و محمود
و فرید و جیونندہ و جودہ، گاہ در دہن کردہ آمدہ قوج علی را
دیدند. و اوسرہای مقتولان متمردان را در سبدها کردہ، با آن
شش سردار پیش بختیار بیگ بہ سہوان فرستاد. و بختیار بیگ
این سرداران را در قید خود نگہداشت باخر قاسم خان ارغون (۱)
کہ از قبل میرزا جانی بیگ (۲۸۸ - ۲) ترخان در نصر پور (۲)

-
- ۱ - امیر شاہ قاسم، خان زمان، متوفی ۱۳ رمضان ۱۰۹۰ھ -
(رک برای تفصیل بیگلار نامہ خطی و مقدمہ مثنوی چنیسہ نامہ)
۲ - در سال ۱۰۹۲ھ بعد از مرگ پسر خود میرزا شاہ رخ کہ
صوبہ دار نصر پور بود، میرزا محمد باقی پرگنہ نصر پور را در جاگیر شاہ
قاسم خان زمان داد. و بعد ازان سالہای دراز این پرگنہ در تحویل
این خانوادہ ماند.

حاکم بود، بیست و چهار هزار لاری جرمانه سمیجہ قرار داده
 ضامن گشته، سرداران مذکور را از بند خلاص کرد. و بختیار
 بیگ مردم خود را به نصر پور پیش قاسم خان ارغون فرستاد،
 تا زر مذکور سامان کرده بیارند. و مردم سمیجہ از بی بضاعتی
 مسکن خودها را گذاشته، جلاوطن گردیده، در سرکار نصر پور
 رفته ساکن شدند. و پاره مبلغ از جرمانه مذبورہ نقد ادا کردند،
 و تتمہ را خواستند از جنس اسب و شتر و گاو و خر ادا نمایند.
 کسان بختیار بیگ این معنی را بصاحب خود عرضه داشت
 نمودند. بختیار بیگ این حرف را پسند نکرده از دریا عبور نموده
 در قلعه وینجرہ رفته نشست. و از آنجا نوشته بہ قاسم خان
 ارغون (۲۸۹ - ۱) فرستاد کہ بقایا را زر نقد جواب گوید، و الا
 مرا بر سر خود رسیده داند، و مردم سمیجہ کہ رعیت من است
 در ملک خود جای نرهد. چون این نوشته بہ قاسم خان ارغون
 رسید بحیلہ و حیل گذرانیدن گرفت. بختیار بیگ استعداد لشکر
 کردہ روانہ نصر پور گردید، چون بموضع نگر کہ ہم سرحدی
 سرکار مزبور است رسید، و این خبر مسموع قاسم خان ارغون
 گردید، در ساعت و لمحہ بقایای جرمانہ را زر نقد از خزانه
 خود برآورده بمردم بختیار بیگ حوالہ کرد، و عذر خواهی
 بسیار نوشت. و کسان خود بر قوم سمیجہ اونی تعیین نمود،
 تا ہر جا در سرکار نصر پور بیابند برآورده بطرف ملک سہوان
 فرستند، و از ضامنہ سمیجہ اونی ابرا نمود. بعد (۲۸۹ - ۲)
 آن سمیجہ زبون گردیدہ در جا و مقام خودها ساکن شدند. و

شیوہ رعیتی را شعار خودها ساخته دست متمردي و کوتہ اندیشی را قاصر کردند. و بختیار بیگ مراجعت نموده بہ سہوان آمد، و پیوستہ شقدار او، درسمیجہ اوئر نشستہ مثل سائر رعیت از آنها مال متصرف می شد، تا آنکہ زراعتی کہ در دشتها بارانی میکاشتند، آنرا ہم از روی ضبط مال می گرفت.

دیگر رحمان قلی نام غلام چرکس پسر خواندہ داشت، بغایت مردانہ بود، او را با پنجاہ سوار در قصبہ سن نشانده بود. روزی مردم نهمردی آمدہ مواشی سن را برداشتند، و نماز پیشین او را خبر شد. همان ساعت پای کش را پیش کردہ سوار شد، و آن روز و شب تا دو پاس روز دیگر، تعاقب آن روسیاهان (۲۹۰ - ۱) نموده، نماز پیشین بود کہ بآن جماعہ متمردان ملحق شد. و آنها تا سیصد نفر از سوار و پیادہ بودند، مواشی را گذاشتہ بالای کوه سوار شدند. رحمان قلی مواشی را بمردم سن کہ ہمراہ او بودند، دادہ، خود متوجہ کوه شد. و از آنها تا دویست نفر را بقتل رسانید، و سرہای آنها را بریدہ بہ سہوان پیش بختیار بیگ فرستاد. و بعد الیوم، قوم نهمردی در عمل او از تاخت ملک سہوان باز آمدہ گرد متمردي نمی گشتند.

دیگر: مردم ماچی کہ در موضع اکبر آباد می بودند، و رعیتی نمی کردند، آنها را خود سوار شدہ استیصال نمود. و درین باب سابق ہم اشارت رفتہ.

و یک دفعہ بلوچ نوحانی کہ ذکر این بلوچان پیشتر

خواہد آمد، بی ادایٰ کردند، آنها را نیز خود سوار شدہ ہفدہ (۲۹ - ۲) کس از سرداران بلوچان جنگی بقتل رسانید۔ درین میان توتہ نام بلوچی جنگ خوب کرد، چنانچہ چند کس از لشکر بختیار بیگ شہید گردانید، بآخر رحمن قبی تاختہ بران بلوچ رسید و آن بلوچ اسپ رحمن قبی را پی کرد، و رحمن قبی بزمین آمدہ ہر دو باہم پیوستند۔ رحمن قبی اوبچی بود، زخم بلوچ برو کارگر نمی شد، و زخم رحمن قبی بر حرین کارگر شدہ او را مقتول ساخت۔ بعد ازان بختیار بیگ مردہ نوحسانی را باعزاز و اکرام بنواخت و در شاہ کوه کبہ بطرف مواضع پرگنہ حویلی واقع اند، بانہا سپرد، تا خبردار لشکر قوم نهمردی باشند۔

دیگر: موضع خسائی شورہ (۱) و بڈاپور (۲) من معمولات پرگنہ اتر پور (۳) سرکار چاکر ہانہ کہ دران وقت در جاگیر میرزا جانی (۲۹۱ - ۱) ترخان بود، رحمن قبی را با پنچہ جوان حکم کرد کہ رفتہ، مزروعات این مواضع را داخل پرگنہ سن کردہ، متصرف شود۔ رحمن قبی رفتہ در موضع

۱ - این قصبہ بہمین نام نزدیک ریلوی اسٹیشن دیوانگ (خانوت) موجود است۔

۲ - بڈاپور این قصبہ تاکنون موجود و ریلوی اسٹیشن باین نام متصل قصبہ واقع است۔

۳ - اڈر پور، تاکنون این قصبہ موجود است۔

کُمان (۱) من معمولہ پرگنہ من کہ متصل خسائی شوره است، نشسته غلہ ربیع موضع خسائی شوره را بدست آورده، در کشتی‌ها انداخته بطرف سہوان روانہ کرد، و خواست تا مزروعات موضع بدایر نیز بدست آورد. درین ضمن خسرو پیگ کہ از طرف میرزا جانی حاکم تہتہ بود، لشکر تعیینات سرکار چاکرہالہ و سرکار نصر پور را با احشامات این ہر دو سرکار برای جنگ رحمن قلی تعیین فرمود، و این لشکر عظیم مجتمع شدہ در موضع خسائی شوره آمدہ نشستند. رحمن قلی بہ بختیار پیگ عرضہ داشت نمود کہ: (۲۹۱ - ۲) لشکر زور از تہتہ آمدہ، اگر فیل خاصہ را با کومک خوب بمن فرستید یک جنگ با این مردم بکنم. قضا را بختیار پیگ باو نوشت کہ: ای نامرد از دست تو کار نمی آید، از من فیل و کومک میطلبی. چون این نوشتہ بہ رحمن قلی رسید جشن خوب با جوانان کہ ہمراہ داشت کردہ، پرچہای زعفرانی پوشیدہ گفت: فردا توی من است. و چون صبح شد مستعد جنگ گردیدہ بطرف موضع خسائی شوره روانہ گردید، و لشکر تہتہ ہم مکمل و مسلح گردیدہ رو برو ایستادند. درین حال رحمن قلی با پنجاہ جوان خود جلو بران لشکر انداختہ، از میان صف حریف گذشتہ آن طرف ایستاد، و احشامات من کہ ہمراہ رحمن قلی بودند، یک مرتبہ رو بگریز نهادند، و لشکر تہتہ، رحمن قلی را

۱ - این موضع تا کنون موجود است.

(۲۹۲ - ۱) با جماعہ او محاصرہ کردہ، او را با بیست و پنج جوان مقتول ساختند، و بیست و پنج جوان دیگر از جنگ گاہ برآمدہ پیش بختیار بیگ آمدند. و این خبر را بختیار بیگ شنیدہ بغایت متاسف گردیدہ، تعبیه سواری بر سرکار چاکر ہالہ نمود.

درین اثنا ملک بہکر در جاگیر خان اعظم (۱) مرزا کوکہ شد، و او میرزا انور (۲) نام پسر خود را در بہکر فرستاد، و مردم چاندیہ ملک بہکر را تاخت نمودن گرفتند. میرزا انور، حیدر بیگ نام ملازم خود را با جمعیت خوب بر سر قوم چاندیہ فرستاد، و مردم چاندیہ با او روز روشن در میدان، جنگ کردہ شکست دادند، و اسباب و نقارہ او را بتاراج بردند. مرزا انور ازین مقولہ خبر یافتہ استعداد سواری خونہ کردہ بہ بختیار بیگ کس فرستاد کہ او نیز ازان طرف سواری (۲۹۲ - ۲) کند.

بختیار بیگ، بہ میرزا مومی الیہ در جواب نوشت کہ :
من طیّارم، ہر گاہ از آن طرف شما سواری فرمائید، مرا رسیدہ دانید. و جاسوسان را بطرف مردم چاندیہ تعیین کردہ، خبر

۱ - خان اعظم میرزا عزیز کوکہ متوفی (۱۰۳۳ھ) بن خان اعظم شمس الدین محمد خان آتکہ (متوفی ۱۰۹۷ھ) در سال چہل و یکم اکبری (۱۰۵۰-۱۰۵۱ھ) صوبہ داری ملتان یافت (ماترالامرا ۶۸۵ - ۱ شاید دران زمان بکر نیز در جاگیر او دادہ شدہ بود.

۲ - رک بتعلیقات.

تحقیق یافته. وقت پیشین بود کہ از قلعه سہوان نفیر کردہ بطرح شکار طرف کولاب منجر سوار شدہ، یک دو دست مرغابی از باز گیر آمدہ شگون گرفتہ مراجعت نمودہ، نزدیک سہوان پا کروی مزارست، آنجا رسیدہ، از اسب فرود آمدہ چند پروانچہ باحشامات رعیت باسم بہوار و کوریجہ و سمیجہ نوشتہ، بدست چند سوار جلد و تند داد کہ رفتہ احشامات مذکور را گرفتہ، علی الصبح در موضع کونر کوت من اعمال پرگنہ کاهان حاضر شوند. و خود از آنجا نماز دیگر کرہ تا (۲۹۳ - ۱) کشیدہ، سوار شد، و تمام شب یلغر میکرد. صبحش بموضع کونر کوت رسید، و آنجا تمام لشکر او و احشام رعیت تا دوپہر روز جمع شدند. بعد ازان سرداران مردم بہواران را باسم عیسی و موسی و داؤد و جلال را طلبیدہ گفت کہ: تا حال مردم چاندیہ از سواری من خبر ندارند، و من قصد آنها دارم، اگر بعد الیوم آنها را خبر سواری من شد، و آنها گریختند، شمایان را بجای مردم چاندیہ میکشیم. و این ہر چہ سرداران را بہمراہ، راہبر کردہ پیش کرد. و در وقت زوال از آنجا سوار شد، و آنروز و شب آیندہ قترہ کردہ، صبحی بود کہ بر سر مردم چاندیہ ریخت. آنها پیش دویدند و دلیرانہ بجنگ شدند، دانستند کہ مثل لشکر سابق از بہکر لشکری آمدہ. (۲۹۳ - ۲) درین ضمن معلوم کردند کہ این بختیار بیگ ترکمان است کہ از سہوان رسیدہ، و مراسمہ شدند. و بہر طریق جنگ خوب در میان اینہا واقع شد، و چاندیہ

ہزیمت خورد، و کس بسیار ازان بد بختان بقتل رسید، و اسیر کثیر بدست افتاد. و ازینجا چند سر از سرداران چاندیہ و چند بندی بدست کس خود داده، بہ مرزا انور فرستاد.

هنوز میرزا در تعبیه لشکر بود کہ سرہای مردم چاندیہ و بندیان آن متمردان بنظر او گذشت. و ازان تاخت، مردم چاندیہ چنان زبون شدند کہ شتدار خود را در میان آنها گذاشت، و تا عمل او بود، از آنها سال زراعت مثل رعیت دیگر می گرفت. و عمل بختیار بیگ در سہوان تا شفت سال (۱) بود، و برعیت غلہ بخشی قرار کردہ بود، نصفانصف (۲۹۴ - ۱) و در بعض جاہا از قرار، سیوم حصہ و چہارم حصہ و پنج دوی فقط ہم، غلہ بخشی می نمود. و حاصل یک فصل ربیع در عمل او بہ ہشتاد ہزار خروار غلہ رسیدہ بود، سوای وجوہ سبز بری و غلہ خریف. و بہ زمیندار این ملک سوای این قدر کہ رعیت اند، دیگر آشنائی برای توجیہت ظلم نداشت. و ہر کس را بحد او برابر نگہ می داشت، چنانچہ یک، بر دیگر غالب نمی شد. و انعام اربابان و مقدمان از سال خود جواب می گفت، و رعیت را تصدیع نمی داد. و این طریق عمل نہایت سوجب آبادانی میشود. از برای آنکہ، در غلہ بخشی چنانچہ قطعہ یک رعیت غریب در عمل می آید، همچنان قطعہ

۱ - بختیار بیگ در سال ۱۰۰۱ ہ بہ سیوستان آمد، و شفت سال تا حدود سال ۱۰۰۲ آنجا ماند.

ارباب و مقدم و قانون گوی در عمل می آید، و ستم شریکی نمی شود، و در ضبط قطعهای خود را مردم ارباب و مقدم و قانونگویی وقت (۲۹۴ - ۲) توجیه از میان می بر آرند، و مال آنها را بر زراعت رعیت غریب زیاده کرده، توجیه می کنند. و این معنی موجب ستم شریکی است. مگر چگونه عامل فهمیده سنجیده باید تا حافظ این شیوه نامتوده مردم ارباب و مقدم و قانونگویی بوده، عمل ضبط را از روی حق و حساب پیش برد. چنانچه چند کلمه در باب میر معصوم بهکری سابق مذکور شد. و نیز در عمل غله بخشی زمینهای کم حاصل را هم رعیت مزروع می کند، و زمینهای پُر حاصل را بطریق اولی و در عمل ضبطی زمینهای پر حاصل که از عهده ضبط بر آیند میگرد، و کم حاصل را می گذارد. و بهم فلعه سیوی بحکم حضرت عرش آشیانی، با جمعیت درست بهمراه پیر غلام بود (۱)، و بخدمت قندهار با ابا بیگ پسر خورد خود را با سیصد سوار (۲۹۵ - ۱) خوب فرستاده بود (۲).

مقصود آنکه در عمل بختیار بیگ هم ملک سهوان در ضبط و ربط آمده آبادان و معمور بود. و هم لشکری

۱ - این کمک به سیوی در سال ۱۰۰۳ هـ فرستاده شده بود.

۲ - در سال ۱۰۰۳ هـ بعد از فتح سیوی بر قندهار نیز لشکر کشی شد، و میر معصوم بهکری از سیوی بآنطرف رفت ممکن است ابا بیگ نیز همراه او از سیوی رفته باشد.

بقوت (۱) این ملک، بخدمت ملک دیگر بکار بادشاہی می آمد. و از ضابطہ او تمام احشامات ملک بہکر و ملک تہتہ در ترس و لرز می بودند. و از حضرت عرش آشیانی ملاحظہ تمام داشت، چنانچہ ہر کاری کہ میکرد از بیع و شرا و توجیہ مال واجبی رعیت باتفاق قاضی و مفتی شہر میکرد، تا بکسی ستم نرسد. و ہمین است معنی رفاہیئت رعیت و خرابی متمردان. واللہ اعلم بالصواب.

و چون بختیار بیگ بیمار شد و بیماریش روز بروز بہ تزیاد کشید، پسرانش ہر یک عبدالرحمن و بابا بیگ، سرداران مردم پھوار را در قعہ سہوان بند نمودند، مگر یک (۲۹۵ - ۲) بہاؤ الدین پھوار بیرون بود. درین اثنا وقتی کہ غلہ ربیع درو شد بختیار بیگ جان بحق تسلیم کرد (۲).

عمل اجارہ کوریا ہندو و آن فصل را کوریا ہندو از درگاہ، اجارہ کردہ بہ جیسر ہندو کہ دران وقت در عمل قانونگوئی سہوان گماشتہ او بود، سپرد، تا عمل بکنند. درین میان احشام سمیجہ وقت یافتہ خواستند تا مردم پھوار و کوریجہ کہ رعیت

۱ - در نسخہ (پ) از اینجا ورق ۲۲۳ تا ۲۲۸ از بین رفتہ است.

۲ - تاریخ وفات دستیاب نشد، قرین قیاس است کہ بعد از ہفت

سال (۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵) در سال ۱۰۰۸ ہ این دنیا را بدرود کردہ باشد.

پاک اند، از میان بردارند. و هر جا سمیجہ بود خواه در ملک بہکر و خواه در ملک سہوان، برای دفع قوم پھوار و کوریجہ کمر ہمت بر بستند. چنانچہ این روی آب سمیجہ موضع لاکیار من معمولہ ملک بہکر آمدہ، موضع بنہن (۱) من معمولہ پرگنہ کاهان را کہ تعلق بہ سہوان داشت، آتش دادہ سوختند، و آنچه یافتند غارت کردند. و همچنین سمیجہ (۲۹۶ - ۱) موضع کانہری (۲) من اعمال پرگنہ کاهان، موضع سامتانی (۳) را من معمولہ پرگنہ مذکورہ کہ مسکن بہاؤالدین پھوار است، آتش دادہ، تاراج نمودند. و سمیجہ اونر آنروی آب، مواضعات مردم کوریجہ و پھواران را از پرگنہ جینیجہ تاخت نمودند، و فساد کلی در ملک سہوان بظہور رسید. لاعلاج، مردم پھوار و کوریجہ مجتمع شدہ قرار دادند کہ اول جنگ بہ سمیجہ اونر نمایند کہ اصل اند. در فساد سمیجہ، اگر حق تعالی فتح داد فہا، و اگر نہ جلا وطن گردیدہ بملک تہتہ بروند.

باین قرار داد چہار پنج ہزار سوار و پیادہ از مردم پھوار و کوریجہ از دریا گذشتہ در موضع بہری (۴) من اعمال پرگنہ جینیجہ استقامت کردند، و جیسر ہندو نیز با جمعیت خود باینہا

۱ - سندی، بہن.

۲ - کانہری تاکنون در ضلع دادو موجود است.

۳ - سہیتانی - تاکنون در ضلع دادو موجود است.

۴ - سندی، بہری

ملحق گردید. و ازان جانب سمیجہ اونر با پنج شش ہزار سوار (۲۹۶ - ۲) و پیادہ آمدہ در موضع کجیرہ (۱) من اتمال پرگنہ مذکورہ، قرار گرفتند. بآخر مردم پھوار و کوریجہ کنگش برین دیدند، کہ پیش دستی کردہ خودہا را بر لشکر سمیجہ بزنند، و شبشب مکمل گردیدہ بہا الدین پھوار را با مقصد سوار بقحی (?) نمودہ روانہ مقصد گردیدند. و از آن طرف سمیجہ نیز ہمین مصلحت نمودہ، دران شب سوار شدند. ہمین کہ صبح صادق رسید لشکرہا با ہم پیوستند و جنگ عظیم مابین این احشامات واقع گردید، و کس بسیار از طرفین مقتول گشت، کہ نسیم فتح بظرف رعیت بادشاہی وزیندن گرفت، و بہا الدین پھوار کہ بقحی بود، بوقت رسید و پیریہ نام سردار سمیجہ اونر کہ مادہ فساد و فتنہ درین معامہ او بود، از دست بہا الدین کشتہ گردید، و شکست ہمردہ سمیجہ روی داد (۲۹۷ - ۱) و رعیت بفتح و فیروزی مراجعت نمودہ در جا و مقام خودہا ساکن شدند.

عمل خواجہ نورالدین کرووری. و در ابتدای فصل خریف خواجہ نورالدین کرووری را بر ملک سینوان فرستادند، و او تیمور بیگ نام برادر زادہ خود را با مقصد سوار بر ممیجہ اونر فرستاد، تا بقایای فصل ربیع گذشتہ را سامان کند، و فصل حریف حال را تحصیل نشاند. تیمور بیگ رفتہ در قلعہ ویجرہ نشست، و

۱ - کجیر و تا کنون در سورہ (خلع نواب شاہ) موجود است.

سمیجہ در میان کولاب سونہری کہ اطراف و جوانب آب داشت و در میان خشک بود، جمعیت کردہ نشستند. و از بقایای فصل ربیع گذشتہ، جنس اسپ و شتر و گاؤ میدادند، و در بہا چنانچہ قاعدہ آن بدبختان است، زیادہ می کردند. تیمور بیگ این معنی را پسند نکرده بر سمیجہ سواری نمود، چون نزدیک بکولاب سونہری (۲۹۷ - ۲) رسید دہکی از سمیجہ پیش راہ او آمد، مردمش بتاراج مشغول شدند. درین ضمن از پیش رویش گردی برآمد، تیمور بیگ پرسید کہ این چگونه گرد می نماید؟ بعضی گفتند گردباد است، بعضی گفتند غنیم است. در ہمین گفتن سمیجہ ظاہر گردید، و تیمور بیگ در اول حال قدم ثبات نداشته جلو گردان شد، و ہزیمت در لشکر او افتاد، و کس بسیار از لشکرش کشتہ شدند و اسپان و سلاح آنها را سمیجہ بتاراج بردند. و در آن روز قوتی بمردم سمیجہ اونر بہم رسید، و تیمور بیگ جلو ریز خود را بقلعہ و بجرہ رسانیدہ متحصن گردید. و سمیجہ آمدہ اطراف قلعہ را محاصرہ نمودند، و غلہ ہای جواری خریف خودہا را و از رعیت ہر جا دست رسید، متصرف شدن (۲۹۸ - ۱) گرفتند.

خواجہ نورالدین، مانک ہندو ولد گہوریہ ہندو را کہ از طرف پدر خود، در پرگنہ کاهان حاکم بود، و قانون گوئی این ملک نیز تعلق باو داشت، جمعیت خود و احشام رعیت ہمراہ کردہ بکومک تیمور بیگ فرستاد. چون او از دریا عبور کرد، سمیجہ محاصرہ قلعہ را گذاشتہ، بطرف تلہا جیسلمیر رفتند،

و مانک ہندو بہ تیمور بیگ ملحق شدہ تاکنار تلہا تعاقب سمیجہ نمود، اما چیزیں بدست نیفتاد۔ و از آنجا تیمور بیگ مراجعت نموده بہ سہوان آمد۔ و از دست خواجہ نورالدین کاری نتوانست شد، و ہمین است معنی خرابی رعیت و قوت گرفتن متمردان۔

عمل شیخ موسی گیلانی۔ و گذشت عمل او، ملک سہوان را در جاگیر شیخ موسی گیلانی دادند۔ و او جان محمد نام (۲۹۸ - ۲) پسر خود را برین ملک فرستاد۔ و جان محمد جمعیت با خود نداشت، عمل او درین ملک بغایت زبون نشست۔ چنانچہ در عمل خود تا یک کرومی از قلعہ بیرون برآمدہ بشکار نمی توانست رفت، چہ آنکہ بر متمردان سواری نماید۔ و در زیر قلعہ درون شہر، دزدان مردم را می کشتند، چہ آنکہ در سرحدہا۔ و ہمین است معنی ویرانی ملک و قوت متمردان۔

عمل قرہ بیگ۔ و از تغییر او، قرہ بیگ این ملک را جاگیر یافت و او نیز عاملان خود را درین ملک فرستاد۔ و در میان مردہ قرہ بیگ و جان محمد در بازار شہر سہوان جنگ شد، و شدتدار قرہ بیگ، آقہ محمد نام از دست مردم جان محمد کشتہ شد۔ بآخر مردم قرہ بیگ بر سر جان محمد زور آوردند و جان محمد در قلعہ در آمدہ قلعہ بند شد، مدتی در قلعہ محاصرہ بود، (۲۹۹ - ۱) بآخر یک شب از طرف دریا قلعہ را شکاف کردہ برآمدہ بدر رفت۔ و عمل مردم قرہ بیگ نیز زبون بود، و ہمین معنی موجب

فساد ملک است. و درین سہ عمل مذکور مردم متمرّد قوت تمام گرفتند و رعیت از حد متجاوز زبون و خراب شد. از برای آنکہ، آنچه رعیت در دهنہ متمرّدان بودند از سبب تاخت آنها خراب شدند، و آنچه بدست جاگیرداران افتادند از توجیہات باطلہ آنها خراب تر و ضایع تر شدند. و نیز چون زمین داران این ملک قوت لشکر جاگیر داران را ندیدند، عداوت سابق را در میان خودہا تازہ نمودہ، باہم جنگ کردہ، یک دیگر را ویران ساختند، و بنہجی این ملک ویران شد. چنانچہ در افسانہا مردم ہند می گویند کہ فلان کس بشہری ویرانی رسید (۲۹۹ - ۲) کہ یک "راکسی"، مردم آن شہر را خوردہ ویران کردہ بود. و ہیچ "راکس" بدتر از عامل ظالم نیست.

عمل پدر مرحوم دفعہ اول. و از تغییر قرہ بیگ ملک سہوان را سواي پرگنہ کاهان و جُنِیجہ و نصف پرگنہ خطہ، از تغییر بہکر (۱) در جاگیر پیر غلام دادند. و چون پیر غلام درین ملک رسید، ملک برہم خوردہ ویرانی را دیدہ، قانونگویان را طلبیدہ گفت کہ: مواضع ہر پرگنہ را بہ تفصیل نوشتہ بدهند کہ در ہر پرگنہ چند موضع است، و ازان جملہ چند موضع آبادان، و چند موضع ویران است. و این کاغذ را بدست گرفتہ

۱ - میر نمکین غالباً در حدود سال ۱۰۰۸ھ یا ۱۰۰۹ھ بہ سیوستان آمد، و تقریباً یک سال و چند ماہ کم و بیش عرصہ، عمل گوریہ، عمل نورالدین، عمل موسی گیلانی، و عمل قرہ بیگ باشد.

مردم رعیت مواضعات ویران شده را، از ہر جا تجسس و تفحص نموده آورده در جا و مقام آنها نشانند، و دلاسی غلہ بخشی نامساعدت و تخفیف حصہ ہر یک را نوشتہ داد، (۳۰۰ - ۱) و حرف ہیچ غرض گوی را از مردم چغل در حق رعیت بسمع نیاورده، و تہانہای مستحکم در سرحدہای این ملک گذاشت، و همچنین شقدار بر تپہ سمیجہ اونر نیز تعیین کرد. چنانچہ در سال اول این ملک رو بآبادانی آورد، و ہر جا ستمردی بود، گردن انقیاد داشتہ مالگذاری کردن گرفت.

یک دفعہ بایزید نام خدمتگر او نہ شقدار پرگنہ سن بود، یک روزی مردم سمیجہ اونر نماز دیگری آمدہ مواشی مردم لاکہ را از موضع کججراں (۱) کہ مقابل سن است، ہمین دریا در میان است، تاختند. بایزید مذکور از روی غیرت تحمل نکرده بغیر جمعیت، تنہا با اسب خود در یک زورق سوار شدہ آنروی آب رفتہ در میان مردم سمیجہ افتاد. آن بد بختان (۳۰۰ - ۲) اسپش را پسی کردہ، او را بدرجہ شہادت رسانیدند. و این خبر چہار گری روز برآمدہ بود کہ بہ پیر غلام رسید. عمان ساعت خود سوار شد، و خانہ زادان پیش از گذشتن او از دریا، خودہا را با جماعہ سپاہ بمواضعات سمیجہ رسانیدند، و جمعی

۱ - این موضع کہ اکنون بنام **کججراں** معروف است از موضع سن ۱/۲ - ۱ میل دور و بآنطرف دریا متصل بحراب پور است. و در آنجا درگہ یک عابدہ، معروف "بہائی رونیجہی رانی" است، کہ مرجع خلائق است.

ازان بد بختان کشته، سرہای آنها را بریدند. و جمعی باسم دنی پسا (۱) و طیب و فرید سرداران آن روسیاهان آمدہ دیدند. و این جماعہ را با سرہای مقتولان گرفتہ پیش پیر غلام آوردند، و او نیز از دریا عبور کردہ بموضع مہران، کہ داخل پرگنہ خطہ است دیرہ دادہ نشستہ بود. صباحش باقی ماندہای سرداران سمیجہ نیز گاہ در دهن کردہ آمدہ، پیر غلام را ملازمت نمودہ چند دختر خود را با جرمانہ خوب گذرانیدند (۱ - ۳۰۱).

ثانی الحال یک قلعہ مستحکم در موضع ویجرہ کہ ناف مسکن آنها ست، و قلعہ دیگر در موضع دیہ کنار دریا کہ داخل پرگنہ حویلی است، ساختہ، تہانہای مستحکم نشانہ. و بعد الیوم در عمل او سمیجہ اوئر متمردي نکردند، و مثل مائر رعیت مالگذاری می نمودند.

و دفعہ دیگر مردم سمیجہ تیبہ ساکن پرگنہ باغبانان، کہ در صدر متمردي آنها ذکر یافتہ، بہمراہ مردم چاندیہ متفق شدہ قدم در سرکشی نهادند. پیر غلام خود سوار شدہ رفتہ در میان مواضع مردم تیبہ کہ کندہ کوت و چین (۲) و پیستہ (۳) باشند، نشست. و فصل خریف کہ بغایت خوب شدہ

۱ - این نام شاید "تٹی بخش" یا "تٹی پرتو" باشد،

چرا کہ "دنی پسا"، در سندی معنی نہ دارد و نہ مروج است.

۲ - چنی تا کنون موجود است در ضلع دادو.

۳ - پیٹو تا کنون موجود است در ضلع دادو.

بود حسب المدعا در عمل آورد. و مردم تیبہ و چاندیہ ہمہ آمدہ او را دیدند و مطیع و منقاد گشتند. و دیگر متمردي در (۱ - ۳ - ۲) عمل او نمودند و مالگذاري می کردند.

و دفعہ دیگر مردم نهمردی آمدہ مواشی مواضعات پرگنہ حویلی سہوان را تاختند. قلی جان نام جوان کہ تہانہ دار موضع تیری (۱) بود، با جماعہ خود برآمدہ تعاقب متمردان نمودہ رسید. و مواشی را از دست آن بد بختان خلاص ساخت و جنگ خوب در میان اینہا واقع شد، بعنایت الہی و باقبال بی زوال بادشاہی، متمردان شکست خوردند. و کس بسیار از آنہا بقتل رسید، و تادیب مناسب یافتہ، دیگر شیوہ متمردي باین سکر نمودند. و جمیع سرداران آنہا آمدہ پیر غلام را دیدند، و قول گرفتند. چنانچہ ہمیشہ کاروان آنہا با چہار پنج ہزار شتر در شہر سہوان آمدہ، خرید و فروخت متاع کوهی می کرد، (۱ - ۳ - ۲) و ازینجا غلہ وغیرہ بملک خود می برد، و بارہ پیشکش از قسم شتر و گوسفند نیز قرار دادند کہ ہر فصل می رسانیدند.

و چون سیرزا جانی فوت شد (۲)، سیرزا غازی پسر او در تہتہ بود، برای تسخیر او معبد خان (۳) را حضرت عرش آشیانی

۱ - نیرتھی تاکنون این موضع در سیوستان موجود است.

۲ - ۲۷ رجب ۱۰۰۹ھ

۳ - رک بتعلیقات.

ملک بہکر و ملک سیوی جاگیر دادہ فرستادند، او آمدہ در پرگنہ دربیله نشست. و پیر غلام را فرمان صادر (۱) شد کہ خود رفتہ میرزا غازی را سزاوی کردہ از تہتہ برآوردہ بحضور فرستد. بنا بران او استعداد لشکر خوب کردہ، حسب الحکم می خواست پیش از سعید خان خود را بہ تہتہ رسانیدہ میرزا غازی را سزاوی نمودہ بجانب دارالخلافت آگرہ برآرد. چنانچہ تا نصر پور کہ ناف ملک تہتہ است، رفت. و میر عطاء اللہ مشہدی را از ملازمان خود کہ در فضیلت شعر و خط دخل تمام داشت، ایلچی کردہ پیشتر فرستاد، کہ این خبر را میرزا (۲ - ۳۰۲) غازی شنیدہ در جواب نوشت کہ: من حکم حضرت را قبول دارم، شما برگشتہ روید، و من در تعاقب شما می آیم. و پیر غلام مراجعت نمودہ بہ سہوان آمد، و متعاقب او میرزا غازی نیز رسید، و پیر غلام او را ہمراہ کردہ پیش سعید خان آورد. و از انجا ہر سہ باہم متفق شدہ روانہ دارالخلافت آگرہ شدند (۲). و چون بعتبہ بوسی حضرت عرش آشیانی مشرف گشتند، صوبہ قندھار را بہ پیر غلام قرار دادند،

۱ - از اکبر نامہ معلوم میشود کہ این فرمان در سال (۳۷۰) اکبری یعنی (۱۰۱۱ھ) صادر شد، در وقائع این سال ابوالفضل نوشتہ است کہ:

”با ابوالقاسم نمکین فرمان نافذ گشت کہ میرزا غازی را با خسرو خان غلامی کہ معتمد اوست روانہ درگاہ والا سازد (۸۱۶ - ۳).“

۲ - رک بتعلیقات.

کہ از تغییر شہ بیگ خان باو حوالہ نمایند، و ملک بہکر و سیوی و سہوان را بوی تنخواہ کنند۔ درین میان حضرت عرش آشیانی شنقار شدند (۱)، و نوبت دولت شاہی بحضرت جنت مکانی رسید۔

عمل سردار خان۔ حضرت ایشان توختہ بیگ خان (۲) را از صوبہ داری کابل تغییر نموده (۳ . ۳ - ۱) بخطاب سردار خانی سرفراز کردہ ملک بہکر و سیوی و سہوان را در جاگیر وی مرحمت نموده، خدمت صوبہ قندھار را بجای شہ بیگ خان باو مقرر داشتند۔ و پیر غلام را بحکم جلال آباد تعیین فرمودند۔ ہمین کہ سردار خان بنواحی ملتان رسید، شہ بیگ خان را لشکر شاہ عباس آمدہ در قنعہ قندھار قبیل داشت، و بسماع این خبر حضرت جنت مکانی، میرزا غازی و قرہ بیگ را با جمعہ احدیان نیز تعیینات قندھار نمودند، و این لشکر آمدہ بہ سردار خان ملحق شدہ یکجا روانہ قندھار شدند۔ در اثنای رہ قرہ بیگ فوت شد، و میرزا غازی و سردار خان با جمعیت بہ قندھار رسیدند، و لشکر شاہ عباس تاب و طاقت جنگ لشکر چغتیه نیاوردہ (۳ . ۳ - ۲) براہی کہ آمدہ بود برگشتہ رفت (۳)

۱ - ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۱۳ھ : ۲۵ اکتوبر ۱۶۰۵ء ()

۲ - رک بتعلیقات .

۳ - رک بتعلیقات .

و بہ میرزا غازی فرمان طلب آمد (۱)، و صاحب صوبگی قندھار بہ سردار خان برحال ماند (۲)، و درویش بیگ نام ملازم سردار خان در سہوان حاکم بود. او باتفاق مانک ولد گوریہ جمعیت کردہ، بر سمیجہ سوار شدہ رفتہ، در موضع دیراون نشست. یک شبی سمیجہ فرصت یافتہ بر لشکرش شبخون آوردہ، قریب پانصد کس از لشکر او بدرجہ شہادت رسانیدند. مانک دران شب قدم ثبات داشتہ استادگی خوب کرد، صباحش درویش بیگ نتوانست در آنجا استقامت نمود، و برگشتہ بہ سہوان آمد، و سفر آخرت گزید. و چون این خبر از نوشتہای واقعہ نویسان بسمع حضرت جنت مکانی رسید،

عمل پدر مرحوم دفعہ ثانی . باز تغییر سردار خان، ملک (۳۰۳-۱)

سہوان را در جاگیر پیر غلام (۱) مرحمت کردند. و دران وقت تہانہ باجور حوالہ^۱ او بود، و از انجا این خانہ زاد راقم حروف را پیشتر با جمعیت خوب بہ سہوان فرستاد، و متعاقب خود نیز رسیدہ آمد، و ملک ویران برہم خوردہ را دیدہ، باز درپتی دلاسا^۲ رعیت پر ریختہ شدہ ملک را فراہم آورد. درین اثنا^۳ سردار خان

۱ - رک بتعلیقات.

۲ - رک بتعلیقات.

۱ - میر نمکین در ماہ صفر ۱۰۱۶ھ تہانہ دار باجور مقرر شد، و بعد از ہشت ماہ در رمضان ۱۰۱۶ھ دوبارہ صوبہ داری سیوستان باو تفویض شد. (رک - تذکرہ امیر خانی از راقم الحروف)

در قندھار جان بحق تسلیم کرد (۱)، و میرزا غازی را بجای او به قندھار فرستادند (۲) و پیر غلام را نیز بہمراہ میرزا غازی نوشتند کہ بہ قندھار برود. پیر غلام از سہوان برآمدہ حسب الحکم در بہکر رفتہ میرزا غازی را ملاقات کرد. درین ضمن چون در عملہای سابق مردم لاکہ را سمیجہ اونر مخدول العاقبت زدہ و تاراج کردہ، ملکہای آنها را در تحت (۳.۴ - ۲) خود بردہ بودند، بنا بران جماعہ از مردم لاکہ بدربار عالم مدار مستغاثی شدہ، فرمان حضرت جنت مکانی بنام پیر غلام حاصل کردہ آوردند، باین مضمون کہ: ملک مردم لاکہ را از دست سمیجہ بدبخت گرفتہ بمردم لاکہ بدہد، و سمیجہ را تادیب خوب نماید کہ ازین شیوہ متمردی منزجر شوند. و اگر از عہدہ این خدمت نمی تواند برآمد، بدرگہ والا عرضداشت کند، کہ بجای او دیگری را باین خدمت تعیین کنیم، تا حق مظلوم را از دست ظالم گرفتہ و جدا کردہ حوالہ مظلوم نماید.

الغرض، او را دو حکم ازین قسم در یک حال رسید کہ، ہم بہمراہ میرزا غازی بہ قندھار برود، و ہم قوم سمیجہ اونر را تادیب خوب کردہ، ملک مردم لاکہ را کہ بغصب و عنف گرفتہ اند، ازان (۳.۵ - ۱) بدبختان گرفتہ بمردم

۱ - سردار خان قبل از ۱۰ رمضان ۱۰۱۶ھ فوت شد (رک

تذکرہ امیر خانی از راقم الحروف).

۲ - رک بتعلیقات.

لاکھ سپارد. و ملک سہوان ویران با آن دو نیم پرگنہ جید صاحب جمعیت ازین ملک در تنخواہ جاگیر او نشدہ. پیر غلام میخواست برادر ابوالبقا را با جمعیت خوب بہمراہ میرزا غازی دادہ خود بچہ تنبیہ قوم سمیجہ اونر در سہوان باشد. مرزا غازی قبول نکرد و گفت: شما بجای پدر من آید، ہمراہ من باشید کہ مرد دانا کار کردہ رسائید، یک مرتبہ مرابہ قندہار رسائیدہ در ضبط و ربط ملک قندہار بامن شریک بودہ باز بجای خود بیایند. پیر غلام لا علاج ہمراہ چہار صد پانصد جوان مغل قدیمی، رفاقت مرزا غازی را اختیار کرد، و برادر ابوالبقا را بجای خود در سہوان گذاشت، و فرمان بدست او داد کہ: آنچه از دست تو (۳۰۵ - ۲) بیاید بقوم سمیجہ روسیاه بکن، و حق مردم لاکھ را از آنها گرفتہ باز بمردم لاکھ بدہ. برادر مذکور رو بہ مرزا غازی کردہ گفت کہ: ہر گاہ قوم سمیجہ را قافیہ تنگ می گردد، در سرکار نصر پور کہ تعلق بہ شما دارد، بواسطہ نسبتہای اینہا بجماعہ قاسم خان ارغون می در آیند، درین باب فقیر را چہ می فرمائید؟ مرزا غازی در جواب گفت: ہر گاہ فرمان بر این مضمون آمدہ کہ سمیجہ را تادیب خوب کردہ شود، ہر جا آن بد بختان در آیند شما تعاقب آنہا کردہ بقتل رسانید، و اہل و عیال آنہا را اسیر گردانید و مال و مواشی را بتاراج برید. برادر موسی الیہ گفت: پس درین باب دو کلمہ بمن نوشتہ بدہید، تا ثانی الحال حرف بر من نیاید. مرزا غازی فی الحال مضمون صدر (۳۰۶ - ۱) نوشتہ و مہر

کرده بدست برادر مذکور سپرد، و خود پیر غلام را همراه کرده متوجه قندهار گشت (۱).

و برادر مسطور از بہکر شدہ عازم سہوان گردید. در اثنای راہ چون بہ پرگنہ^۱ جنیجہ رسید، و آن پرگنہ در جاگیر مرزا غازی بود، عاملان مرزا موسی الیہ آمدہ مستغاثی شدند کہ: مردم سمیجہ بسکیہ کہ در موضع کجیرہ می باشند، متمرکزی می کنند و مالگذاری نمی نمایند. بنا بران از همان جا قصد موضع کجیرہ نمودہ یلغر کردہ بر سر کجیرہ رسید. مردم بسکیہ اول خندق مضبوط گردان موضع کنندہ خار بندی نمودہ بودند. درین ضمن جنگ تیر واقع شد، اکثر مردم سپاہ و دو اسب برادر موسی الیہ، درین جنگ زخمی شدند، باخر خار بندی را شکستہ درون در آمد (۲ - ۳ - ۶) و پارہ^۲ را از آن بد بختان بقتل رسانید. دیگر سرداران گاہ در دهن کردہ آمدہ او را دیدند، و او آنها را بدست عمال مرزا غازی سپردہ خود بہ سہوان رسیدہ، استعداد سواری سمیجہ اونر نمودہ، از دریا عبور کرد.

بمجرد گذشتن او از دریا، قوم سمیجہ متفرق شدہ رو بفرار نهادند. بعضی بطرف تلہای ریگ جیسل میر رفتند.

۱ - عمل دیگر میر نمکین از شوال ۱۰۱۶ تا رجب ۱۰۱۷

بود، و در اواخر رجب ۱۰۱۷ همراه مرزا غازی بطرف قندھا روانہ شد. (رک - تذکرہ امیر خانی)

و بعضی در سرکار نصر پور درآمدند . و برادر موسی الیہ تعاقب آن بدبختان نموده بموضع ہالہ کنڈی کہ داخل سرکار نصر پور است ، رسیدہ خبر یافت کہ ، طالب یک سردار سمیجہ اونر با جماعہ خود از آب سانکرہ گذشتہ ، بجانب تلہای نصر پور میروند ، کہ از همان جا یلغر در پی او نموده خود را رسانید ، و طالب سمیجہ را فرصت رسیدن تلہای (۱ - ۳۰۷) ریگ نصر پور نشد . قلعہ بود " صد گر " (۱) نام ، کہ شربیک (۲) داماد قاسم خان ارغون در آنجا می بود ، دران قلعہ با جماعہ خود در آمدہ متحصن گردید و برادر موسی الیہ آمدہ بقلعہ مذکورہ چسپید . از درون قلعہ حربہ تیر و توفنگ و توب کردند ، لشکر بادشاہی یک ضرب مردم قلعہ را برداشتہ ، فیل در پیش کردہ ، بدروازہ قلعہ دویدند ، بعنایت الہی و باقبال بی زوال بادشاہی دروازہ قلعہ را فیل شکستہ درون درآمد ، وجوانان در عقب او ، و قتل سمیجہ مخذول العاقبۃ در میان قلعہ روی داد . چنانچہ قریب ہزار و دوست کس از قوم سمیجہ با طالب مذکور بقتل رسید ، و فتح خوب مناسب محصل گشت .

و از آنجا مراجعت نموده ملک سمیجہ (۳۰۷ - ۲) اونر را از سابہ و وینجرہ و کاترہ (۳) و دیراون و جانرہ زیر کردہ مستقبل قلعہ سہوان از گذر مندیبھی از دریا گذشتہ بہ سہوان آمد .

۱ - صید گر - پ .

۲ - رک بتعلیقات .

۳ - این موضع بہ کائیڑی معروف و موجود است .

و از انجا کہ بد ذاتی و بد نهادی این قوم است ، باز آمده پرگنه خطه را تاختند . و برادر مذکور دفعه دیگر از سہوان طرح دادہ ، بہ بہانہ سواری مردم سمیجہ تیبہ کہ در پرگنه باغبانان می باشند ، روانہ گردید . ہر گاہ بہ قصبہ پاتر رسید ، نماز پیشین بود کہ از گذر مہرہ من اعمال پرگنه مذکورہ عبور کردہ ، نماز شام بر سمیجہ اونر تاخت نمود . و آن شب و روز دیگر و شب آیندہ کنار دشتہای جیسلمیر گرفتہ یلغرمی کرد . صبحی بود کہ بر موضع دیراون قریب شصت کرہہ راہ را طی کردہ افتادہ ، قریب پانصد کس از سمیجہ اونر (۳۰۸ - ۱) بقتل رسانیدہ بند بسیار بدست آورد ، و مال و مواشی بی عد از آنها در تصرف خود در آورد . و از انجا کوچ کردہ بموضع کجران آمد . و مردم لا کہ التماس نمودند کہ قلعہ برای آنها دران موضع ساختہ بدہد ، وتہانہ مستحکم دران قلعہ نشانند . حسب التماس مردم لا کہ قلعہ خوب در موضع مذکور انداختہ ، جہانگیر آباد نام نیادہ ، فتح علی نام از قدیمان پیر غلام با جمعیت خوب دران قلعہ تہانہ دار گذاشتہ ، خود بہ سہوان آمد .

و چون خبر مراجعت برادر مذکور در نصر پور بہ قاسم خان ارغون رسید ، از روی خجالت شکستن قلعہ صیدگر (۱) ، جیندائی و فتحی نام پسران خود را ، با سمیجہ اونر و مردم

۱ - آثار این قلعہ در توابع نصر پور موجود است .

سہودہ قریب یک ہزار سوار و دو ہزار پیادہ جمع کردہ ،
 بر قلعہ 'جہانگیر آباد فرستاد۔ ہرگاہ (۳۰۸ - ۲) این لشکر
 بنواحی 'قلعہ' جہانگیر آباد رسید ، ابراہیم نام افغان برای
 شکار بیرون بر آمدہ بود ، این حال را مشاہدہ نمودہ ، تاختہ
 رسیدہ ، خبر بہ فتح علی رسانید . او فی الحال جماعۃ برق
 اندازان و تیر اندازان را بر قلعہ سوار کردہ ، تورک نمودہ ، خود با
 جمعیتی کہ ہمراہ داشت ، از قلعہ بیرون بر آمدہ مابین خار بندی
 و خندقِ قلعہ ایستادہ شد . و لشکر مذکور آمدہ بقلعہ دوید
 کہ از با لای قلعہ بہ تیر و توفنگ گرفتند . حق تعالی راست
 می آرد ، و بضر ب اول دہ پانزدہ جوانی کہ پیش تاختہ
 بودند ، ہمہ افتادند ، و لشکر غنیم قدم ثبات نداشتہ رو
 بہزیمت آورد . فتح علی تکیہ بر مضمون این آیہ ' کریمہ -
 کَمِّ مِّنْ فِئْتَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئْتَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ - کردہ
 تعاقب آنها (۳۰۹ - ۱) نمودہ قریب دوہست کس دیگر ازان
 لشکر بقتل رسانیدہ ، سرہای آنها را بریدہ بہ سہوان پیش
 برادر موسی الیہ فرستاد . و بعد الیوم مردم سمیجہ اونر در
 عمل برادر مذکور متمردی نمودند ، و ملک مردم لاکہ
 را بمردم لاکہ گذاشتہ مثل سایر رعیت مالگذاری می کردند .
 و پیر غلام تا یکسال در خدمت قندہار پیش میرزا
 غازی بود . و بعد ازان برخصت میرزا غازی روانہ جایگیر
 خود شد . در اثنا' راہ بقضای الہی برحمت حق پیوست (۱) .

الغرض کہ در ہر دو دفعہ با آنکہ تمام سرکار سہوان در جاگیر پیر غلام نبود ، ہم ملک سہوان را چنانچہ شاید و باید در ضبط و ربط آورد . و ہم لشکر این ملک بخدمت ملک دیگر بکار بادشاہی آمد . و ہمین است معنی معموری ملک و خرابی متمردان . (۳۰۹ - ۳)

و عمل پیر غلام در ہر دو مرتبہ قریب شش سال بود ، و رعیت غلہ بخشی میکرد از قرار بالمناصفہ ، و در اکثر جاہا سیوم حصہ و چہارم حصہ ، ہم می گرفت . و ہمردم علما و فضلا دوست می داشت ، چنانچہ روش مدد معاش درین ملک او پیدا کرد کہ ، اکثر اہل علم و اہل فضل این دیار را در دور حضرت عرش آسمانی از طرف خود روزیانہ کردہ ، و بار بار دادہ ہمراہ خود برداشتہ بخدمت مغفرت پناہ میران صدر جہان (۱) رسیدہ تجویز ہر کدامی را فراخور دانش او فرمودہ ، فرامین درست کنانیدہ خرجی راہ دادہ بہ سہوان مرحض نمود .

عمل شمشیر خان دفعہ اول . و چون خبر فوت پیر غلام بہ حضرت جنت مکانی رسید ، شمشیر خان اوزبک (۲) را بہ غلام بچہای خود ، در ملک سہوان شریک کردہ تعیین فرمودند . برادر ابوالبقا (۳۱۰ - ۱) شرکت شمشیر خان را قبول نکردہ ،

۱ - رک بتعلیقات .

۲ - رک بتعلیقات .

قبیلہ را گرفتہ بدار الخلافۃ آگرہ در خدمت حضرت جنت مکانی رفت . و حضرت ایشان تمام ملک سہوان را بہ شمشیر خان اوزبک جاگیر تنخواہ نمودند ، و جمیع قبیلہ را تابع برادر موسی الیہ ساختہ ، اوباورہ و گنجابہ و رپریری لنگاہان را بجاگیر اینہا مرحمت فرمودند . و این خانہ زاد راقم حروف از آن روز ترک منصب نمودہ بجزوی مدد معاش قناعت کردہ ، در سہوان منزوی گشت .

و شمشیر خان اوزبک نیز این ملک را بغایت آباد کردہ ، لشکر خوب مستعد ساخت . چنانچہ قریب ہفصد جوان اوزبک ازان قسم داشت کہ از انجملہ قریب صد کس جیغہ مرصع بر سر می نہادند ، و کمر خنجر و شمشیر طلا می بستند ، و زین نقرہ در زیر ران می کردند . و ہریک (۳۱ - ۲) ہفت ہشت ، اسپ عراقی و ترکی در طویلہ خود داشت ، و باقی اکثر دو اسپہ عراقی و ترکی بودہ ، شمشیرہا ہمشت نقرہ می بستند .

و تہانہای خود را در سرحدہا جابجا گذاشت ، و جمعیت او را دیدہ مردم سمیجہ اونر وغیرہ متمردان چندان سرکشی نمی کردند ، و بدار و مدار می گذرانیدند . و بعد از فوت مرزا غازی (۱) بہمراہ میرزا رستم قندہاری (۲) با صی صد چارصد

۱ - بتاریخ ۱۱ صفر ۱۰۲۱ ہ در قندہار فوت شد .

۲ - میرزا رستم بتاریخ ۱۰ محرم ۱۰۲۲ ہ در تہ رسید ، (برای

شرح حال رک - مائر الامرا ، ج ۳ - ۳۳۳ - ۳۳۰ ، و ذخیرۃ الخوانین

۵ و تحفۃ الکرام و مقالات الشعرا ۳۸۸ .

سوار اوزبک روانہ تہتہ شد . و درمیان راہ دستبرد خوب
بمردم سمیجہ دل سمواتی نمود ، چنانچہ سابق ہم اشارۃ درین
باب رفتہ . و بہ تہتہ رسیدہ تا یک سال آنجا در خدمت
بادشاہی بود (۱) و ملک سہوان همچنان در ضبط و ربط خود
داشت ، و بعد یک سال باز بہ سہوان آمد .

عمل برادر ابوالبقا . و چون تاج خان صوبہ دار تہتہ فوت
(۳۱۱ - ۱) شد (۲) ، شمشیر خان را صاحب صوبہ تہتہ
کردند ، و برادر ابوالبقا (۳) را با میرزا دوست بیگ شریک
کرده ملک سہوان را جاگیر تنخواہ نمودند . و مرزا دوست
بیگ را حکم آمد کہ خزانہٴ منتان را بہ قندھار رساند ، او
حسب الحکم بہ قندھار رفت و برادر موسیٰ الیہ ضرورۃً
باستعداد دو سہ پرگنہ ملک سہوان را در ضبط و ربط آورد ،
و چند سواری خوب بر متمردان این ملک نمود .

اول : مردم چاندیہ و سمیجہ تیبہ دست متمردی بر
پرگنہٴ باغبانان دراز کردند . و دو حصہ ازان پرگنہ در جاگیر
مرزا دوست بیگ بود . عمثال او آمد ، مستغاثی شدند ، و

۱ - رک بتعلیقات .

۲ - رک بتعلیقات .

۳ - رک بتعلیقات .

برادر مذکور صبحی از سہوان برآمدہ آن روز و شب تمام یلغر
 نمودہ وقت چاشت، بموضع اکبر آباد رسید . و آنجا گورو
 ارداوہ اسپان را دادہ وقت زوال (۳۱۱ - ۲) بر مردم
 چاندیہ سوار شد . و آن روز و شب، یلغر می کرد، و صبحی
 بود کہ در دهنہ کوه داروبند نام، بر سر مردم چاندیہ
 ریخت و کس بسیار ازان بدبختان بقتل رسانیدہ، و اسیر نمودہ.
 وقت مراجعت مردم ممیجہ تیبہ را کہ داخل پرگنہ باغبانان
 اند، گوشمال خوب دادہ، کوریہ تیبہ (۱) سردار آنها را در
 قید کردہ، بہ سہوان آورد . و بعدالیوم در عمل او مردم
 چاندیہ و ممیجہ تیبہ متمردي نمودند و گردن انقیاد داشتہ
 مالگذاری می کردند .

دوم : مردم نهمردی یک دفعہ آمدہ مواشی پرگنجات
 قصبہ سہوان را تاختند . برادر مذکور تعاقب آنها کردہ
 نزدیک بہ کوه اندہ (۲) نام رسیدہ، جمعی ازان بدبختان را
 بقتل رسانیدہ، مواشی مردم رعیت را خلاص (۳۱۲ - ۱)
 کردہ آورد . و بعد آن مردم نهمردی آمدہ او را دیدند،
 و قول و قرار نمودند کہ ملک سہوان را نتازند، و کاروان
 آنها برای خرید و فروخت درین ملک می آمدہ باشد، و پارہ
 پیشکش فصلانہ از قسم شتر و گوسفند نیز قرار دادند کہ فصل
 بفصل می رسانیدند .

- ۱ - صحیح گہور دیو تیبو یا کہور یو تیبو .
- ۲ - در سندی لندو جبل یعنی کوه دم بریدہ .

سیوم : منظور نام خدمتگار خود را در قلعهٔ جهانگیر آباد در قبه مردم لاکه با پنجاه سوار گذاشت، و جمال خدمتگار را در قبه سمیجه اوتر. قضا را منظور مذکور بر جمعی از سمیجه اوتر تاخت نمود، و سمیجه اوتر را از سواری او خبر شده بود، در تعاقب او آمده راه را بستند. هرگاه او جای که قصد داشت تاخته مراجعت کرد، مردم سمیجه اوتر برو ریختند، و ده پانزده مردم سپاهی را بدرجده شهادت رسانیدند، و اسپان (۳۱۲ - ۲) و سلاح مقتولان و نقاره را بتاراج بردند، و منظور هزیمت خورده در قلعهٔ جهانگیر آباد درآمد.

و این خبر به برادر مذکور رسید و او در آن وقت تپ داشت، چنانچه سوار نمی توانست شد، بنا بران عتیق الله (۱) پسر کلان خود را با برادران و خویشان و سپاهیان بر سمیجه تعیین نمود. او آمده در قلعهٔ جهانگیرآباد نشست. مردم سمیجه کسان در میان کرده اسپان سپاهیان مقتول و اسباب آنها و نقاره را گرفته آمده او را دیدند، و جرمانه نیز قرار دادند که بدهند. عتیق الله چون غرور جوانی در سر داشت صلح قبول نکرده بر آنها سواری نمود. هرگاه بمیدان کولاب سابه رسید، زراعت جواری آنجا بسیار بود، در عقب زراعت، سمیجه قابو (۳۱۳ - ۱) شده ایستادند، و اهل و عیال و مواشی خودها را بطرف دشتهای جیسلمیر روانه کردند. عتیق الله پی آنها را یافته، دوپست جوان کار آمدنی بهمراه

میر کاسل پسر عمک پدر خود کرده پیش نمود . و خود تیپ شده ، در تعاقب آنها روانه گردید . مابین این دو لشکر دو گروه راه مفاصله شده باشد ، کہ سمیجہ روبروی فوج عتیق اللہ ظاهر شدہ جنگ نمودند . و درین ضمن سی چہل جوان خوب کہ در پیش لشکر بودند ، اصپان آنها را پیلی کردہ ، بدرجہ شہادت رسانیدند . و از طرف سمیجہ ہم کس بسیار کشتہ شد . چنانچہ لا کہ ولد پریہ سمیجہ ، خسربہ مرزا عیسی ترخان ، سردار خوب سمیجہ نیز درین جنگ کشتہ شد . و شتر نقارہ را (۳۱۳ - ۲) پیلی کردند ، و لشکر ہزیمت خورد . ہاری ، عتیق اللہ کاری کرد کہ نقارہ از شتر جدا کردہ بر خچر بار کردہ ، بہمراہ دہ پانزدہ سوار متعاقب لشکر شکست خوردہ ، بہ قلعہ جہانگیر آباد آمد .

و این خبر را برادر مذکور شنیدہ بغایت آشفتہ شدہ ، در عین تب از قلعہ سہوان بر آمدہ ، از دریا عبور کردہ ، بموضع مہران کہ داخل پرگنہ خطہ است نشست . و درمیان موضع مذکور و قلعہ جہانگیر آباد یازدہ گروه راہ مفاصلہ است . سمیجہ اونر این حال را مشاہدہ نمودہ ، مردم درمیان کردہ آمدہ ، برادر موسی الیہ را دیدند ، و لشکری کہ بہمراہ عتیق اللہ بود ، نیز پیش برادر مذکور آمد ، و سمیجہ در مالگذاری شد . و برادر مذکور همانجا در موضع مہران نشستہ معاملہ خریف و ربیع را (۳۱۴ - ۱) پی باقی نمود .

و بعد آن ، قصد سواری بر سمیجہ اونر کرد . درین ضمن

جماعہ دیریجہ و مناہجہ قول گرفته بجا و مقام خودہا نشسته ماندند، و سرداران آنها بنام دنی بسا (۱) و طیب ہمراہ شدند. و جماعہ راہوجہ و فیروزجہ و قوم منگوانہ رو بفرار آوردند. و برادر موملی الیہ در عین تابستان و ہوای گرم ملک سہوان، در وقت چاشت از موضع مہران برآمدہ، نماز پیشین بود کہ بموضع وینجرہ کہ ناف مسکن سمیجہ اونر است، رسید. و مردم سپاہ در جنگہا در آمدہ دو سہ ہزار گاو با چند سر از طرف راہوجہ زدہ آوردند. و آن شب بر کنار کولاب وینجرہ، دیرہ دادہ نشست، و مردم سپاہ گفت کہ: من قصد سواری دارم و مرا کار بسرہای سمیجہ است (۳۱۴ - ۲) نہ بعال آنها. این گوان را بہ تحت شمشیر بکشید، تا در مانده مواشی نگردید. سپاہیان همچون کردند. و صباحش تا دوپہر روز در آنجا بود، و بعد از نماز پیشین از آنجا سوار شدہ تعاقب سمیجہ نمودہ، آن روز و شب تمام یلغر کردہ صبحی بود کہ بر کولاب موضع کتوہر (۲) نام، نماز فجر خواندہ مسلح شدہ اسپان را گرگ دو نمودہ، وقت چاشت بر قوم منگوانہ نزدیک بمواضعات پرگنہ ہانہ کنندی قریب سی کروہ راہ قترہ کردہ ریخت. و قریب دوہست کس از ان بدبختان بقتل رسانیدہ، امیر و مواشی بسیار ہدمت

۱ - این نام در سند مروج نسبت، شاید "ڈٹی بخش"

یا "ڈٹی پرتو" باشد.

۲ - شاید "کتوہر" باشد.

آورد . و سرهای مقتولان را جدا کرده پیش مظفر خان که در آن زمان بخشی تهته بود، فرستاد . و خود مراجعت نموده بهمان راه مسکن سمیجه اونر آمده در قلعه (۳۱۵ - ۱) جهانگیر آباد نشست . و هر چهار طرف سمیجه اونر آمده او را دیدند، و شقدار خود را گرفته در تپه خود رفتند، و مالگذاری می کردند .

و دفعه دیگر از سهوان بر موضع خسائی شوره تاخت نموده، از آنجا مراجعت کرده از گذر سن گذشته رفته، در موضع ویجره قلعه او را سرست کرده نشست . و هر روز شکار مرغابی و دراج و کوته پاچه می کرد . و سمیجه جایجا نشسته مال میداد . و الحق که موضع ویجره جایبهای شکار خوب دارد . و تا رفع خریف آنجا بود، و بعد آن از هر طرف سمیجه اونر یگان یگان اول گرفته میر کامل پسر عمک خود را با جمعیت خوب در قلعه ویجره گذاشته خود بطرف پرگنه جنیجه رفت .

درین اثنا خبر رسید که صاحب صوبگی تهته به مظفر خان (۱) دادند (۳۱۵ - ۲) و شمشیر خان اوزبک را باز سهوان . و او را تابع مظفر خان کرده، در صوبه تهته جاگیر تنخواه نمودند . این خبر را شنیده از قصبه جنیجه کوچ کرده آمده بموضع رفیعان که داخل پرگنه خطه است، و

سرکوب سمیجہ اونر واقعست، نشست - و طلب باقی خود را از سمیجہ نمود، و لشکری کہ در ویجرہ بود اینجا طلبید و با سمیجہ دار و مدار می کرد، و اسپ و شتر در مقابل باقی خود می گرفت. بآخر مردم شمشیر خان رسیدہ آمدند، برادر مذکور دانست کہ کار از دار و مدار گذشت، از موضع رفیعان در عین برسات سواری بر سمیجہ نموده قریب دو سہ ہزار گاؤ را تاختہ آورده بہ سہوان نشست. و ہر گاہ شمشیر خان از تہتہ بہ سہوان آمد، یکدیگر را ملاقات کردہ روانہ تہتہ (۳۱۶ - ۱) شد و چون سمیجہ بدبخت پیروی آدرل ہای خود نکردند، در بدین (۱) رفتہ ہر یک را بر سیخ کشید.

عمل شمشیر خان دفعہ ثانی. و درین مرتبہ کہ شمشیر خان بہ سہوان آمد (۲)، مردم سمیجہ اونر سرکشی کردن گرفتند، و چند مرتبہ مردم سوداگران را براہ خشکی و تری تاراج نمودند. چنانچہ، یک دفعہ مردم سوداگران طرف تہتہ قریب ہزار نفر شتر می آوردند، و بطرف بہکرم می رفتند، وقتیکہ بقصبہ ہالہ کندي آمدند، گذرانیدن شتران از

۱ - بعد از آمدن شمشیر خان (۵۱۰۲۵) میر ابوالبقا را در پرگنہ چاچکان علاقہ بدین و در سرکار چاکر ہالہ نیرن کوت و شال تفویض شد.

۲ - رک بتعلیقات.

دریا و براہِ قلعهٔ سہوان بردن دشوار دانستند ، چرا کہ راہِ آن روی دریا طرفِ سمیجہ ، و این روی دریا طرفِ قاعہ ، حکم چلہ و کمان دارد ۔ و از سمیجہ بدرقہ ہمراہ کردہ براہِ این قطّاعِ طریقان روانہ شدند ۔ ہمین کہ در وطن سمیجہ رسیدند ، اگرچہ قول و قرار ہم بمردم سوداگر کردہ بودند ، شتران آنها را تاختند ۔

و دفعۂ دیگر کشتیٔ کلان از سوداگران (۳۱۶ - ۲) تہتہ پسر از اسباب از قسم پارچہ آلچہ (۱) و تفصیلہ وغیرہ می آمد ۔ بران کشتی ریختہ اکثر مردم سوداگر غریب را کشتہ ، اسباب آنها بتاراج بردند ۔ و شمشیر خان از شتر و متاع مزبور اکثر را بجنس ، از سمیجہ گرفتہ بسوداگران مذکور سپرد ، و آنچه تلف شدہ بود آنها بہا کردہ زر از طرفِ خود بانہا جواب کرد ۔ و بجهتہ تسخیر آن قطّاعِ طریقان تہیّۂ لشکر کردہ از دریا عبور نمود ، و از روی فریب سپاہگری قتل خوب درمیان سمیجہ نمود ۔

و آن فریب بدین نہج بود کہ ، چون شمشیر خان از دریا گذشت دنی پسا نام سردار سمیجہ از طرفِ دیریجہ ، و طیب نام سردار سمیجہ از طرفِ مناہیجہ آمدہ شمشیر خان را دیدند ، و از طرفِ راہوجہ و فیروزجہ کسی آمدہ ندید ، شمشیر خان گفت : ہر کس از (۳۱۷ - ۱) مردم سمیجہ

۱ - انواع البسۂ نخئی و ابریشمی است ۔

بجا و مقام خود نشسته می ماند، مرا باو هیچ کاری نیست، و کسانی که می گریزند تعاقب آنها می نمایم. و باین قول قوم سمیجه اوزر علی الخصوص طرف دیربجه و مناہیجه در موضع دیروان اهل و عیال خود را گرفته نشستند، و بواسطه طرح صلح سلاحهای خود را از بر فرود آورده، مانند مردم رعیت ریزه می گذرانیدند. هرگاه گذر شمشیر خان قریب آن موضع شد، این خانه زاد راقم حروف در آن وقت پیش شمشیر خان بنا بر دوستی او حاضر بود، باو گفت که: اینچنین وقت نخواهی یافت! اشارت بکن که این موضع را بتازند. از برای آنکه بواسطه یک سر سمیجه کد پنجاه شصت کروہ راه یلغر نمایند و آن هم در معرض شک، بدست آید (۳۱۷ - ۲) یا نه، اینجا آن قسم سرها دوسه هزار خواهند بود. اگرچه بعضی زمینداران سنوان این حرف را خوش نکردند، اما شمشیر خان را این کنگش بغایت خوش آمد، و چون قول درمیان بود از روی حیلہ به لشکر و احشام رعیت فرمود که: آنچه فلانی بگوید بعمل آرید. باین قدر گفتن بعنایت الہی و باقبال بی زوال بادشاهی، کشش در مردم سمیجه اوزر افتاد، و حق تعالی دستهای آنها را بید قدرت خود، بر بست. و هیچ همت آن روز از آن بدبختان ظاهر نہ شد. و قریب هزار کس از سمیجه اوزر بتتل رسید، و قریب هفصد بندی از مردم مردار و غیره بدست افتاد، و مواشی و اسبابی که غارت شد، بدست مردم سپاه و احشام رعیت که همراه

او بود ، حساب آن نزدِ خداست . و دنی پسا (۱) (۳۱۸-۱) و طیب را نیز کشته - در عین جنگ گاہ دیرہ دادہ نشست ، و صباحش از آنجا کوچ کردہ بموضع ویجرہ آمدہ ، قلعہ او را مرمت تازہ کردہ ، در میان قلعہ نشست . و ہر روز یک فوج خود را بنوبت بر مردم سمیجہ متفرق شدہ می فرستاد ، و این فوج رفتہ پنجاہ شصت سہ از سمیجہ جدا کردہ می آوردند ، چنانچہ سمیجہ بغایت الغایت زبون شد .

و از مردم ملاح ہوسرہ کہ در سمیجہ می بودند ، و بزور اینہا راہ دریا را آن روسیہان می زدند ، قریب صد کس زندہ بدست افتاد ، و ہمہ را شمشیر خان فرمود کہ : کنار دریا ، در گذر قصبہ لاکوت ، بر دارہا کشیدند . و تا یک ہفتہ در قلعہ ویجرہ بود ، و اگر تا دو ماہ دیگر در قلعہ مذکورہ می نشست ، اثری از سمیجہ اونر معنی نمی ماند ، و ملک آنہا را بہر کہ می خواست (۳۱۸ - ۲) از فرقہای رعیت میداد . ہر چند این خانہ زاد گفت کہ : تا دو ماہ درینجا صبر کن . قبول نکرد ، و بگفتہ بعض زمینداران کہ بمردم سمیجہ راست بودند ، قلعہ ویجرہ را گذاشتہ ، بندیان را ہمراہ گرفتہ ، بقصبہ لاکوت کنار دریا فرود آمد . و درین موضع در عرض یک ہفتہ قلعچہ خوب مناسب درست کردہ ،

۱ - این نام شاید "تٹی بخش" یا "تٹی پرتو"

باشد .

دران قلعه نشست . و از بندی سمیجہ مردم کوهی هزار نفر شتر میدادند ، شمشیر خان قبول نکرد . بآخر مردم سمیجہ بزمیندارانی کہ بآنها راست بودند ، در آمدہ بہ شمشیر خان دانانند کہ : الحال باید بہ مہوان رفت ، کہ سمیجہ مطیع و منقاد شدہ اند . و او مرد سادہ خدا ترس بود ، رحم بر دلش مستولی آمدہ ، روز جمعہ بود کہ تمام بندی سمیجہ را بہ سمیجہ بخشید ، و از آنجا (۳۱۹ - ۱) عبور کردہ بہ مہوان آمد .

و دفعہ دیگر قوم بلوچ چاندیہ پرگنہ باغبانان و کھان و اکبر آباد را تاختن گرفتند ، و حرّ فروشی می نمودند . رعیت این پرگنجات از دست آن بدبختان پیش شمشیر خان مستغاثی شدند ، و شمشیر خان بر قوم چاندیہ سواری کرد . و این خانہ زاد درگہ راقم حروف ، درین دفعہ نیز بوجہ دوستی ہمراہ مشار الیہ بود ، باو گفت کہ : چاندیہ را جاسوسی کردہ بیلغر میتوان بدست آورد . شمشیر خان بیلغر راضی نشد و منزل بمنزل بر مواضع چاندیہ رسید ، و آنها این خبر را اول شنیدہ خود را بر کوه کشیدہ بودند . شمشیر خان آمدہ دامنه زراعت جواری آنها را زیر کردہ ، خندق گردِ لشکر کندہ خار بندی نمودہ نشست . شب مردم چاندیہ آمدہ بلشکر تیر باران کردند ، (۳۱۹ - ۲) امّا حق تعالی خیر کرد . صباحش شمشیر خان سوار شدہ در زیر کوه رفت و مردم چاندیہ بر کوه ایستادہ دہل میزدند . بآنها چندان متید نشد و سپاہ

را امر کرد کہ : زراعتِ جواری کہ خام بود، بہ شمشیرها
ببرند ! تا آنها زیانِ زراعتِ خود را بچشم خود دیکہ
برند . و مردمِ سپاہِ همچنین کردند و تا توانستند زراعتِ
جواری را ببریدند . و باز شب آمدہ در جای اول فرود آمد .
مردم چاندیہ فرقہٴ پہوار را کہ ہم سرحدی آنها می باشند ،
در میان کردہ روز دیگر آمدہ شمشیر خان را دیدند و جزوی
پیشکش قبول نمودند . و بعدالیوم در عمل او ملک سہوان
را کم تاخت می نمودند .

دفعہٴ دیگر بلوچ باریجہ کہ در کوه می باشند
و معمولہٴ پرگنہٴ بوبکان می شوند ، چند شتر و گوسفند جاگیردار
(۳۲۰ - ۱) سہوان را در فصل می دادند . پارہٴ از آن
مقطعی کم دادن گرفتند . باین خانہ زاد برسید کہ : در
باب اینہا چہ فکر کنم ؟ در جواب گفت کہ : اگر مثل
چاندیہ بر اینہا سواری میکنی ، بدستِ تو چیزی نمی آید ،
و راہ بر عبث می آفتد . مسکنِ آنها پنج پھر راہ می شود
اگر قترہ نمائی ، می توانی کار کرد . باز این تدبیر در
خاطرِ او نشست ، و نمازِ شام بود کہ از سہوان سوار شدہ ،
تمام شب قترہ می کرد . تا یک پاس روز وقت صبحی بود
کہ بر مردم باریجہ در زیر دامنہٴ کوه رفتہ ریخت ، و کس
بسیار از مردم باریجہ بقتل رسانید . چنانچہ قاسم باریجہ سردارِ
آنها با پسرش نیز کشتہ شد ، و امیر بسیار ازانات و طفولِ
آنها بدست آورد . و از آنجا سرہای مقتولان و بندیان را

برداشتہ بہ سہوان آمد . در تعاقب او مردم (۳۲ - ۲)
باریجہ بقیۃ السیف آمدہ او را دیدند ، و او بندیان آنها را
گذاشت . و بعدالیوم فصلانہ خود را می دادند .

و دفعہ دیگر بلوچ نوحانی کہ از سہوان چہارده کروزہ
راہ در کوه می باشند ، و آنجا دو چشمہ ایست کہ از کوه
می آید ، یکی را کائی می نامند ، و دیگری را نیئیگ . و اینہا
نیز دو طرف می شوند ، یکی بر چشمہ کائی (۱) ساکنند ، و
دویم بر چشمہ نیئیگ (۲) و در آنجا زراعت می کنند ، و از
معمولہ پرگنہ بوبکان می باشند . در عمل بختیار بیگ و پیر
غلام پارہ گوسفند و بز فصلانہ می دادند ، و در خدمت لشکر کشی
نیز ہمراہ می بودند . و در عمل شمشیر خان ہم بدستور
سابق مقطعی خودہا را می دادند ، و در خدمت او در لشکر
کشی می بودند . چنانچہ در لشکر کشی سمیجہ آنروی دریا ،
ہم گذشتہ (۳۲۱ - ۱) خدمت می کردند . اگرچہ مردم
کوهی در دشت و جنگل زبون می باشند اما بگفتہ بعض
زمینداران سہوان کہ بآنها عداوت دارند ، شمشیر خان طرح
داده استعداد لشکر کشی بر سمیجہ اونر نمودہ بر گذر مند یچی
کہ پاو کروزہ از قلعہ سہوان می شود ، بر آمدہ نشست .

۱ - چشمہ کائی ، تاکنون موجود است .

۲ - نیئیگ نیز تاکنون موجود و از سیستان بیست میل و از

دادو نیز بیست میل دور است .

و از آنجا نمازِ دیگر بود کہ بر قوم بلوچ نوحانی تاخت کرد۔
 صبحی بود کہ بر سرِ آنها ریخت، و کس بسیار بقتل رسانید۔
 چنانچہ ناتالہ نام سردار چشمہ نیٹیگ، با برادران و پسرانِ
 خود تا دوازده کس آنجا مقتول گشت، سواي بلوچان دیگر۔
 و کمر این جماعہ شکست، برنگی کہ تا حال بقوت نمی آیند۔
 در اول قریب دویست کس می بودند، و درین جنگ قریب
 پنجاه شصت کس کشته شد و تتمہ متفرق شدہ رفتند۔
 (۲ - ۳۲۱)

امّا این قدر شد کہ مردم نوحانی را بختیار بیگ و
 پیر غلام کہ دلاسا دادہ بودند، بواسطہ قوم نهمردی کہ
 دهنہ کوه را این جماعہ گرفته نشسته بودند، و هرگاہ
 نهمردی لشکر بر مواضع قصبہ سہوان می نمودند، اینہا
 اول آمدہ برعیت خبر می رسانیدند۔ و رعیت مال و مواشی
 خود را بطرف کولاب منچر می کشید، و جاگیردار سہوان نیز
 این خبر شنیدہ جماعہ لشکر را می فرستاد کہ رفتہ در میان
 مواضع مذکورہ می نشست، تا وقتیکہ لشکر نهمردی متفرق
 می شد۔ و باین جہت قوم نهمردی چندان آسیب بقریاتِ
 قصبہ سہوان نمی توانستند رسانید۔ و بعد ازین واقعہ بقیۃ السیف
 رفتہ در میان قوم نهمردی ساکن گشتند، و بومیہ این
 ملک بودند۔ رهنمونی لشکر آن بدبختان کردہ آنچه
 (۱ - ۳۲۲) از دست اینہا آمد، تقصیر نکردند۔ تا آنکہ اکثر

مواضعاتِ پرگنہ، حویلی سہوان و سن را قوم نہمردی خراب و ضائع کرد .

بعد آن شمشیر خان، مرید نام سردار یک طرف خوب مردم نہمردی را دلایا دادہ، پیش خود طلبیدہ موضع تیمہنی (۱) را از مواضعاتِ پرگنہ بوبکن کہ دوسہ ہزار روپیہ حاصل داشت، در جاگیر او داد . و این اول بدعت درین ملک پیدا شد کہ مردم متمردان سرکش، حاکم از روی زبونی، جاگیر داد، و عہد درست بہ مرید بست، و یک قبعہ گرد موضع نار بخرج خود راست کردہ جماعہ لشکر آنجا نشانیہ .

اما قوم نہمردی از افعال قبیحہ خود باز نہ مداند . چنانچہ بعد از صلح، در طغیانِ آب رعیتِ پرگنہ کمان و بوبکن بدستور فدیم مواشی خودہا را بدامنہ (۳۲۲ - ۱۲) نوبہ، طرف کچہ (۲) بردند . جماعہ نہمردی، بغیر صلاح مرید آسہ آن رعیت را تاختند و اکثر رعیتِ پرگنہ بوبکن را بدرجہ شہادت رسانیدند . و قریب چہل و پنج ہزار مواشی از رعیتِ پرگنہ مذکورہ سوای اسباب دیگر بتاراج بردند . و مرید در سہوان پیش شمشیر خان حاضر بود . و این خبر بہ شمشیر خان رسید، و جماعہ گفتند کہ مرید را قید کن . باری اگر رعیت

۱ - **تہنی** تاکنون موجود و قریب است بہ قریب شہا حسن

و چنی . (ضاع دادو)

۲ سر زمین مابین خیر پور نائن شہا و جوہی کچہ نام دارد .

تلف کردند مال و مواشی آنها را گردانده بدهند - قبول نکرد،
و سرید را طلبیده گفت کہ : مبادا رعیت بوبکان پیش من
فریادی بیاید، تو ازین جا بالفعل بمسکن خود برو، بعد
ازان خواهی آمد. و او همچنان کرد کہ شباشب روانہ مسکن
خود شد، و بعد از چندگاہ کہ این شورش فرو نشست، باز
پیش شمشیر خان آمد. (۳۲۳ - ۱)

و دفعہ دیگر، نماز دیگری بود کہ از طرف مواضعات پرگنہ
حویلی سہوان، کہ نزدیک بکوه واقع اند، خبر بہ شمشیر خان
آوردند کہ : لشکر نہمردی از مسکن خود بر آمدہ قصد مواضعات
مذکورہ دارد. قضا را دران روز اکثر لشکرش حاضر نبود
کہ بہ تانہا و جاگیرها رخصت شدہ رفتہ بود. باری بہر حال
از آنچه موجود داشت تاشصت ہفتاد سوار بہمراہ بادشاہ خواجہ
برادر عروس خود، کردہ، بطرف موضع نار (۱) کہ ہفت
کروہی از سہوان در دہنہ کوه واقع است فرستاد. و او
شب رفتہ در قلعہ نار قرار گرفت. صباحش شمشیر خان وقت
فجر سوار شدہ بیرون شہر کنار آب نالہ دادیجہی نشست.
و شاہ خواجہ نام جوانی را از خویشان خود، با بیست سوار
دیگر نیز تعیین کرد کہ خود را بموضع نار (۳۲۳ - ۲)
بلشکر پیش رساند.

درین ضمن مولف خبر یافتہ نزد شمشیر خان رفت.

۱ - موضع نار تا کنون موجود است.

شمشیر خان احوال را بیان کرد کہ : ابن قسم خبر شنیده میشود، و من لشکر بجهة نگهبانی مواضع مسطورہ تعیین نموده ام . مؤلف گفت کہ : اگر خود ہم سوار می شدند مناسب بود، چرا کہ مردم اوزبک غائبانہ شما جنگ کم می کنند، و در بودن شما کمال سعی در جانبازی می نمایند . بخاطرش این حرف نشست و همان ساعت با ده دوازده کس از خاصہ خیلان خود کہ حاضر بودند، و مؤلف سوار شد . درین اثنا بادشاہ خواجہ را باجماعہ خود در قلعہ نارنگہ دارید . و شاہ خواجہ با ہمراہیان کہ داشت بموضع تیری (۱) کہ سہ کروہی سہوان واقع است، رسیدہ بود کہ لشکر قوم نہمردی قریب دویست سی صد سوار و ہفتصد (۳۲۴ - ۱) ہشصد پیادہ، چہار گری روز بر آمدہ بود موضع کچی (۲) را کہ در پنج کروہی سہوان است، تاختند، و چند کس از رعیت موضع مذکور کشتند، و مویشی را بیش کردہ طرف کوه روانہ شدند . شاہ خواجہ این واقعہ را مشاهده کردہ، تاختہ، خود را بلشکر نہمردی رسانیدہ دید کہ، باین لشکر در جنگ تیر و شمشیر راست نمی توان آمد، چرا کہ نہمردی بسیار است و بغایت تیر را خوب می اندازد . دست بہ تفنگ کردہ از راہ دور تفنگ اندازی کردہ می رفت، و ہرگاہ غنیم برگشتہ حملہ می کرد، جلو را دزدانہ بیک طرف

۱ - در سندی فیترہی

۲ - این موضع بنام کچی معروف و تاکنون موجود است .

می شد، و چون باز مراجعت می نمود، تعاقب آنها کرده به حربہ تفنگ مشغول می شد. شمشیر خان این خبر شنیده خود را بموضع کجی رسانیده، بر کشتگان رعیت غریب ایستاده شده (۳۲۴ - ۲) بخاطر آورد کہ، من بلشکر خود نرسیدم و مابین من و لشکر من غنیم حایل است، و آنقدر جمعیت همراه من نیست کہ سر خود بغنیم توانم، پس آمد. و از آنجا پیش نچدو، شاه خواجه بغنیم جنگ کرده میرفت. و بیگ محمد قرق نام اوزبک از معتمد علیہ شمشیر خان بزخم تیر درین جنگ شهید شد. و از طرف موضع نار باو، شاه خواجه با جمعیت خود نیز رسید، و غنیم آن طرف ناله کہ آب باران از کوه بآن راه می آید، شده، مواشی را بدست چند پیاده داده بطرف کوه راہی ساختند، و خودها ایستاده شده بجنگ تیر مشغول گشتند. درین ضمن جهان روشن پوستین سیاه شب را در کشید، و لشکر اوزبک نتوانست کار ساخت، و برگشته پیش صاحب خود آمد. و علی ہذا القیاس مردم (۳۲۵ - ۱) نہمردی دست درازی بمواضعات پرگندہ سہوان و سن می کردند، و شمشیر خان با اینها در مقام صلح می بود.

مقصود ازین کلام آنکہ مردم مفسد و متمرد غیر از ضربت شمشیر، بطریق نیک، رام نمی شوند. علی الخصوص قوم نہمردی، کہ آنها را جا و مقام معین نمی باشد. هر جا در کوهسار چراگہ خوب است همانجا ساکن می شوند،

و چون آن چراگہ چریده شد، جای دیگر کہ چراگہ بسیار است
رفته می نشینند، و مواشی خود را می چرانند. و زراعت
جائی نمی کنند، و کار و پیشه آنها دزدی و تاخت است.

و بعد از چند گاہ بہ شمشیر خان، فرمان حضرت جنت
مکانی آمد کہ: بکومک بہادر خان اوزبک (۱) بہ قندھار
برود. حسب الحکم بنا چہار صد پانصد اوزبک خوب پر تہیہ
روانہ قندھار گردید، و بجای خود قنبر خواجہ نام از
خویشان خود حاکم گذاشت. و او در مدت قلیل رخت
از عالم سفلی بعالم عنوی (۳۲۵ - ۶) کشید، و از قندھار
بجای او شمشیر خان، خوشم بیگ اتکہ حاکم کردہ فرستاد.
خوشم بیگ چون بہ سہوان رسید، سردی نا کردہ کار بود
خواست کہ بر سمیجہ او تر سوزی نماید. و استعداد لشکر و
احشام رعیت نمودہ از دریا عبور کردہ مقابل سہوان چند روز
نشست. و هنوز احشام رعیت بتمام جمع نشدہ بود کہ، بی
استقلالی کردہ ازینجا کوچ نمودہ در کنار موضع کا کہ کنار
دریا خار بندی کردہ ذیرہ داد، از بالا لشکر و از زیر
کشتیہا. چون نماز پیشین رسید و مردم بنماز مشغول شدند،
خوشم بیگ ہم نماز خواندن گرفت. درین ضمن، قضا را باد
و جگر از طرف سمیجہ پیدا شد، و یک کونہ غوغای مہیب
نیز بسمع او و مردم لشکر رسید. فی الحال نماز گذرانیدہ

خود را با مردسی کہ پیش او حاضر بودند، مجتمع ساخته (۳۲۶ - ۱)، کس بیرون خار بندی فرستاد تا خبر بگیرد کہ، فرصت درمیان نشد و سمیجہ بر لشکرش از راه خار بندی ریخت، و کس بسیار از مردم اوزبک بدرجہ شہادت رسانید. و ملا^۳ راجونام کمبوه دیوان شمشیر خان درین جنگ کشته شد. و تتمہ^۴ مردم گریختہ در آب افتادند، و قریب دوست سیصد اسب و دیگر اسباب و سلاح را مردم سمیجہ تاراج کردہ بردند. امّا خوشم بیگ کاری کرد کہ نماز دیگر از جنگ گاہ با جمیعتی کہ مانده بود سوار شدہ خود را بقلعہ^۵ کا کہ (۱) رسانید. و دران قلعہ متحصن گردید و سمیجہ محاصرہ کردہ نشستند. و دران روزها عتیق اللہ پسر کلان برادر ابوالبقا کہ برای صید نمودن جانور رنگ، حضرت جنت مکانی بہ سہوان فرستادہ بودند. (۳۲۶ - ۲) و سید باقر پسر سید بایزید بخاری (۲) کہ دران وقت حاکم بہکر بود، و نیز برای بہم رسانیدن رنگها پدرش فرستادہ بود، در سہوان بودند. همان شبی کہ روزش جنگ شدہ بود، عتیق اللہ و جماعہ کہ ہمراہ او بود و این خانہ زاد راقم حروف خودہا را بقلعہ^۶ کا کہ رسانیدند و بہ خوشم بیگ ملحق گردیدند. و روز دیگر سید باقر نیز با مردم خود در آنجا رسید، و استقامت

۱ باین نام تا کنون جای در ضلع دادو موجود است.

۲ - رک بتعلیقات.

بہ خوشم بیگ روی داد . و مردم سمیجہ اطراف قلعه را گذاشته ، دور تر رفته . و مدتی این لشکر در آنجا بود تا آنکہ سمیجہ ، مردم درمیان کردہ طرح صلح انداختند . و آنچه اسپان و سلاح و اشیا دیگر کہ بتاراج بردہ بودند ، ہمہ را بجنس آوردہ رسانیدند و صلح کردہ بجا و مقام خودہا رفتند . و خوشم بیگ نیز برگشتہ بہ سہوان آمد ، و بار دیگر ترک (۳۲۷ - ۱) این قسم سوارینہا نمودہ بدار و مدار ملک را استقامت داد .

و شمشیر خان در قندھار سبہ چہار سال در خدمت بادشاہی گذرانید ، و سدک سہوان نیز آباد و معمور بود . و اول شخصی کہ توب بر لشکر شاہ عباس گذاشت ، (۱) در قلعه بندی قندھار ، شمشیر خان بود . و حرکت قندھار بدست شاہ عباس افتاد ، و امرای قندھار بہ ستان پیشرو سپہرا افغان آمدند ، او دو ہزار سوار احدی و منصبدار ریزہ . بجمہت تنبیہ سمیجہ اونر ہمراہ شمشیر خان کردہ بطرف سہوان فرستاد . و درمیان جماعہ احدیان و شمشیر خان صحبت راست نیامد ، بنا بران بمہم سمیجہ پرداخت و آن لشکر را رخصت متنان فرمود .

۱ - در سال ۱۰۳۱ ہ . شاہ عباس بر قلعه قندھار تصرف کرد .
(رک تزک جہانگیری طبع نوکشور ، ۳۵۰ ، ۳۳۶ ، ۳۵۸)
و شاہجہان در سال ۱۰۳۲ ہ این قلعه را باز گرفت .

و مطلب آنکہ بہر طریق، این ملک در عمل شمشیر خان آبادان و معمور بود. و لشکر این ملک (۳۲۷-۲) بملک دیگر در خدمت بادشاہی بکار می آمد. و ہمین ست موجب آبادانی رعیت و زبونی متمردان.

و عمل شمشیر خان ہر دو دفعہ قریب پانزدہ سال بود. و برعیت در سفید بری عمل غلّہ بخشی می نمود از قرار بالمناصفہ، و در بعض جاہا سیوم حصہ و چہارم حصہ نیز متصرف می شد. و در سبز بری عمل ضبطی موافق حق و حساب این ملک می کرد، و سپاہ را بتمام جاگیر دادہ بود، تا فراش و سیس ہم. و در اواخر حکومت حسب التماس رعیت در خالصہ خود سفید بری را ہم عمل ضبطی میکرد. و امّا عملی کہ موافق دستور العمل این ملک باشد، و ملاحظہ حق و جلّ و علیّ و حضرت جنت مکانی، بسیار داشت. و اکثر در مسجد می گذرانید و چو بداران خود را حکم کردہ بود کہ: هیچ کس چوب بر روی رعیت (۳۲۸ - ۱) نہ کشد، تا ہرگاہ و ہر وقت کہ رعیت خواهد برای مقاصد خود پیش من می آمدہ باشد. و در عدل نمودن روی کس را نمی دید، اگرچہ چند اوزبک در پیش او ازان قسم بودند کہ حکمش را ہم بعض وقت قبول نداشتند. و نماز دیگر کہ مردم در مجلس او از محادیم و اشراف و قضاتہ جمع می آمدند، می گفت: یاران شما بمن آشنائید و مظلومی کہ پیش من می آید بداد او میرسم، و یحتمل کہ در جائگیرہای خود و

یا در شهر، چند اوزبک شاخ ناتراشیده کہ معتمد علیہ من اند، ظلم میکرده باشند، و بگوش من از ترس آنها کسی نرماند، و شمایان مطلع باشید و بمن خبر نکنید، فردای قیامت بحضور حق جل^ت ذکره مواخذہ خواهد شد.

و سہوان در عمل او چنان آبادان و معمور بود کہ از اسباب ہند و عراق (۳۲۸ - ۲) و فرنگ ہرچہ کس می طلبید بہم میرسید. و از خرج معنی بسودا گران تصدیع نمی داد، مگر یک سیر نبات سر کشتی بر می گرفت. و مردم رعیت دائماً و سوداگر و حیرفہ گر در عمل او بفراغت می گذرانیدند، و اگر احیاناً در جا گیر او سوداگری بتاراج می رفت، قصد آن داشت کہ مال او بجنس بدست آورده باو رساند، و اگر چیزی تلف می شد بہای آن را از طرف خود بسوداگر جواب می گفت، و او را راضی میداشت. و الحق کہ در عمل او خلق اللہ راضی و شاکر بودند، و مساجد معمور و خود ہم بنماز و روزہ و تہجد تقید تمام داشت. و خرج پوشاک و خوراک ذات خود از حاصل کشتیہای کہ ساخته بود می نمود، و از مال رعیت بذات خود چیزی خرج نمی کرد.

عمل شیر خواجہ. و از تغیر او، این ملک را (۳۲۹ - ۱) در جا گیر شیر خواجہ کہ باقی جان خواجہ (۱) باشد، در

ربیع سچقان ٹیل ۳۲ . ۱ ہزار و سی و دو تنخواہ کردند .
 و او عاملان خود را درین ملک فرستاد و خود در خدمت
 حضرت جنت مکانی مقرب بود . قضا را بہ سبب خرابی این
 ملک ، آن فصل ربیع را مردم رعیت بواسطہ " دلاسا " غلہ
 بخشی بسیار کاشته بودند ، و آفت سماوی دران فصل بزراعت
 پیدا شد ، چنانچہ اکثر زراعت همان نہج خشک افتادہ بود .
 و در جائیکہ غلہ شدہ بود ، سر جریب گندم پنج کاسہ ، کہ
 سی سیر جہانگیری باشد ، نشست . و سر جریب نخود ، دو
 تویہ کہ سہ سیر جہانگیری باشد . و ہرگاہ عمال او درین
 ملک رسیدند ، مردم غرضگویی و چغل پیش دست آنها شدہ
 تمام زراعت این ملک را (۳۲۹ - ۲) از نیک و بد در ضبط
 آوردند ، و ہیچ فرق آفت رسیدگی نکردند . و موافق عمل
 ضبط غلہ ، جمع بر بستہ نرخ غلہ دہ بیست زیادہ کردہ ، مال
 از رعیت تحصیل نمودند . و بی انصافی بسیار در حق رعیت
 واقع شد . امّا چون چند سال در عمل شمشیر خان آسودہ
 بودند ، تاب ظلم عاملان شیرخواجہ را تحمل نمودند ، و رعیت
 ریزہ بسیار از ہم پاشید و استعداد زراعت خود را نیز
 فروختہ در مظلمہ آنها داد . و همچنین زمین مردم ائمہ را
 بگفتہ چغلان ، بطناب ظلم و ستم در ضبط آوردہ ، مال بر
 فقرا بستند . چنانچہ در بازار و کوچہ ، ائمہ را آویختند ،
 زر تحصیل نمودہ گرفتند . و همچنین بر کشتیہای سوداگران
 دستور زیادہ بستہ ، بر یک کشتی مبلغی کلی میگرفتند ، و

دستور دھرت کہ چیزی (۳۳۰ - ۱) کم بود بسیار نمودند. و بواسطه این تعدی و مستم، مردم ائمه بیک قلم و از رعیت پاره، بداد خواہی بطرف حضرت جنت مکانی بر آمدند. و حضرت ایشان دران ایام در دارالسلطنت لاهور تشریف داشتند، و شیر خواجہ مقرب الحضرت. ہر گاہ فرقہ فرقہ مردم فقرا در لاهور، جہتہ داد خواہی آمدند، شیر خواجہ بر قبضہ عمل عاملان خود واقف شدہ مردم فریادی را پیش خود طلبیدہ یک بیک را دلاسا دادہ. بمردم ائمہ یک قلم پروانچہای مدد معاش نوشتہ داد، کہ بدستور قدیم چکہای خود را متصرف شوند. و آنچه عمال او از مردم ائمہ بظلم و مستم گرفتہ بودند ہمہ را واپس دہانید. و مردم رعیت را را نیز در استقبال استمالات خوب دادہ دستور العمل شمشیر خان نوشتہ داد. و (۳۳۰ - ۲) چون مردم فقرا آزار بسیار در عمل او یافتہ بودند، و ازین قدر ہم راضی نمی شدند، بنا بران عاملان خود را با آن جامعہ کہ بسعایت آنہا ظلم و مستم بر فقرا کردہ بودند، در قید کردہ جرمانہ خوب گرفت، و بجای آنہا عاملان دیگر فرستاد. و در باب ظلم و تعدی قدغن تمام کرد. چنانچہ بعدانیوم در عمل او عاملان وی بظلم و مستم راضی نمی شدند و رعیت و ائمہ در آسودگی بودند. اما از سر کشتیہای سودا کران دھرت همچنین چیزی زیادہ از دستور سابق می گرفتند.

و عمل شیر خواجہ، بقوم سمیجہ او نیز خوب واقع شدہ

بود . چنانچہ میر عاقل نام جوانی سید چولاغ ، فوجدار پرگنہ لاکوت کردہ ، بر سمیجہ اونر از حضور خود تعیین نموده بود . و او باپتجاه سوار چنان (۱ - ۳۳۱) عمل در سمیجہ کردہ بود کہ شرح آن بقلم راست نیاید . قلعه در قصبہ لاکوت بر کنار دریا ساختہ دران قلعه نشستہ می بود . و کشتیہا کہ بہ تہتہ میرفتند ، و یا از تہتہ می آمدند ، ہمیشہ پیش ازین وقتیکہ کشتی بسیار جمع می شدند بہ چوکی میرفتند و می آمدند . و در عمل او اجتماع کشتی و چوکی بر طرف شدہ بود . چنانچہ یگان دوگان کشتی بفراغ خاطر آمد و رفت می کردند ، و ہیچ کس از سمیجہ اونر و مردم ہوسرہ بانہا مزاحم نمی شد . و چند جنگ بمردم سمیجہ اونر نمودہ ہزیمت داد ، و آنچه بندی سمیجہ بدستش می افتاد می فروخت .

بآخر یار محمد کوکہ کہ از طرف شیر خواجہ در سہوان حاکم بود ، با میر عاقل عداوت پیدا کرد ، و از پنجاہ جوانی کہ ہمراہ میر عاقل بود (۲ - ۳۳۱) چہل جوان پیش خود طلبیدہ ، بہمراہ خود کردہ بطرف پرگنہ باغبانان رفت . و میر عاقل با دہ جوان در قلعه لاکوت ماند ، و لشکر سہوان ہم دور رفت . دران زمان سمیجہ ، شتران میر عاقل را ، نماز دیگر بود کہ از بیرون قلعہ لاکوت تاختند . و میر عاقل با دہ جوان تعاقب آن بدبختان نمودہ وقت نماز شام بانہا رسید . و آن دہ سوار را گفت کہ من اینجا شہید خواہم

شد، شمایان خبر فرزندانِ خود بگیرید. پنج شش کس ازان دہ کس قدم ثبات نداشتہ مراجعت کرده بقلعہ لا کوت آمدند، و چہار پنج دیگر بہمراہ میر عاقل کمر ہمت بر بستند. و سمیجہ آمدہ اینہا را گرد کردہ بہ میر عاقل گفتند کہ : تو میگفتی زمانی کہ مرد را قافیہ تنگ شود از اسب باید فرود آید، این همان وقت است کہ قولِ خود را آب دہی. میر عاقل (۳۳۲ - ۱) همچنین کرد و دست بر یال اسب نمودہ اسم یا اللہ بر زبان راندہ فرود آمد، و همان جا با دوسہ کس جنگ کردہ شہید گشت. انا لله و انا الیہ راجعون.

و در فتور خانخانان مہابت خان (۱) شریرالملک (۲)

۱ - زمانہ بیگ بن غیور بیگ المخاطب بہ مہابت خان، خانخانان (المتوفی ۵۱۰۳۳) ابن فتور در سال (۲۱) جہانگیری کہ بروز ۳۲ شبہ ۲ جمادی الثانی ۱۰۳۵ آغاز شد) بمقام بہت ظہور یافت. (رک مائر الاسرا ۳۹۷ - تزک ۱۳۰)

۲ - در سال ۱۰۳۵ شریف الملک بحکومت تہتہ بود، و شاہ-زادہ شاہ جہان در آخر رمضان یاد شروع شوال ۱۰۳۵ بہ تہتہ رسید - (رک تزک ۳۲۱ - ۳۲۳ - ۳۲۵ و تحفۃ الکرام ج ۳، ص ۹۳).

کہ از قبل سلطان شہر یار (۱) صوبہ دار تہتہ بود ، بطرح سواری سمیجہ اونر آمدہ در قصبہ^۱ لاکوت نشست . و یار محمد کوکہ را بلشکر آنجا طلبید کہ باتفاق یک دیگر بر سمیجہ اونر سواری کنند . چون یار محمد کوکہ با لشکر خود پیش او رفت ، شہیرالملک (۲) فوج خود را بر سہوان تعیین کرد کہ آمدہ داخل قلعہ شدند . و بغیر سند معتبر ، ملک سہوان را از مردم شیر خواجہ گرفتہ در عمل خود در آورد .

عمل شمس الدین . و شمس الدین را حاکم درین ملک گذاشتہ خود بہ تہتہ مراجعت نمود ، و بہ سمیجہ اونر چیزی نکرد . و این عمل شمس الدین (۲-۳۳۲) سہل بود ، ہرگز بر متمردان این ملک سواری نکرد ، مگر یک دفعہ خواجہ عارف نام جوانی را از خویشان خود با جمعیت بر سر مردم سمیجہ تیبہ بطرف پرگنہ^۲ باغبانان فرستاد . و او آنجا رفتہ کار نتوانست کرد ، و بر گشتہ در موضع اکبر آباد واہی آمد . و اینجا دو سمیجہ تیبہ پیش مردم پھواران آنجای مہمان بودند ، بشنیدن این خبر خواجہ عارف آن ہر دو سمیجہ را

۱ - سید بایزید بخاری المخاطب بہ مصطفی خان در ذی الحج
۵۱۰۳۴ یا در شروع محرم ۵۱۰۳۵ انتقال کرد ، و حکومت تہتہ
بسلطان شہر یار تفویض شد - (رک تزک ۴۰۷)

۲ - رک بتعلیقات .

بغدر گرفته ، روانہ سہوان شد . چون در زنہار پہواران بودند ، باین سبب احشام پہوار شوریدہ ، بہ خواجہ عارف جنگ نمودہ شکست دادند ، و فریب دوہست کس از لشکر او از سوار و پیادہ بقتل رسانیدند . و خواجہ عارف آن ہر دو بندی را کشتہ یک جلو خود را بقلعہ سہوان رسانید . و آن شمس الدین بی سعادت و لطیف بیگ و غیرہ بندہای (۳۳۳ - ۱) شہنشاہی را ، تا ہژدہ کس بدرجہ شہادت رسانیدہ در یک حفرہ (۱) دفن کرد . و بقایای ستم و ظلم ، کہ بر اربابان ، شہیرالملک بستہ بود ، چون تغییر شد ، و نوروز بیگ را بجای او کردہ فرستادند ، ہمہ آن بقایا را از رعیت ریزہ و مردم بیوہیاری و سایر اصناف قرض دہ گرفت ، و ملک را برہم کردہ بہ تہتہ رفت . و این اول بدعت درین ملک بہم رسید کہ بمقتضی این آئینہ — و لا تزر رءوا زررۃً و زر آخری — عمل نشد .

عمل نوروز بیگ . و عمل نوروز بیگ ازو زیون تر بود . امنا شیخ مصطفی نام کروری پرگنہ باغبانان ، یک تردد خوب بمردم نہمردی کرد ، و آن بدین طریق بود کہ او از پرگنہ باغبانان برای گذرانیدن محاسبہ خود ، در سہوان آمدہ بیرون قلعہ نشست ، و قریب شصت ہفتاد سوار از توابع خود ہمراہ داشت ، و (۳۳۳ - ۲) دران حین مواشی پرکنجات سہوان را مردم نہمردی تاختند و وقت زوال بہ سہوان خبر

۱ . بمعنی جای عمیق و چتر باشد .

آمد . شیخ مصطفیٰ بہمان طریق کہ بیرون نشستہ بود ،
 تعاقب آن بدبختان نموده چون بموضع نار رسید ، نماز دیگر شدہ
 بود . مردم رعیت باو گفتند کہ الحال وقت تنگ گردیدہ و
 غنیم سواشی را گرفتہ درون کوه در آمدہ ، شما مراجعت
 نمائید . او قبول نکرد ، و آنجا فرود آمدہ گور و آرداوہ اسپان
 دادہ ، تنگ و زیر تنگ اسپان را درہم کشیدہ ، نماز شام از
 آنجا سوار شد . و آن تمام شب قترہ سی کرد تا یک پھر روز
 دیگر . و ستمردان را ازین خبر نہ آمدہ ، بر یک چشمہ آب
 خواب کردند ، و اسپان و سواشی را بچراگاہ گذاشتند ، کہ
 درین ضمن لشکر بر آنها ریخت . و قریب سی چہل کس از
 مردم (۳۳۳ - ۱) نہمردی بقتل رسانیدہ سرہا بریدہ اسپان و
 یراغ آنها گرفتہ ، سواشی رعیت را گرداندہ آورد .

عمل سیف الملوک کاشغری . و از تغییر نوروز بیگ ، این
 سلک بہ سیف الملوک کاشغری دادند ، با جماعۃ منصب داران
 دیگر ، و او را از خریف تنخواہ کردہ بودند . امّا وی بسیار
 دیر آمد چنانچہ خریف بر طرف شدہ بود ، و ربیع نیز قریب
 برفع . بنا بران نوروز بیگ خریف را در عمل خود آوردہ متصرف
 شدہ بود . سیف الملوک کاشغری حصہ خود را ازو خاطر نشان
 کردہ نوشتہ گرفت کہ جواب معاملہ خریف را در دربار عالم
 مدار او بدہد . و ربیع را سیف الملوک کاشغری عمل کرد .
 و سپاہی خوب بود .

یک دفعہ، مہدی سلطان نام برادر داشت، بہمراہ او لشکر دادہ بطرف پرگنہ سن فرستاد، تا ہم دبدبہ لشکر در کوه افتاد، و ہم (۳۳۴ - ۲) در سمیجہ اونر. و از گذر سن می خواست بطرف سمیجہ اونر بگذرد، کہ سمیجہ مردم سادات سن را در میان کردہ چہار سردار سمیجہ از چہار طرف آمدہ مہدی سلطان را در قصبہ سن دیدند، و او اینہا را گرفتہ پیش برادر خود در سہوان آورد. برادرش از روی تدبیر سپاہ گری اینہا را در قید کردہ نگہداشت، و می خواست چون ہوا سیرون (?) شود بر سمیجہ سواری نماید.

و دفعہ دیگر مردم نہمردی بر سر مواضعات پرگنہ حویلی سہوان سواری کردند. و خبر سواری آنہا را مردم رعیت بہ سیف الملوک رسانیدند. او باز مہدی سلطان را بالشکر پیشتر بموضع نار فرستاد، و مہدی سلطان رفتہ در قعہ نار شب ماند. صباحش مردم نہمردی دامنه کوه را گرفتہ، از بالا دست موضع (۳۳۵ - ۱) نار گذشتہ، مواشی موضع کچھی را کہ این طرف موضع نار است، بطرف قعہ سہوان تاختند. و این خبر نماز پیشین بود، کہ بہ سیف الملوک رسید. اگرچہ لشکر را اول بہمراہ برادر خود کردہ فرستادہ بود، و بہمراہ او چند سوار فرقتوت پیش نبودند، امنا از شنیدن این خبر از روی غیرت، تاب و طاقت نیاوردہ خود ہم با پنج شش سواری کہ نزدیک او بودند، سوار شد. و برادرش مہدی سلطان پیشتر از موضع نار سوار شدہ قریب نماز شام بود کہ بہ متمردان رسید. آنہا خود را

بر کوه گرفتند و در میان جنگ تیر و تفنگ واقع شد . اما مردم کشته نشدند ، و غنیمت خورده دور تر گردید . و مواشی رعیت را از دست آن بدبختان خلاص کرده مراجعت (۳۳۵ - ۲) نمود . و در اثنا راه هر دو برادر با هم ملحق شده به سهوان آمدند .

عمل احمد بیگ خان . (۱) و همین که خریف دلمل شد و وقت سواری سمیجه رسید ، سیف الملوک را تغیر کرده این ملک را سوای پرگنه جنیجه به احمد بیگ خان دادند . و تا آمدن احمد بیگ خان ، مرتضیٰ خان مرزا حسام الدین (۲) خویش او که دران وقت صوبه دار تہتہ بود ، مردم خود را باسم محمد رضا بیگ حاکم و ابراهیم بیگ دیوان کرده ، برای عمل این ملک فرستاد . آنها آمدہ زراعت خریف را ضبط نمودند کہ درین ضمن احمد بیگ خان نیز رسیدہ آمد . و در اوائل آمدن خود چند روز سلوک خوب بمردم نمود تا آنکہ اربابان و مقدمان پرگنجات و مواضعات همه رجوع کردند . و احمد بیگ خان دانست کہ مردم بیرون اکثر دز سهوان آمدند . مرزا یوسف نام (۳۳۶ - ۱) برادر ہمراہ داشت ، کہ یوسف حجاج در ظلم ادنیٰ شاگرد او خواہد بود . معاملہ خود برو انداخت و مہر از دست خود کشیدہ بدست وی سپرد ، و دیوان در خانہ او شدن گرفت .

گماشتہای آنها، همه را در بندی خانه انداخت. و موافق
مضمون این بیت، فلک در گردش گردید - بیت :

چو خواهد که ویران کند عالمی
نهد ملک در پنجه ظالمی

و انواع عقوبت باین مردم کردن گرفت. چنانچه هر
روز در منزل خود دو بست، سیصد کس را بناحق کُره
می زد. هر یک را صد کُره و دو صد کُره. و یک ابریشم
فروش نشسته بود که طره کُره که می شکست، باز
بسته میداد.

و قرار احمد بیگ خان بود که تمام روز در محل خود
میگذرانید و چون شب می شد بر آمده دیوان می کرد، تا
پاس اخیر. و میرزا یوسف آن وقت در پیش برادر خود می آمد
و آنجا بحضور او نیز مردم را کُره می زد. و چند کس
در تحت کُره او مُردند و پروا نداشت. ظاهراً در مذهب
اهل تشیع آزار مردم اهل تسنن (۳۳ - ۲) عبادت
خوب است.

و بآخر کار بجائی رسید که مردم شهر سهوان را از
ذکور و اِناث پیش هر که میدانست چیزی هست، به تهمت
طلبیده کُره می زد، و مال و اسباب او را آنچه داشت
می گرفت. و پیش هر که درین ملک شتری بود و دستش

رسید همه را بعنف و غضب گرفته داخل سرکار خود نمود.
 و برین قیاس فرمائید کہ "مشتی نمونہ" خرواری" گفته اند.
 و در گذرہا مردم خود را گذاشت، و قدغن تمام
 نمود کہ هیچ فردی بغیر دستک بمشہر او نگذارند. و ہر
 کشتی کہ از بالا یا پائین می آمد، مردم او را طلبیدہ
 می نوشت. و مدتی آن کشتی را در گذر نگہ میداشت،
 و می گفت متاع خود را ہمین جا فرود آرید. تا آنکہ
 سوداگران بتنگ آمدہ مبلغ کلی سر یک کشتی باو می دادند.
 بعد ازان (۳۳۸ - ۱) ملاحان و صاحبان سال را فقط
 می گذاشت، دیگر ہر کہ می بود در قید میکرد، و می گفت
 نوکر شوید و کُورہ می زد. و آنچه متاع سوداگران خوش
 میکرد بہ نیم بہا از آنها زدہ می گرفت. و از ہر موضعی کہ
 دزدی کشتنی گرفتہ پیش او می آوردند، از بند خلاص کردہ
 سروپا دادہ ملازم خود می ساخت. و می گفت از ہر جا
 دزدی کردہ پیش من می آوردہ باشید.

و قہر بازان بنگالہ را در گذرہای شہر گہشت، تا ہر
 کہ ازان گذرہا می گذشت حکمی پیش خود نشانیدہ باو قہر
 می باختند. و ہر چہ موجود داشت در پُل قہر می گرفتند،
 و در آنچه باقی می ماند چادر پہاش را کشیدہ می بردند.

و گرد شہر سہوان، بمردم شہر از شریف و وضع
 طرح انداختہ قلعہ فرمود و حکم کرد کہ بسر خود گل و
 آب (۳۳۸-۲) آوردہ قلعہ سازند. و ہر کس خود کار نمی کرد

و عوض خود مزدور می ببرد، باو تعهدی میگرد، و قاضی عبدالواحد قاضی^۱ موضع سامتانی را در زر چک فرمانی او، بدست ابراهیم بلوچ بمقابل مبلغ یک صد روپیه فروخت، و یک کره دار ابراهیم بلوچ را کره می زد و می گفت: هان، صد روپیه بده. و ابراهیم بلوچ، قاضی عبدالواحد را کره می زد و می گفت: هان، صد روپیه بده. و اگرچه دران روز بمردم شهر را کالقیاسه می گذشت، امّا این حال را مشاهده کرده هر کس از روی تعجب خنده می کرد. بمردم چغل و ماعی بارعام داده "حقیقت دان" نام نهاد. و همچنین دستور دهرت را زیاده کرد.

و چکهای ائمه را بتام و کمال در ضبط آورده چکهای مسمااتی را، در کل و اکثر مذکراتی موافق رعیت مال (۱ - ۳۳۹) بر بسته تحصیل کرده گرفت. و برنگی جمعبندی رعیت و ائمه را نمود که هر دو مر حاصل زراعت را داده هم خلاصی نداشتند. تا آنکه استعداد زراعت وغیره، نیز از گاو و قلبه و زمین و خانه فروخته دادند، مطالبه مال خریف باخر نمی آمد. و موافق نیت او بقضا الهی در زراعت ربیع آینده آفت پیدا گردید، بنهجی که اکثر زراعت همان طریق ایستاده خشک شد. و پاره که ماند غله زبون کرد. و میرزا یوسف (۱) خواست که این قسم زراعت را

۱ - از نسخه (پ) درینجا یک ورق (۳۵۵) از بین رفته است.

بی تحقیق آفت رسیدگی در ضبط آورده، ده بیست و ده سی مانند خریف مال دیوان بر بسته، از رعیت تحصیل نماید. و رعیت هنوز از مطالبه مال خریف خلاصی نداشت، بنا بران چاره غیر از جلا وطنی (۳۳۹ - ۲) ندید. و زراعت را همان طریق ایستاده گذاشته رو بفرار آورد، مگر آن جماعه که در قید بودند. و چون رعیت ریزه گریخت آنچه در خانہہای آن غریبان بود پاره بتاراج سپاہ احمد بیگ خان رفت، و اکثر بتاراج مردم متمردان.

و هیچ آفریده نبود کہ از ترس میرزا یوسف بیان واقع را بہ احمد بیگ خان بگوید کہ برادر تو این قسم ظم و ستم برپا داشته عالم را خراب و ضائع کردہ. بآخر این خانہ زاد درگاہ، راقم حروف، یک شب بہ احمد بیگ خان صریح گفت کہ: این ملک خداست، و خدای تعالی بہ شہنشاہ سپردہ، و شہنشاہ ترا نائب خود کردہ برین ملک فرستادہ، و تو این خلق اللہ را بدست برادر خود دادہ خراب و ضایع ساختی. این معنی را درین جہان از تو شہنشاہ خواہد برسید، و چون متوجہ آن جہان شوی، خالق (۳۳۹ - ۱) علی الاطلاق از تو خواہد تحقیق کرد. بحکم قیود دان این کلمات در دل او اثر کرد. و یک چغل را دران وقت برادرش مروپا پوشانیدہ آورده، زیر چبوترہ کہ بالای او احمد بیگ خان دیوان میکرد، نشانده بود. و چغل مذکور قضا را آن شب بنگ بسیار خورده در پنی خواب بود، و

دھنس وا. احمد بیگ خان بیگ کس خود فرمود کہ : خاک
 در دهن این چغل بینداز. و او همچنین کرد. و قریب
 دوہست میصد کس را آن شب احمد بیگ خان از بند خلاص
 کرد. و مردم شهر را از بیگار قلعه راحت داد. و مسہر خود
 را از دست مرزا یوسف گرفته بدست خود نگہداشت. امّا چہ
 فائدہ کہ ملک برہم خورد و رعیت زراعت ہای خود را
 گذاشتہ گریختہ رفت ؟ و چند موضع کہ از پرگنہ بوبکان و
 کاهان بجای (۲-۳۳۰) خودہا نشستہ بودند، مردم پھواران
 باتفاق مردم کوهی آمدہ آن موضع را تاختمہ حکمی ویران
 کردند و این معنی را احمد بیگ خان فہمیدہ از سہوان بیرون
 آمدہ در موضع سامتانی کہ داخل پرگنہ کاهان است و مسکن
 بہا الدین پھوار، رفتہ نشست، و رعیت را دلہا کردن
 گرفت. امّا ہیچ کس اعتبار برو نمی کرد. اگر شخصی
 شب آمدہ می دید فردای آن می گریخت.

و این خانہ زاد، راقم حروف پریشانی احوال وطن
 اختیاری خود دیدہ، از احمد بیگ خان درین موضع رخصت
 مسیر پرگنہ جُنِیجہ من اعمال ملک سہوان، کہ دران وقت
 جاگیر برادر ابوالبقا بود، گرفتہ، آنجا رسیدہ، عازم عقبہ
 بوسی آستان فلک نشان گردید. و بخاطر آورد کہ احوال
 این ملک و عمل احمد بیگ خان را در یک (۱-۳۳۱)
 طوماری نوشتہ بنظر اقدس اعلیٰ گذراند. ہر گاہ بہ بہر رسید،

این خبر را حکیم صالح (۱) و محمد علی بیگ بندری (۲) و مانسنگ کہ دران وقت حاکمان بہکر بودند، نوشتہ بہ احمد بیگ خان فرستادند. احمد بیگ خان بدیدن این نوشتہ مضطرب گردیدہ شیوہ ظلم را بالکلیہ از رعیت و ائمہ بر طرف کرد. چنانچہ از رعیت در فصل ربیع مذکور غلہای کھلی ہا (۳) را بخش کردہ گرفت. و از ائمہ آنچه دران فصل ربیع از فرامین مذکراتی و مسمااتی گرفتہ بود، واپس داد. و بجانب این خانہ زاد، راقم حروف، میر ہاشم نام ملازم خود را فرستاد. با نوشتہا طرف حکیم صالح و محمد علی بیگ بندری و مانسنگ کہ فلانی را دلاسا دادہ گردانیدہ فرستند، و رفتن بدربار نہ ہند. پیش از رسیدن میر ہاشم مذکور، مولف از بہکر متوجہ (۱-۳-۲) مقصد گردیدہ بود.

و چون دران ایام برادر ابوالبقا صوبہ دار ملتان بود، خود را پیش او رسانید تا استعداد سفر ہندوستان کردہ روانہ سازد. درین اثنا خدمت ملتان ازو تغییر کشت و صوبہ داری تہتہ باو مقرر شد (۳). مولف را عمراہ خود

۱ - رک بتعلیقات.

۲ - رک بتعلیقات.

۳ - یعنی خرمن.

۴ - میر ابوالبقا از طرف یمین الدولہ در ملتان نیابت میکرد و بعد از وفات مرتضیٰ خان حسام الدین انجو، بحکومت تہتہ تغییر یافت. این واقعہ در حدود سال ۱۰۳۹ھ روی داد.

ساختہ بہ تہتہ آورد، کہ از تہتہ سامان سفر ہند نمودہ
 رخصت میکنم . قضارا بواسطہ مخالفت ہوای تہتہ ،
 مؤلف را عارضہ نزلہ روی داد، چنانچہ مسافر شدن متعسر
 گردید . بخدای خود نذر بست کہ چون ازین مرض خلاص
 یابد، احوال ولایت سند را کتاب کردہ، دست آویز خود
 ساختہ، احرام کعبہ خلائق ہفت اقلیم بر بندد . الحمد لله
 والمنتہ کہ بمقتضی این بیت :

المہی تو بر نیستم آگہی
 چونیت بخیر است خیرم دہی

نسخہ "مظہر التدییر" با تمام رسید . و امید (۳۴۲-۱)
 دارم کہ امیر عادل، مقوی الاسلام، ملجا الانام، امام المشارق
 و المغارب، ابوالمظفر، شہاب الدین محمد، صاحب قران ثانی،
 شاہ جہان بادشاہ غازی، بیت :

ای بمیدانِ خلافت سالہا صاحب قران
 انس و جان را در ممالک از تو باشد انس و جان

بنظر رحمت درو نگرد .

و احمد بیگ خان بہ-ردم پہوار وغیرہ رعیت پرگنہ
 گاہان پیچید، و پرگنہ خطہ را سمیجہ اونر ویران کردند،
 و پرگنہ بوبکان و پرگنہ حویلی و پرگنہ سن را مردم نہمردی
 و سمیجہ مذکور از پا انداختند .

چنانچہ یک دفعہ لشکر مردم نهمردی آمده مواشی قصبہ سن را تاخته، درون قصبہ در آمده، مردم سن را لوت کردند، و شیخ فتح خان و شیخ حبیب هر دو برادران کہ شقदारان پرگنه مذکور بودند، گریخته در خانہای خود مستحکم شدند، و چند (۳۴ - ۲) کس از سپاہیان کہ در پیش راه آن بدبختان آمدند، بدرجہ شہادت رسانیدہ رفتند. و احمد بیگ خان این خبر را شنیدہ برعیت پرگنه مذکورہ حکم کرد، تا قلعه گرد قصبہ سن راست نمودند. و الی یومنا کہ ۱۰۴۰ الف و اربع و اربعین ست، آن قلعه موجود است.

و پرگنه باغبانان و گاهان و پاتر و اکبر آباد را مردم چاندیہ خراب نمودند. و مرد متمرد و رعیت این ملک یکسان گردیدند، از برای آنکہ آنچه ریزہ رعیت بود از ہم پاشیدہ متفرق شد، و از زمینداران بعضی رفتند در میان متمردان ساکن شدند، و بعضی از روی عاقبت اندیشی جاگیردار ظالم، عدوت مردم متمردان را از دل برآورده، باہم مصالحہ نمودند. و درین وقت لشکر متفق می بایستی تا ہر کہ آمدہ می دید او را بدلاسا می نشانید، و مردم متمردان را از بلوچ و سمیجہ و اوباش (۳۴ - ۱) کہہ ملک را برہم دیدہ قدم از جادہ حساب بیرون نہادہ، در پی فساد و فتنہ شدہ بودند، آنها را متنبہ می ساخت. و لشکر ہم از بدسلوکی برادرش پریشان می گذرانید. چنانچہ چہار پنج ماہ گذشتہ بود کہ چیزی بہ سپاہ نرسیدہ بود، و درین فتور

ہم چیزی نمی داد . بنا بران چند مرتبہ بر سر مردم پھوار سواری نموده ، جنگ کرده شکست خورد . و آن فصل آفت رسیدہ بہ بدستش افتاد و نہ بدست رعیت . خوان یغما شد . در ہر جائی کہ دست احمد بیگ خان رسید او جمع کرد ، و آنچه مردم اوباش توانستند برد ، آنها برداشتند ، و آنچه بدست متمردان افتاد آنها گرفتند . و اکثر مواضع این ملک کہ در عمل احمد بیگ خان ویران گشتہ تا حال آبادان نشدہ . و ہمین معنی ست خرابی (۳۳۳ - ۲) رعیت و قوت متمردان .

عمل دیندار خان . و چون خبر ظلم و ستم او بوسیله واقعہ ابو القاسم تباتبا (۱) واقعہ نویس تہتہ ، و مانسنگ واقعہ نویس بہرہر ، بدرگاہ فلک اشتباہ رسید ، این ملک از تغییر وی بہ دیندار خان دادند . و احمد بیگ خان را صاحب صوبہ ملتان کردند .

و چون دیندار خان (۲) درین ملک آمد بسیار بی استعداد و بی سامان بود . راہ سلوک را پیش گرفته بہر کس از زمینداران این ملک ، کہ صاحب جمعیت بود ، یک موضع در جاگیر او نمود . و تمام ملک را سوائی چند محال معدودہ

۱ - در ہر دو نسخہ خطی اینطور ثبت است . در اصل طباطبا

است کہ از سہو کتابت تباتبا نوشتہ شدہ است .

۲ - رک . بتعلیقات .

کہ بخالصہ خود نگہداشت، بمردم سپاہ جاگیر داد، و مردمش اگرچہ سال اول چیزی کم یافتند، اما سال دیگر کہ رعیت دلاسا یافت، دہ بیست بلکہ زیادہ از تنخواہ بعضی جاگیرداران حاصل بدست آوردند. و از تنخواہ خود هیچ جاگیردار کم نیافت و سدک رو بآبادانی آورد (۳۴۳ - ۱).

و همچنان بتمردان این ملک کہ سمیجہ و مردم نهمردی و چاندیہ باشند، سدوک پیش آورده مواضعات در جاگیر آنها داد و هر چند این مردم بی اعتدالی میکردند، او راہ سلوک را نمی گذاشت. تا آنکہ مردم سمیجہ او را از میان شہر سہوان اسپان سپاہیان را می بردند، و در زیر قلعہ مردم را می کشتند و تاراج می کردند. چنانچہ نعمت اللہ نام واقعہ نویس سہوان گماشتہ مانسنگ واقعہ نویس بنکر را در زیر سایہ قلعہ سہوان کشتند. و نماز شام هیچ کس از بیرون شہر داخل شہر نمی توانست شد، و هیچ کس از درون شہر بیرون. و زراعتی کہ نزدیک شہر رعیت می کاشت، شبہا سمیجہ آمدہ دزدیدہ می بردند. و اگر خاوندش حرف می زد، می کشتند. و همچنین بر گذر مندیدی کہ از (۳۴۴ - ۲) شہر سہوان پا و کروه جنوب رویہ می باشد، سمیجہ افتادہ مردم را می کشتند و تاراج میکردند و چیرہای ملاحان کہ ساکن آنجا می باشند می سوختند. و هر کہ مر راہ آن قطاع طریقان می افتاد، بقتل می رسانیدند. و علی هذا القیاس در مسکن ملاحان تورہ کہ در نیم پاو کروی

شمال رویہ شہر است ، سمیجہ افتادہ آن غریبان را می کشتند ،
و خانہا را آتش میدادند ، تا آنکہ عاجز شدہ مسکن اصلی خود
را گذاشتہ متصل شہر آمدہ متوطن گشتند . و از گذران شہر
سمیجہ پارچہا را لوت کردہ می رفتند .

و برین منوال مردم نہمردی و چاندیہ روز روشن
سواشی شہر سہوان می تاختند ، و حرّ فروشی می کردند .
و این مرد در قلعہ سہوان نشستہ می بود ، و نہ خود سوار
می شد و نہ لشکر (۳۳۵ - ۱) تعیین میکرد . و ہرگاہ دست
درازی دزدان سمیجہ ، در شہر سہوان بغایت بسیار شد ،
آن زمان قلعہ دیگر از خرج خود گرد شہر سہوان راست کرد ،
و این کار بسیار خوب ازو واقع شد .

مقصود آنکہ او کار سلوک را بغایت خوب نمود ، و
بتدبیر ، ملک را بدست آورد . چنانچہ یک دفعہ سید یوسف و
سید جنگ اربابان پرگنہ سن کہ مواضعات بانہا جاگیر دادہ
بود ، بسببی از وی رنجیدہ . سید یوسف از دریا عبور کردہ
در سمیجہ در آمد . و سید جنگ بکوه رفتہ در مردم نہمردی
پیوستہ ، آن بدبختان را ہمراہ خود کردہ آمدہ دروازہای
قلعہ قصبہ سن را شکستہ درون در آمدہ ، تا دوپہر قصبہ مذکورہ
را لوت نمودہ ، در پاکروہی بیرون قصبہ نزدیک بہ عیدگاہ
رفتہ نشستند . و خلیل (۳۳۵ - ۲) الرحمن شقदार قصبہ
مذبورہ باجماعہ خود نتوانست کار کرد و درخانہ خود مضبوط

شده نشست . و این خبر را دیندار خان شنیده از قلعه سہوان
بر آمدہ بیرون شہر در مزار حضرت پیر توپن رحمۃ اللہ علیہ
ایستادہ شدہ ، سید جلال را با جمیعت خوب بطرف سن فرستاد .
و چون سید جلال نزدیک بہ سن رسید مردم نہمردی خودہا را
بکوه کشیدند ، و سید جلال در قصبہٴ سن نشستہ ہر دو
اربابان مذکوران را از سمیجہ و کوه دلاسا دادہ طلبیدہ انعام
و اکرام دیگر ، بر انعام سابق افزودہ بجای و مقام خودہا
مقیم ساختہ ، آتش فتنہ را فرو نشانیدہ پیش دیندار خان آمد .

و دفعہٴ دیگر عربی نام جلال خور سمیجہ را ہوجہ
کہ بغایت دزد صعب بود و راہ خشکی (۶۴۳ - ۱) و تری
ازو عاجز ، عالمی از دست او شہید شدہ ، و مبالغی از مال
مردان گران و سپاہیان بہ تحت وی تاراج رفتہ . ہرکہ بہ سمیجہ
صلح شد ، آن دزد ہم در قصبہٴ سن آمد و رفت میکرد .
شیخو بیگ نام جوانی کہ برادرش از دست آن دزد ، شہید
شدہ بود یک روز آن دزد را دیدہ ، دست بشمشیر کردہ
کشت . و چون این خبر بہ دیندار خان رسید ، آن جوان را
چند روز در قید فرمودہ میخواست بجای آن دزد ، او را بکشد .
اما بہ شفاعت بعض مردم نکشت ، و از نوکری دور کرد .
باخر نیکہسای دیندار خان در دل متمردان جا گرفت و ہمہ
اینہا دست درازی از جاگیر او گذاشتہ مطیع و فرمان برادر
وی شدند .

و جمعیت خوب درین ملک مستعد ساخت . و در (۲-۳۴۶) خریف قحاقوئیل (۱۰۳۳ . ه) هزار چهل و سه ، خود با لشکر مستعد پر تهیه ، از دریا گذشته در موضع جهانگیر آباد نشست . و زراعت طرف مردم لاکه را بی غل و غش بدست آورد . و جمیع سمیجہ اونر آمده او را دیدند ، و از جا پی جا ہم نشدند ، و جزوی حسب الصلاح سالگذاری کردند . و درین موضع مردم لاکه کہ از دست تعدی و ستم سمیجہ اونر بدرگاہ عرش اشتباه فریادی رفته بودند و از انجا فرمان عالی شان بنام قلیچ خان در باب تنبیہ سمیجہ آورده بودند . و او بہادر خواجہ منصب دار را با فرمان مذکور بہمراہ مردم لاکہ کردہ بطرف دیندار خان فرستادہ بود کہ تادیب سمیجہ نماید ، آمدند . و فرمان را بنظر دیندار خان گذرانیدند . دیندار خان مردم فریادی را از طرف خود پارہ زمین و جزوی (۱-۳۴۷) مبلغ ، انعام دادہ خط رضامندی بتقلب از آنها نوشتہ گرفت . و از جهانگیر آباد کوچ کردہ مواضعات سمیجہ را از ویجرہ وغیرہ زیر کردہ میگشت . و سمیجہ بجای خود نشستہ بود و سرداران سمیجہ ہمراہ او بودند ، تا آنکہ از گذر مندیجی نزدیک بہ قلعہ سہوان عبور نمودہ بشہر آمد . و اکثر سرداران ہر چہار طرف سمیجہ پیش او حاضر می بودند ، و در سہوان میگذرانیدند ، و ملاحظہ نمی کردند . و در ربیع ایت ایل منہ مذکورہ نیز از دریا گذشتہ در میان سمیجہ اونر رفته نشست . و جزوی غلہ مردم سمیجہ قرار دادہ بودند کہ

باو بدہند . و وقت آن رسیدہ آمدہ بود ، کہ اگر بتدبیر سپاہگري استیصال سمیجہ اونر میخواست میکرد ، کہ درین اثنا این ملک ازو تغییر نموده (۳۳۷ - ۲) بہ جان نثارخان (۱) مرحمت فرمودند . و چون خبر تغیر دیندار خان را سمیجہ شنید ، مردم او کہ برای تحصیل غلہ در مواضع آنها رفتہ بودند ، اکثر را کشتند و اسپان و یراغ آنها را غارت کردند ، و تتمہ گریختہ پیش دیندار خان آمدند . و دیندار خان این حل را مشاہدہ کردہ فی الحال از دریا عبور کردہ داخل قلعہ سہوان گردید . و از برای ہمین ، این مردم سمیجہ را دُم سگ می نامند . پس چنانچہ دُم سگ ہرگز کجی را نمی گذارد ، همچنان این مردم سمیجہ اگر ہزار احسان کسی باینہا کند ، از افعال نا شائستہ خود باز نمی آیند ، و بغیر خربت شمشیر رام نمی شوند .

و عمل دیندار خان ، بمردم اشراف و ائمہ این مدک و سپاہ قدیمی بسیار خوب بود ، و با اہل صوفیہ و وجد (۳۳۸ - ۱) ذوق تمام داشت ، و عرس بزرگان بسیار میکرد . چنانچہ ہیچ روزی و شبی نبود کہ عرس یک بزرگی در خانہ او نبود ، و در ہر ماہ چند عرس خوب میکرد ، بہ ترانہ و سرود . مطربان بسیار ہمراہ او بودند از قوال وغیرہ . و بتلاوت مصحف نیز شوق بسیار داشت ، و اکثر صائم میگذرانید . و در شہر

شعبان، خواہ زمستان می بود و خواہ تابستان، در ایام بیض روزہ طی نگاہ میداشت. و رمضان را پر شوق میگذرانید، تا یک سال سامان خرچ رمضان می نمود، و در رمضان خرچ میکرد. اطعمہ و شیرینی و فواکہ بسیار وقت افطار در مجلس می آورد. و قریب سیصد چار صد کس بنماز تراویح پیش او حاضر می شدند، و ختم قرآن مجید را استاده می شنیدند، و در شب قدر ختم تمام میکرد. و مردم علماء (۸۳۳ - ۲) و حفاظ و گوشہ نشینان را در آن شب خیرات بسیار میداد. و صباح آن ختم از روی مصحف در یک روز خود می نمود. و در زمستان جمیع سپاہ و آشنایان را سروپا میداد، و مردم اشراف را آن قدر پرچہ می فرستاد، کہ تا بسال دیگر کفایت او می شد. و اگر بسفر می بر آمد مردمی کہ همراه او می بودند، از اشراف و اکابر و غیرہ رعیت، ہمہ را علاحدہ علاحدہ طعام پختہ از دولت خانہ خود میرسانید. و ہر جا مزار بزرگواری بود بزیارت آن میرفت و مرمت و عمارت آن مزار می فرمود (۱).

امّا مواضع خالصہ او، بواسطہ اجارہای باطلہ قاضی پیرہ وکیل او، در عقوبت و بلا گرفتار بودند. و آنچنان بود کہ وقت نسق، اربابان و مقدمان مواضع را طلبیدہ در

۱ - رجوع کنید بہ تعلیقات تحت شیخ عثمان مروندی قلندر لعل شہباز و چہتہ امرانی.

قید (۱-۳۴۹) کرده بضرع شلاق ، ده بیست و ده سی زراعت از سال گذشته نوشته میگرفت ، که این قدر زراعت بکنیم ، اگر نکنیم از عمده جواب آن بر آئیم . و این معنی را نمی دانست که اینها در خانه خودها چیزی ندارند و زراعت را رعیت ریزه باستالت و دلاسا میکند ، در آنچه قوت آنها میرسد نه بزور و ستم . و چون سر فصل می شد بقانونگویان میگفت که تخمین زراعت را کرده بیارید . و تهدید بسیار میکرد که مبادا چی-زی کم و زیاد نویسند ، و آن را ده بیست کرده ، برف مناره ساخته به اربابان و مقدمان می نمود ، و ستم می آورد . تا آنکه لا علاج اربابان و مقدمان اجاره را بر خود قبول کرده نوشته میدادند ، و حال آنکه رعیت در نالش و زاری می بود . بعد آن (۲-۳۴۹) رعیت بدست اربابان و مقدمان می آمد ، و آنها زراعت خودها را از میان بر آورده ، مال اجاره را بر زراعت رعیت فقیر توجیه می کردند . و رعیت هر دوسر حاصل زراعت را میداد ، و هم خلاصی نداشت . بنا بران بعض هندوان قصبه ، بوبکن باسم پتربت و غیره ، مستغاثی شده این حال را رفته بدرگه معالی بعرض رسانیدند . و فرمان عالیشان قضا جریان در باب عدم اجاره و عمل دستور سابق از غله بخشی و غیره آوردند . در ربیع مذکور میگفت که عمل غله بخشی یا ضبطی موافق دستور العمل این ملک خواهم کرد که تغییر شد .

و علی هذا القیاس بر کشتیهای سوداگران دستور بسیار

مانده بود . و دستور العمل درت نیز بسیار افزوده . چنانچه
 سر خروار غله دو کاسه وضع (۳۵ - ۱) می نمودند .
 و خروار این ملک شصت کاسه است ، و همچنین سر یک من
 نیل ، سه روپیه می گرفتند . چنانچه دو روپیه از مشتری و
 یک روپیه از بائع باشد . و یک من نیل دران وقت به بیست
 روپیه ارزش داشت . و سر یک من تنباکو هفت دام متصرف
 می شدند و یک من تنباکو هشت تنکه می فروختند . پس
 هرگاه سر خروار غله دو کاسه بگیرند ، و سر یک من نیل سه
 روپیه ، و سر یک من تنباکو هفت دام ، از چهل یکی زیاده
 شد . مصرع :

ببین تفاوتِ ره از کجاست تا بکجا

و دستور کشتی را به تفصیل نوشت ، از برای آنکه
 سر یک کشتی خالی و پُر ، از روی ظاهر ، تا می چهل روپیه
 و گاهی کم و زیاده در هر چهار گذر سهوان می گرفتند . امّا
 مردم سوداگران و ملاحان فقیران را در گذرها ایستاده
 (۳۵ - ۲) کرده ، و بتنگ آورده ، در خفیه چیزی بسیار
 متصرف می شدند . آن را تحقیق از کاغذِ قانونگویان معلوم
 می شود ، بنا بران مبهم گذاشت .

و کمترین خانه زاد این راقم حروف می گوید که
 مقصود از تطویل بیان عمل جاگیرداران سهوان ، نه استماع
 احوال آنهاست . چه احوال با شاهان متقدمین شنیدن بهتر
 است . امّا چون خوبترین حواس خمس که مدار تعقل و تفکر

انسان بر آنها ست، حس^۳ بصر است، و احوال ملک سهوان را اکثر این خانه زاد بحس^۳ بصر مشاهده نموده، و سبب آبادانی و ویرانی^۴ او را به تجربه دانسته، و احوال ممالک دیگر بحس^۳ سامعه درک کرده، و از بصر تا به سمع فرق بسیار است، بنابراین خواست تا صورت احوال این ملک را از معموری و ویرانی، در لباس عمل هر یک از جاگیرداران این ملک نماید. و نتیجه^۵ (۳۵۱ - ۱) عمل نیک و بد ظاهر گردد، و خاطر نشان شود که درین عملها آنچه از لازمه خط ملک که در قسم اول ذکر یافته، که بادشاهان را در هر ملک سوای جریان خطبه و سکه، یک نفع ازین دو نفع لازم است. یا زر که از مال و معامده هر ملک پاره سوای خرج جاگیردار و غیره بخرزانه^۶ عامره هر سال و هر فصل می آمده باشد. و یا لشکر که بقوت استطاعت هر ملک سوای تعیینات آنجای بخدمت ملک گیری و یا بسرحدر ملک دیگر بکار آید. در عمل کدام جاگیردار بوده و کدام جاگیردار از عهده^۷ نگهبانی^۸ این ملک هم نه برآمده. و همچنان رعیت شهنشاهی که خزانه^۹ خوب شهنشاه است، خراب و ضائع ساخته، و بدست او هم از ظلم و ستم سوای بدنامی چیزی دیگر نیامده. و رفته رفته (۳۵۱ - ۲) کار این ملک بجائی رسیده که ملک نا پرسیان، و ملک بیدادان، و ملک بیکسان شده. چنانچه اگر صد کس را جاگیردار سهوان بناحق بکشند و تاراج کند، کسی دست او نمی گیرد.

و اگر یک فقیری بمحنت تمام، راه دور دراز را طی کرده بدربار عالی رسیده مستغاثی گشته فرمان عالیشان می آرد، اینجا قبول نمی شود، و در عمل نمی آید. بلکه او عدو چغلان این ملک می گردد، و در اندک زمان از دست جاگیردار سہوان او را خراب می کنانند. پس اگر یک جاگیردار پاره از خدای تعالی و یا از حضرت بادشاہ ملاحظہ دارد، یک طرف را از رعیت و یا ائمه از ظلم نگاہ میدارد، و الا^۳ هر دو را پامال میکند. و هیچ کس از صاحب خدمتان این ملک، از صدر و قاضی و قانونگوئی و ارباب نیست کہ حرف حساب را در وقت بجاگیردار بگوید، بلکه (۳۵۲ - ۱) هر کس دفعہ وقت خود کرده میگردد. و بگفتن نفسی نفسی احوال قیامت را مشاهده می کند. و اگر یکی از زمینداران این ملک را جاگیردار ظالم دلاسا دادہ پیش دست خود می سازد، عالمی را از رعیت و ائمه آتش دادہ میسوزد.

و ازین قیاس فرمایند کہ در تمام ممالک محروسہ واقعہ نویس بادشاہی نشسته است، و واقعہ نویسی این ملک را، گذشت شمشیر خان، هیچ جاگیردار قبول نمی کند. چنانچہ در عمل دیندار خان، نعمت اللہ نام واقعہ نویس کہ از بہکر آمدہ بود، در زیر قلعہ سہوان دزدان کشتند. و درین باب سابق ہم مذکور شدہ، و هیچ کس غوررسی او نکرد. و حال آنکہ بحکام از شکستن پای بزی بر سر

پلی فردای قیامت سوال خواهد بود، چنانچه حکیم "سنائی" بنظم آورده. نظم : (۳۵۲ - ۲)

دید یک شب بخواب عبداللہ
پدرِ خویش را عمر ناگہ

گفت آیا امیر عادل خوبی
حال خود بامن این زمان بر گوی

با تو ایزد چه کرد بر گو حال
بعد ازین مدت دوازده سال

گفت ازان روز باز تا امروز
در حسابم کنون شدم پیروز

کار من صعب بود با غم و درد
عاقبت عفو کرد و رحمت کرد

گوسفندی ضعیف در بغداد
رفت بر پول و ناگهان بقتاد

گشت رنجور و پای او بشکست
صاحب وی بدامنم زد دست

گفت کانصاف من بده بتمام
که تو بودی امیر بر اسلام

تا با امروز سن دوازده سال
بوده ام مانده در جواب و سوال

ای ستوده شه نکو کردار
باز پرسند از تو این مقدار

چون چنین بُد خطاب با عمری
چه رود روز حشر با دگری

هان و هان بار خود نگردان سست

ورنه گردی بروز محشر پست (۱-۳۵۳)

آنت خواهم که هر کجا شنوند
همه نیکن ترا نکو گویند

بهر رغم متم گران نان را
الکنی کن متم سرایان را

آنچنان عدل کن که از ره داد
کس ز عدل عمر نیارد پیاد

خوش بود خاصه از جهانگیران
رحمت طفل و حرمت پیران

و دفعه دیگر عبدالباقی نام گاشته خود را مانسنگ

از بهکر فرستاد . او نیز چند روز بوده باز به بهکر رفت .

و دفعہ دیگر بخشی تہتہ ، گماشتہ خود را واقعہ نویس کردہ فرستاد ، دیندار خان قبول نکرد ، و او چنانچہ آمدہ بود باز بہ تہتہ رفت . پس اگر طمع ظلم دومیان نباشد ، بودن واقعہ نویس چہ نقصان دارد .

و همچنین در باب طلب مردم قانونگویان ، در عمل او ، فرمان عالیشان با سزا اول آمد کہ تقسیم دہ سالہ را درست کردہ بیارند . و سبب ویرانی ملک (۳۵۳ - ۲) کہ بواسطہ متمم جاگیرداران شدہ و یا بواسطہ متمردان بوفوق آمدہ ، یک بیک بعرض رسانند . و فرستادن قانونگویان چہ قدر کار بود کہ فرستاد .

و در اصل ارخان عنان ضمہ درین ملک ، در عمل احمد بیگ خان شد ، کہ حقیقت ظمہ مرزا یوسف برادرش یک بیک بسمع ایستادہا حضور پایہ سریر خلافت مصیر رسید . و سواي تغییر این ملک ، اثر غضب برو مقرر نکردید ، بلکہ اثر رحمت بظہور رسید کہ از تغییر مہوان ، صاحب صوبہ ملتان شد ، کہ جای عمدہ است . و همین معنی را دیدہ مردم متمم رسیدہگان این ملک کہ میخواستند بہمراہ او شدہ بدرگاہ فلک اشتبہا رسیدہ طلب حق نمایند ، از بھکر مایوس گشتہ بوطن خودہا مراجعت نمودند . و اگر همین عمل احمد بیگ خان را در زیر پایہ تخت (۳۵۳ - ۱) سلیمانی تحقیق می فرمودند ، و از روی حکم شرع شریف

متم گرفتگیہاش بمردم۔ مظلوم واپس میدہانیدند ، و خونہای ناحق کہ از روی عنف و ظلم کردہ بود ، بامر عدالت عظمیٰ اجرائی حکم او میکردند ، هیچ جاگیردار بعدالیوم در ویرانی این ملک راضی نمی شد ، بلکہ جاگیرداران ممالک محروسہ دیگر نیز از ظلم محترز بودہ ، راہ راستی و خوش سلوکی را پیش میگرفتند ۔

در کتب تواریخ سنہ مذکور است کہ ، سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ در حوالی تہتہ علم عزیمت سفر آخرت برافراشت (۱) ۔ و بعد از فوت سلطان محمد شاہ ، فیروز شاہ بوصایہ او بر سریر سلطنت صعود نمودہ (۲) ، عازم دارالملک دہلی گشت (۳) ۔ و جام خیرالدین (۴) والی ولایت منندہ چند منزل تعاقب (۳۵۴ - ۲) نمودہ ، از حوالی سن کہ از مضافات سہوان است ، معاودت کرد ۔ و جام خیرالدین بعد

۱ - بتاریخ ۲۱ محرم ۵۷۲ ہجری وفات یافت . (ہرنی ص - ۵۲۵) ۔

۲ - چہارده کوس دور از تہتہ بر لب دریائی سند بتاریخ ۲۴

محرم ۵۷۲ ہجری (رک فیروز شاہی - ہرنی ص - ۵۲۹ و ۵۳۷) ۔

۳ - اواخر ماہ جمادی الاخر ۵۷۲ ہجری بہ دہلی رسید . (ہرنی ص

۵۴۶) ۔

۴ - خیرالدین ولد جام تماچی والی سند (رک تاریخ سند

میر معصوم ص - ۶۴) ۔

از عزیمت و نہضت سلطان فیروز شاہ، بساط عدل و احسان بسوط گردانیدہ، در ترغیۃ حال رعایا و عامہ، برایا کمال اہتمام می نمود. و از نوادر وقائع آنکہ، ازان جام نیکو سر انجام نقل کردہ اند، کہ روزی با جمعی از خواص و خدم بسیر و تماشا برآمد، ناگہ استخوان آدمیان بنظرش در آمد کہ در مغاک افتادہ بودند. عنان کشیدہ لحظہ، دران عظام بوسیدہ نگریست. پس روی بہلازمان خود آوردہ گفت کہ: سیدانید استخوانہا با من چہ میگویند؟ ایشان سر در پیش انداختہ ساکت شدند. جام فرمود کہ: مضمومی چندند و داد میخواہند. آنگہ ہمت بر استکشاف احوال این ہمت (۳۵۵ - ۱) گماشت. مردی کہن سال کہ آن سر زمین تعمق بوی دانت طلب کرد، و از وی حال آن استخوانہا پرسید. پیر گفت کہ قبل ازین تاریخ بہشتاد (۱) سال، کاروانی از جانب کجرات باینجا رسیدہ بود، و فلان جماعہ ایشان را کشتہ اند، و سائبہ بردہ، و اکثر ازان اسواں موجود است. چون جام برین حال وقوف یافت، بجمہ اسواں فرمان داد، و اکثر آن را جمع آوردند. و کس نزد والی کجرات فرستاد کہ این اسواں از ورثہ کشتگان ہر کس باقی ماندہ باشد، باو برساند. و جماعہ قاتلان را بتصاص رسانید (۲).

۱ - در تاریخ سند ہفت سال ثبت است (زک ص ۶۵).

۲ - این تمام شرح حال از "تاریخ سند" میر معصوم عیناً

گرفته شدہ است (زک - تاریخ سند ص ۶۴ تا ۶۵).

و الحال مظلومان سهوان حی و قائم ، و احمد بیگ خان و برادرش در تنعم و تلذذ . در ایام دولت مثل حضرت شهنشاهی معظمی و مکرمی مستعلی . و پاره استقامت که رعیت (۳۵۵ - ۲) این ملک را در عملهای بظلم آغشته می باشد ، مسبب زراعت ائمه از برای آنکه جماعه ائمه جهة آبادانی چکهای خود بضرورت مردم بزرگران را مساعدت میدهند ، و تخفیف حصه میکنند . و از قوت آن مردم بزرگران زراعت خالصه جا گیردار هم می کنند ، بلکه در ظلمانه او نیز می دهند . و اگر نه احوال رعیت این ملک بغایت خراب و زبون است .

آمدیم بمطلب که از تحقیقات سابقه معلوم شد که اکثر خرابی ملک بهکر و دو سرکار ملک تپته که سرکار چاکر هاله و سرکار نصر پور باشند ، بسبب متمرّدانی که تعلق بملک سهوان دارند ، می شود . پس همگی همت عالی و تدبیر سلطانی در باب رفاهیت ولایت سند ، بر معموری ملک سهوان نمودن ، اهم است . و بودن بخشی و امین و واقعه نویس (۳۵۶ - ۱) درین ملک مقصود تر ، که همیشه جای تردّد و لشکر کشی است . و سرحداتی این ملک را مضبوط داشتنی ، تا متمرّدان قدم از جاده حساب بیرون نه نهند . و الحال کار سهوان بجائی رسیده که شنیده می شود ، هیچ جاگیردار برغبت این ملک را در جاگیر خود قبول نمی کند . و مدتی است که خبر فساد سمیجه اوئر مخذول العاقبت به سمع ایستادهای حضور پایه سریر خلافت مصیر رسیده . و فرامین

عالی شان بتاکید طرف صاحب صوبہ تہتہ و جاگیردار بہکر و
 جاگیردار سہوان آمدہ کہ استیصال این بدبختان نہایند، کہ
 اثری از آثار اینہا نہاند . و تا حال مہم این روسیہان
 دنیا و آخرت فیصلی نیافتہ ، بلکہ متمردی و سرکشی اینہا
 روز بروز در ترقی است .

و اللہ اعلم بالصواب (۲-۳-۴)



فصل چہارم

در تربیت ملک سہوان از روی اجمال

بر ضمیر منیر آفتاب نظیر، مخفی نمائند کہ رعیت این ملک چنانچہ مذکور شد، بسیار زبون گشته و از پا افتاده و اکثر زمینداران رعیت و متمردان باہم یکسان گردیدہ و بعض بدعتہای جاگیرداران ظالم تا حال رواج دارد.

پس اول دستور العمل این ملک را از ضبطی، و غلہ بخشی، و انعام اربابان و مقدمان، و رسوم قانونگویان، و دستور کشتی، و دھرت، از ابتدای عمل بختیار بیگ تا انتہای عمل شمشیر خان اوزبک از روی تحقیق مؤلف معلوم نمایند.

و بیان آن اینست کہ اول باید دانست کہ خروار این ملک شصت کاسہ می باشد. ہر کاسہ بوزن منک کمنہ شش سیر و دونیم پا^۱ جہانگیری و یک نیم دام، و کاسہ (۳۵۷ - ۱) بچہار تویدہ منقسم است.

ثانیاً، احوال ضبطی و غلہ بخشی^۲ این ملک بخاطر آرند. ضبطی فی بیگہ پختہ نوشتہ می شود کہ دو بیسوی عمل معمول ممالک محروسہ از نیک اندر بد زراعت از میان برعیت معاف می شود، سوای نابود و تخم زدہ و شورہ کہ وقت ضبط ملاحظہ کردہ میگذارند.

خریف : جوارى و مندود و شالی : فى بیگہ - جنس می

وسه و نیم کسه ، و نقد یک تنکہ مرادی .

وسی و پنج و نیم دام : پنہ .

و خربوزه و تربوزه و ترکاری و کنجد

و ترب و ارزن و کال و من : فى بیگہ - بیست

و پنج تنکہ مرادی ، و سوا بیست و نہ دام .

زردک : فى بیگہ سی و پنج تنکہ

مرادی .

ماش و سنگ : فى بیگہ - چهارده تنکہ

مرادی ، و سوا دو دام .

نیشکر : فى بیگہ - هفتاد و دو تنکہ

مرادی .

کجره : فى بیگہ - شش و نیم ا - ۳ - ۲

تنکہ مرادی .

نیل : فى بیگہ سی و پنج تنکہ مرادی .

ربیع : گندم و جو : فى بیگہ - جنس ، سی و سه و نیم

کسه ، و نقد یک تنکہ مرادی ، و سی و پنج

و نیم دام .

نخود : جنس ، هفتاد و نیم کسه . و نقد

چهل و پنج دام .

مرشف : جنس ، بیست و ہشت کاسہ
و سہ تویہ ، و نقد ، یک تنکہ مرادی و
ہشت دام .

آہور : فی بیگہ - جنس ، بست و ہشت
و نیم کاسہ ، و نقد ، سی و پنج دام .

ارزن و پیاز و خربوزہ و تربوزہ و سن
و بادنجان : فی بیگہ - بیست و پنج تنکہ
مرادی ، و سوا بیست و نہ دام .

سنگ و مسنگ : فی بیگہ - چہارده
تنکہ مرادی ، و سوا دو دام .

عدس : فی بیگہ - بیست و ہشت تنکہ
مرادی ، و سی و یک دام .

زیرہ و بادیان و گل معصفر و اجود و سیر
و بنگ و کوکنار : فی بیگہ - چہل و ہشت
تنکہ مرادی ، و سی و ہفت دام و سہ پاو .

و تنباکو : در عمل سابق نبود ، در
عمل (۳۵۸ - ۱) دیندارخان پیدا شد . فی
بیگہ - دونیم عدد روپیہ ، و معمول روپیہ بیست
و چہار تنکہ مرادی ست .

غله بخشي : بالمناصفه : دو خروار - یک خروار رعیت
باقی یک خروار .

سوم حصه : سه خروار - دو خروار رعیت
باقی یک خروار .

چهارم حصه : چهار خروار - سه خروار
رعیت باقی یک خروار .

پنجم حصه : پنج خروار - چهار خروار رعیت
باقی یک خروار .

ششم حصه : پنج خروار - سه خروار رعیت
باقی دو خروار .

هفتم حصه : نہ خروار - پنج خروار رعیت
باقی چهار خروار .

و انعام اربابان و مقدسان از مال : در عمل بختیار بیگ
ده نیم بود کہ سر صد خروار ، پنج خروار
از مال بآنها انعام می داد ، و سر صد روپیہ ،
پنج روپیہ . و گذشت عمل او تا انتہای عمل
شمسیر خان اوزبک صد دوئی از مال بود ، و
سر صد خروار ، دو خروار از مال انعام بآنها
می دادند ، سر صد روپیہ (۳۵۸ - ۲)
دو روپیہ .

و رسوم قانونگویان : صدیکی از رعیت بود ، کہ سر صد خروار ،
یک خروار از رعیت می گرفتند . و سر صد
روپیہ ، یک روپیہ .

و دستور کشتی : در عمل بختیار پیگ و عمل پیر غلام
دفعہ اول در عصر حضرت عرش آشیانی زکوٰۃ
بود ، بر مال سوداگران حساب کردہ چہل یکی
میگرفتند . و در ملک سہوان یک گذر شہر
بود ، درو هیچ مضایقہ نیست .

و در عمل پیر غلام دفعہ ثانی در عہد
حضرت جنت مکانی کہ زکوٰۃ معاف داشتند ،
سر کشتی پُر : نیم میر نبات بجنس می گرفتند .
و کشتی خالی را : متعرض نمی شدند ، و ہمین
گذر شہر بود .

و در عمل شمشیرخان اوزبک دفعہ اول ،
سر کشتی پُر :

یک میر نبات را بہا ، دہ
تنکہ مرادی می گرفتند ، و بعد از
چند گاہ بہ بیست تنکہ کشید .
(۳۵۹ - ۱)

و دفعہ ثانی کہ از تہتہ بر گشتہ آمد ،
یک روپیہ : سر کشتی پُر میگرفت ، و کشتی
خالی را متعرض نمی شد ، و ہمین یک گذر
سہوان بود .

و دھرت : درین عملها همین بر غلہ بود، کہ سرِ خروار
یک تویہ از مشتری می گرفتند، و بر دیگر
چیزها نبود.

بعد ازان قانونگویان این ملک را بحضور طلبیده توجیہ
یک عملی از عملهای مذکورہ مثلاً همین عمل دیندار خان را
تحقیق فرمایند، و آنچه از رعیت زیادہ از دستور العمل گرفته
آنها بخاطر عاطر آورده در استقبال رعیت را مستهل سازند.

و آنچه خلاف حکم کرده از دستور کشتیهای سوادگران
و دھرت متصرف شدہ، و آن بدعت تا حال جاریست،
بخلق الله در آیندہ بہ بخشند، و اگر نہ تعلق بخالصہ شریفہ
بکنند کہ جان و مال خلق الله تصدق شہنشاہ است (۳۰۹-۳۱۰)

و نیز تحقیق مواضع ہر یک بر گنہ این ملک را
فرمایند کہ ہر پر گنہ مشتمل بر چند موضع است و ازان جملہ
بالفعل چہ قدر آبادانست، و چہ مقدار ویران. و بعد آن
امین متدین فہمیدہ برای رفاہیت رعیت از حضور تعیین کنند،
و دستور العمل این ملک را از روی فرمان عالی شان نوشتہ
باو سپارند. و او آمدہ قریہ بقریہ ہر پر گنہ این ملک را
بنظر در آورده آنچه آباد است رعیت او را مستهل سازد، و
خاطر نشان کند کہ آنچه گذشت گذشت، الحال موافق عمل
معمول عمل خواهد شد، شایان در کشت کار خود مشغول
باشید. چنانچہ روز بروز آبادانی و معموری زیادہ شود، و آنچه

ویران مت مردم او را تفحص و تجسس کرده دلاسا داده طلبیده بجا و مقام خودها نشانند. و نگذارد کہ کسی (۳۶-۱) از جا گیرداران و قانونگویان و اربابان و مقدمان، از رعیت زیادہ از دستور العمل بہ ستم و ظلم متصرف شود، تا رعیت داند کہ من رعیت شہنشاہم، و خاوند مستحکم دارم. و اربابان و مقدمان و قانونگویان نیز از شیوہ ساختگی جا گیرداران در ظلم سبزگر گردند و بدانند کہ رعیت خزانہ خوب شہنشاہ مت و این امین خازن خزینہ، پس بر رعیت دست تصرف دراز کردن موجب خرابی مت. و همچنین از مردم سوداگر و تجار و حرفہ گر با خبر باشد کہ در حق کسی ظلم نشود. و آن امین طمع شوم در میان کردہ بجا گیردار چندان مخالطت نہ کند و بدادہ شہنشاہ راضی باشد.

و در ہر پرگنہ گہاشتہ خود را گذارد کہ واقف عمل جا گیردار بودہ یوماً فیوماً حقیقت را بطرف (۳۶-۲) منیب خود می نوشتہ باشد، و در جای کہ ستم بر رعیت رسد غور رسمی آن نماید، و اگر از دست او نشود بجا گیردار رجوع کند، و اگر جا گیردار حمایت کند بدرگاہ فلک اشتباہ عرضداشت نماید، تا از انجا فکر شدہ آید.

ومثل این، امین را مثل خزانچی تصور فرمایند. پس چنانچہ خزانچی مثلاً اگر برات یک لک روپیہ برو شود همان یک لک روپیہ میدہد، و زیادہ ازان نمی دہد. و از کسی

به ستم زياده خواهد، نمي گذارد، و اگر زور آرد، آمده پيش صاحب مال مستغاثي ميشود، و خاطر خاوند مال از متعدي آزرده مي گردد و در بي تنبيه آن متعدي ميشود. همچنان امين اگر جاگيردار زياده از دستور العمل از رعيت طلب کند نگذارد که بگيرد، و اگر بزور و ستم بگيرد به شهنشاه (۳۶۱ - ۱) خبر کند. و شهنشاه ده صد زياده از معامله خزانچي در تعدّي ظالم بر رعيت خاطر آزرده کرده آن ظالم را در زير خاک گرداند تا عبرت ديگر ظالمان شود، چرا که رعيت بهترين خزانهاي پادشاه است. چنانچه سابق ذکر يافت و درين ضمن اگر دو سه چغل که بسعايت باطله رعيت شهنشاهي را خراب ساخته اند دريافته بسياست رساند، نور علی نور مي شود. و اين امين غير از عملي ده در عهده است و ديگر عمل نه پردازد، و بهمين عمل خود مقيد باشد که دو عمل بيک کس ضايع است. چنانچه در قسم اول تفصيل يافته و نسخه آباداني و معموري ملک را از پرگنه به پرگنه و قريه بقریه سال بسال بدفتر خانه شهنشاهي مي فرستاده باشد تا حقيقت آباداني (۳۶۱ - ۲) و معموري مدت را سال بسال ارکان دولت باعمره واقف مي شده باشند.

و اين بخاطر مبارک خطور نکند که قانونگوي جاي امين را ميگيرد. از براي آنکه مردم قانون نويسان را عزت کم مي باشد، و نمي توانند جاگيردار را از ظلم و ستم باز داشت، بلکه در ظلم و ستم شريک غالب جاگيردار ميشوند.

و امین باید کہ شخصی با عزت و متدین باشد تا حرف او را جاگیردار بسمع قبول آرد .

و برای رفاہیت لشکری کہ درین ملک ضروری است ، چنانچہ مفصل ذکر خواهد شد ، بخشی تعیین کنند . تا آنقدر جمعیت از جاگیردار این ملک طلب کردہ در سرحدہا نشاند ، کہ رعیت از آسیب متمردان محفوظ بودہ در کشت کار خود مشغول باشد (۳۶۲ - ۱) و خراج گرفتن از رعیت حلال شود . و حق آن لشکر را اگر جاگیردار در توقف نگہدارد باو گفتہ میدہانیدہ باشد کہ در معنی این لشکر ، لشکر شہنشاہی است ، و بکار شہنشاہ می آید ، جاگیردار وسیلہ بیش نیست . و اگر یک جاگیردار تغییر شود تا آن وقت کہ لشکر جاگیردار دیگر در سرحدہا رقتہ نہ نشیند ، لشکر جاگیردار اول را از سرحدہا بر آمدن ندهد .

و بجمہت خدمت اخبار نویسی ، واقعہ نویس دیگر مقرر باشد ، چنانچہ سابق در صوبہا روش بود ، نہ بخشی ، کہ الحال رسم شدہ .

دیگر ائمہ این ملک کہ لشکر دعا ست ، نیز پریشان احوال و بی وقار اند ، بسبب آنکہ ائمہ این دیار چہار قسم می شوند :

قسم اول : جماعہٴ منصب دارانند ، کہ قاضیان و مفتیان و صدر و محتسب باشند (۳۶۲ - ۲) .

قسم دوم : اهل علم و حفظاڻ اند .

قسم سوم : سادات و مشائخ و مردم مغل اصیل اند ، که ترک زیاده طلبی دنیا کرده بگوشه انزوا نشسته بجزوی مدد معاش که از درگاه اعلیٰ دارند ، قانع اند ، و از ره گذر دیگر وجه معیشت ندارند . و این هر سه جماعت بنظر حضرت عرش آسمانی و جنت مکانی و سجاده نشین ایشان خلد الله تعالیٰ منکه ، گذشته ، مدد معاش آورده اند . و مدد معاش این مردم به نهجی مت که بمحنت تمام جزوی مزروع ساخته قوت لا یموت خود می کنند . چنانچه فصل بفصل و سال بسال مردم کارندها را دلاسا کرده ، و مساعدت داده ، و جوینهای آب کنده ، پاره از زمین خود مزروع می نمایند . با این قدر محنت هم زمینهای ایشان کم حاصل (۳۶۳ - ۱) .

(قسم) چهارم : مردم زمینداران اند که تعلق باریابی و مقدمی نیز دارند . و این مردم بنظر حضرت عرش آسمانی و جنت مکانی نگذشته اند . و در زمان نورجهان بیکم فرامین مسمااتی بزرخریده آورده اند . و چون در اصل زمیندارانند ، زمینها خوب پر حاصل از جاهای نیک در تحت چکهای خود گرفته اند . و مردم رعیت محتاج آنها ، بغیر گرفتن مساعدت و کندن جوی آب ، زمینهای آنها را مزروع می نمایند ، چنانچه اکثر زمینهای آن مردم مزروع می شود ، و محنت در آبادانی چکهای خود نمی برند . و اگر یک جاگیردار این ملک از روی شدت در پی تحقیق معامله ائمه میشود ، آن مردم

پیش شدہ مبلغ کلی بجاگیردار قرار می دهند و بر مدد معاش
 جمیع ائمه توجیه می اندازند .

و درین ضمن (۳۶۳ - ۲) آن سه قسم اول از عہدہ
 جواب توجیه ظلمانہ نمی توانند بر آمد . و حاصل مدد معاش
 را بتمام و کمال داده ، دہ بیست برابر وی دیگر از کتب و
 خانہ و اسباب کہ داشته باشند ، فروخته می دهند ، و هنوز
 خلاصی ندارند ، و در کوچہ و بازار پیادهای جاگیردار بی عزت
 و بی آبرو کردہ میگردند ، و باین جهت خراب و ضائع
 می شوند ، و زمینهای مدد معاش ایشان اکثر مطروحہ می ماند .
 و قسم چهارم را چندان آسیب نمی رسد .

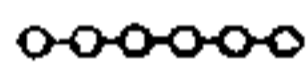
و صدر این ملک بجاگیردار نمی تواند حرف حسابی
 گفت ، محتاج خلاص کردن مدد معاش خود می باشد . پس
 برای رفاهیت ائمه این ملک دست صدر را قوی فرمایند کہ
 تحقیق ائمه کردہ آنچه از قسم فوقی و فراری و دو جایی و
 تقلبی (۳۶۳ - ۱) و لباسی بود ، بر آورده بخالصہ شریفہ
 بازیافت میکرده باشد . تا نتیجہ مزروعیة زمین افتادہ خارج ،
 جمع بخالصہ شریفہ میرسیدہ باشد ، و اگر نہ در یک فصل
 مطروحہ می شود .

و دیگر ائمه فقرا را چنان سازد کہ دست تصرف جاگیردار
 بر آنها دراز نشود ، و مدد معاش خودها را ب فراغ خاطر

متصرف گردیدہ، در دعا گوئی و خدمات مامورہ کہ لوازم ایشان است قیام و اقدام داشته باشند .

و قاضی بہمین خدمت قضا کہ عہدہٴ جمیع مصالح معاش انسان است مقیّد باشد، و پیوستہ در دارالقضا نشستہ معاملات مردم را مطابق شریعت بیضا فیصل میدادہ باشد .
و این ہر دو عزیز بدیگر امر حکومت نیز دخل نکنند، و بدادہٴ شہنشاہ راضی بودہ بواسطہ طمع شوم دلجوئی (۲-۳۶۴) جاگیردار نہ نمایند .

واللہ اعلم بالصواب



فصل پنجم

در تدبیر فرو نشانیدن آتش ترمذ مفسدان ملک سہوان ،
و لشکری کہ درین ملک بجهت این خدمت درکار است

بر رای عالم آرای بجهت افزای ، روشن و هویدا میگردد اند
کہ : سابقاً احوال پرگنجت این ملک مجملأ بیان شده و در
ضمن آن دست رسمی ہر یکی از سہ گروہ متمردان مسطور بر ہر
پرگنہ در تقریر آمدہ . الحال ، وجہ قلع و قمع متمردان مذکور
مفصل بیان سی شود ، و در ضمن آن سبب آبادانی و معوری
ہر پرگنہ مشروحاً خاطر نشان میگردد . و این فصل مشتمل بر
سہ رکن است .

رکن اول

در تدبیر قلع و قمع قوم سمیجہ اونر کہ چہار پرگنہ
درست و کسری را ازین ملک ضایع و خراب دارند :

یکی : پرگنہ 'جٹنیجہ' ،

دوم : (۳۶۵ - ۱) پرگنہ 'خطہ' ،

سوم : پرگنہ 'لاکوت' ،

چہارم : پرگنہ 'سن' ،

و چند مواضع پرگنہ 'حویلی سہوان کہ آنروی دریا بطرف
آن بدبختان واقع اند .

و همچنین چہار پرگنہ، ملک بہکر را در شکنجہ دارند :

یکی : پرگنہ ماتیلہ ،

دوم : پرگنہ الور ،

سوم : پرگنہ لدہ کاکن ،

چہارم : پرگنہ دریبلہ .

و اکثر سرکار نصر پور صوبہ تہتہ ویران کردہ اینہا ست ، و راجہ جیسلمیر از دست اینہا در ہمین دنیا گرفتار عذاب ، راہ خشکی و تری از تمرّد اینہا در خوف و رجا . چنانچہ راہ خشکی غیر از پانصد شش صد سوار ممکن نیست کہ بطرف آن قطاع طریقان جاری گردد ، مگر باتفاق سرداران آنہا . بنا بران سوداگر معنی کم از آن طرف آمد و رفت می نماید . و راہ تری مدتی کشتیہای سوداگران در گذر سہوان (۲ - ۳۶۵) می ایستند ، و مبلغ کمی عر کشتی بیجا گیردار سہوان و چوکیداران میدہد ، بعد ازان چوکی ہمراہ میسازند و بگذر سن میرسانند . و در گذر سن خرج ازان کشتیہا علی قیاس گذر سہوان گرفتہ ، چوکی دیگر ہمراہ ساختہ بگذر ہالہ کنڈی میرسانند . باینہمہ تا رسید ، اکثر اوقات کشتیہای سوداگران وغیرہ تاراج میکنند و صاحبان مال را می کشتند .

مقصود آنکہ استیصال این بدبختان بر عسا کر ظفر مآثر لازم و متحتم است . و آنچه ان میشود کہ ، اول باید

دانست که از زمان ترخانیان تا انقراض عمل شمشیر خان اوزبک فرقه‌های رعیت که در صدر ذکر یافته مقاومت سمیجه اونر کرده می‌آمدند. و چون سواری جاگیردار بر سمیجه می‌شد، اکثر فرقه‌های رعیت خصوصاً فرقه لاکه که هم سرحدی سمیجه اونر (۳۶۶ - ۱) می‌شود، بدل و جان در خرابی سمیجه می‌کوشیدند. و هرگاه این قدر خلق الله از سر صدق در پی خرابی اینها می‌شدند و جاگیردار نیز قصد کلی میکرد، البته کار فیصل می‌یافت، و جماعه ازینها بقتل میرسید، و جماعه اسیر می‌شد، و مال و مواشی اکثر بتاراج میرفت. و پیوسته تمهانه مستحکم در میان اینها نشسته می‌بود، و طرف مردم لاکه از پرگنه لاکوت و پرگنه خطه که جنب این بدبختان است، آبادان و معمور بود. بنا بران قوم سمیجه اونر چندان قوت پذیر نبودند و در پی خلاصی طرف خودها از پرگنه لاکوت می‌بودند که کس از آنها بواقعی مال نگیرد، و جاگیردار ازان طرف هم پاره مال بطریق اجاره و غیره میگرفت، و هرگاه از آنها تمرد (۳۶۶ - ۲) ظاهر میشد، فی الحال سواری میکرد و انتقام خود را میگرفت.

و گذشت شمشیر خان اوزبک هیچ جاگیردار در تنبیه این قطاع طریقان سعی نکرد، مگر یک دفعه محمد علی بیگ بندری از بهکر آمده باتفاق مردم شیر خواجه تادیب داده، بندی بسیار در قید آورده بدست افاغنه سیوی فروخته بود، و بودله نام سردار کلان این مفسدان را از طرف دیربجه در

بند کرده بہ بہکر بردہ بود . و بہ سبب طپانچہ دو سہ سال از متمردي مانده منزوي شدہ بودند ، چنانچہ درین باب اشارت در قسم اول گذشتہ .

و بعد از تادیب محمد علی بیگ مذکور، روز بروز سمیجہ قوت گرفت ، و رعیت بسبب ظلم و ستم جاگیرداران زبون شد . چرا کہ ہر جاگیرداری کہ (۳۶۷ - ۱) گذشت شیر خواجہ ، این ملک را یافت ، حاصل پرگنہ لاکوت را بر خرچ سپاہ تہانہ سمیجہ قسمت کردہ دید ، و پیرامون سواری سمیجہ و تہانہ او نشد . و درین میان قوم سمیجہ پرگنہ خطہ و طرف مردم لاکہ را بالکلیہ خراب و ضایع ساختہ در زیر خود بردند . از برای آنکہ مردم چاندہ را کشتند ، و دیگر مردم ضعیف کہ مانند اطاعت آنها را قبول کردند ، و اکثر مواضعات پرگنہ حویلی و پرگنہ جنیجہ را از پا انداختند . و چون رعیت بسیار زبون و خراب شد ، بعض زمینداران بوسیدہ نسبت و بعضی بوجہ دوستی از روی عاقبت اندیشی بہ سمیجہ اخلاص کردند ، و تا حال بہمین طریق می گذرد . و پس اگر بتصور فرو (۳۶۷ - ۲) نشاندن فتنہ سمیجہ و چاندیہ است . آن زمان یک شخصی ، صاحب تردی مدبری را پرگنہ کاغان و پرگنہ جنیجہ کہ فی الجملہ آبادانند ، و پرگنہ خطہ و پرگنہ لاکوت کہ ویرانند ، در جاگیر او بدہند . و او را ہمین خدمت سمیجہ و چاندیہ فرمایند ، می تواند کہ دفع شر این ہر دو طایفہ را بر وجہ احسن بکند . چنانچہ از قید او

بیرون شده آسیبی بممالک دیگر نرسانند. و اگر مقصود قلع و قمع سمیجه اونر است، آن به دو وجه میسر می شود:

وجه اول: آنکه افواج قاهره را از چهار طرف این بدبختان حکم شود. چنانچه سزاؤلان جلد و تند آمده جاگیردار بهکر را با جمعیت آورده در موضع کرنک که داخل پرگنه دربیله است، نشانند. و صاحب صوبه تهته را با جمعیت آورده در موضع (۳۶۹ - ۱) ابریجه که داخل پرگنه هاله کنده است نشانند. و راجه جیسلمیر را با جمعیت آورده بر سر جاهای گریزگاه این مفسدان که در زیر تلهای جیسلمیر واقع اند نشانند. و جاگیردار سهوان را با جمعیت در موضع کاکه من معموله پرگنه خطه نشانند. تا ازین چهار طرف غله باین قطاع طریقان نرسد، و مال و مواشی و اهل و عیال خودها را نتوانند بر آورد. بعد از ان اخلاص و یکجهتی این متمردان که به بعض زمینداران ولایت سند درین حادثها از قوت بفعل آمده بر طرف سازند، و آن بدین نهج می شود که منادی کنند که در هر موضعی که سمیجه اونر یا عیال و اطفال و اسباب و مواشی او میدارید، و خبر بتحقیق میرسد، مردم آن موضع را از مثل آن مخذول العاقبتان بقتل میرسانیم، و مال (۳۶۸ - ۲) و مواشی او را بغارت می بریم، و درین باب روی هیچ کس را از شریف و وضع نمی بینیم. تا زمینداران این ولایت از سر ترس عسا کر ظفر مآثر مصالحه این بدبختان را که بضرورت شده بود بر طرف کرده عداوت سابق را در

خاطر آورده همه مردم در پستی خرابی این قطناع طریقان گردند . پس هزار سوار خوب که اسپان جلد و تند در زیر ران خودها داشته باشند ، با پانصد شتر پر آب بطرف سمیجه روانه کنند . معلوم شود که این کوته اندیشان کجا می روند ، پنج شش هزار کس اند ، و زنان طفول اینها تا بیست هزار کس می کشد ، کجا خواهند رفت ، مگر آنها جاندارند ، البته بر آب و علف خواهند بود ، و این قدر مردم پوشیده و پنهان نمی مانند . و هرگاه لشکر ظفر اثر بر آنها ریخت اکثر مردم (۱ - ۳۶۹) جاندار بر سر اهل و عیال خودها بقتل میرسند و بعضی در بند می افتند ، و اهل و عیال و مال و سریشی آنها بغارت می رود ، و بعضی که متفرق می گردند ، چهار طرف را افواج قاهره گرفته نشسته ، البته بدست می آیند ، و بالفرض اگر پر و بال بهم رسانند نمی توانند بدر رفت و دست گیر می شوند . و بقیة السیف از دست آنها کاری نمی آید و رعیت را قبول میکنند . و چون این قسم فتح عت بین متمدان روی داد ، ملک اینها را بمردم رعیت که در اطراف و جوانب اینها می باشند ، بخش کرده بدهند .

پس آنچه از ملک این بدبختان بطرف مردم مهتته واقع است ، تعلق به پرگنه دربیله کرده حواله آنها نمایند . و چیزی بآنها در مالگذاری احسان کنند که ملک دیگران را (۲ - ۳۶۹) آباد خواهند نمود . و در قلعه کرونک که بالفعل آن قلعه از جهة ترس سمیجه بدبخت ، مردم مهتته مکمل و طیار

دارند . و قاعدہ خریف ملک بہکر است کہ در زمینہای دشت بسیار خوب می شود و قتیکہ نسق خریف می رسد ، دران قلعه مردم سہتہ جمعیت کردہ رفتہ می نشینند . و اطراف و جوانب را رعیت کشت کار خریف می نماید ، آنجا صد سوار و پنجاہ برق انداز تہانہ از حاکم بہکر نشانند ، تا بطریق نیک این ملک سمیجہ عمل معمول مردم سہتہ گردد .

و همچنان از ملک این مفسدان کہ بطرف مردم کوریجہ و پہوار واقع است ، داخل پرگنہ جنیجہ کردہ بانہا سپارند . و در مالگذاری پارہ احسان برعیت قرار دهند ، تا برغبت تام در پستی آبادانی ملک غنیم مشغول گردند . و قلعه در (۱ - ۳۷۰) موضع کجیرہ انداختہ صد سوار و پنجاہ برق انداز از جاگیردار سہوان دران قلعه تہانہ نشانند .

و بدین نہج ، ملک این قطاع طریقان کہ بطرف پرگنہ خطہ افتادہ ، بمردم ہالہ پوترہ وغیرہ رعیت پرگنہ مذکورہ حوالہ نمایند . و در قلعه کا کہ پنجاہ سوار و بیست و پنج برق انداز از جاگیردار سہوان تہانہ نشانند ، تا پرگنہ خطہ بطریقی کہ آبادان بود ، معمور و آباد شود .

و علی ہذاقیاس ملک این روسیہان کہ بطرف مردم لاکہ افتادہ بانہا بدہند . و این مردم لاکہ را در ملک قدیمی اینہا و در ملک سمیجہ کہ الحال می دہند ، بسیار احسان قرار دہند کہ دشمن جبلی سمیجہ اونر می شوند . ہرگاہ اینہا

قوت گرفتند، دیگر جایی سمیجہ رفت، و قلعه وینجرہ را مرمت کردہ (۳۷۰ - ۲) دوہست سوار و صد برق انداز از جاگیردار سہوان آنجا تہانہ نشانند، تا مردم لاکہ بفراغ خاطر در کشت کار خود مشغول شوند .

و بدین منوال ملک این متمردان کہ بطرف پرگنہ ہالہ کنڈی مین اعمال سرکار نصرپور واقع ست، بمردم ہالہ سپارند و داخل پرگنہ ہالہ کنڈی نمایند، و تہانہ ہالہ کنڈی کہ ہمیشہ ہر صاحب صوبہ تہتہ بواسطہ فساد سمیجہ اونر می نشانند، او را حکم شود کہ تا دو صد سوار و صد برق انداز در قلعہ ابریجہ مین اعمال پرگنہ مذکور کہ برادر ابوالبقا ماختہ، نشینند .

و این جملہ مردم تہانجات شش صد و پنجاہ سوار و سیصد و بیست و پنج برق انداز می شوند، از انجملہ یک صد سوار و پنجاہ برق انداز از حاکم بہکر، و دو صد سوار و صد برق انداز از صاحب (۳۷۱ - ۱) صوبہ تہتہ، و سیصد و پنجاہ سوار و دوہست و بیست و پنج برق انداز از جاگیردار سہوان .

و ہر گاہ این تدبیر بہ پرگنہ لاکوت شود، از یک پرگنہ پنج پرگنہ می گردد . و مردم این تہانجات تا چہار سال متصل جابجا نشینند، بعد آن یک تہانہ وینجرہ قرار باید داد کہ در آنجا پیوستہ، دوہست سوار و صد برق انداز از جاگیردار سہوان نشستہ باشند . واللہ اعلم بالصواب .

وجہ دوم : آنکہ جاگیر سہوان سر خود بغیر معونت لشکر تہتہ و بہکر و جیسلمیر کار این قطاع طریقان را بکند ، و آن بدین نہج میسر می شود کہ شخصی صاحب ترددی ، سپاہی دوستی ، رعیت پروری ، از ظلم دوری را این ملک جاگیر بدهند تا او اینجا آمدہ اول دو چیز را (۱ - ۳ - ۲) در دست خود مضبوط بگیرد : یکی رعیت ، دوم سپاہ .

تا بقوت این ہر دو چیز استیصال متمردان این ملک نماید و ملک را آبادان و معمور سازد . پس برای دست آوردن رعیت ، او را تدبیر ہر پرگنہ علاحدہ باید کرد . و آن بدین طریق ست کہ از جملہ ہشت پرگنہ کہ بطرف قلعہ این روی دریا واقع اند :

یکی پرگنہ باغبانان است ، و تربیت این پرگنہ بدین نمط بدست می آید کہ قلعہ سلطان محمد برننگانی ارغون را کہ در موضع پُلجی من اعمال پرگنہ مذکورہ واقع ست ، از سر نو مستحکم کردہ ، دوہست سوار کارآمدنی و صد برق انداز آنجا تہانہ کردہ نشاند . چرا کہ چہار قوم سمیجہ صاحب جمعیت درین پرگنہ ساکن اند .

قوم بکئیہ -

قوم جونیجہ -

قوم بیریہ - و این ہر سہ (۱ - ۳ - ۲) قوم مالگذارند

و سرکش نیستند .

قوم تیمبہ - و این قوم حرامزادہ و متمرّد است . اگر جاگیردار قوت لشکر دارد و لشکر فہمیدہ سر فصل بر مواضع اینہا می فرستد ، چیزی دست برداشته می دهند ، واگر نہ چیزی نمی دهند .

و نیز قوم چاندیہ مخذول العاقبہ جنب این پرگنہ می باشند ، چنانچہ درین باب سابق ہم مذکور شدہ . و ہرگاہ کہ این قدر جمعیت آنجا بطریق امتقامت تہانہ کردہ نشست ، ہر دو قوم مذکور را در نظر خواهد داشت و سرکشی نمی توانند کرد . و رعیت این پرگنہ را دلاسا بدهد و دستورالعمل سابق را منظور داشته ازان چیزی تفاوت نکند . و آن دستورالعمل اینست کہ عمل این پرگنہ اکثر ضبطی شدہ آمدہ و در جاہای دیگر دو بیسوی عمل معمول می دهند (۲ - ۳۷۲) ، و درین پرگنہ سہ بیسوی و نیز از نرخ غنّہ یک پاو روپیہ سر بیگہ تخفیف می کنند . و جویہای آب کہ در زمان سابق جاری بودند مرست کردہ باز جاری سازد ، تا مردم رعیت پراکندہ شدہ از ہر طرف رجوع باین پرگنہ نماید ، و همچنان کہ این پرگنہ ویران و خراب شدہ آباد و معمور گردد . و زمینہای کاجہ (۱) کہ در اطراف و جوانب کولاب سہا و نالہ ماروی است کہ از طرف ملک سیوی و گنجابہ می آید ، نیز مزروع شود ، و از یک پرگنہ چہار پرگنہ

گردد . و قصبه باغبانان از قلعه سهوان در بیست و دو گروه واقع است .

دوم پرگنه نیرون قلعه است . و تربیت او بدین نهج است که ، در قلعه آن موضع بیست سوار و ده برق انداز تهبانه نشانند و رعیت را دلاسا کند (۳-۳ - ۱) و عمل غله بخشی آنها را از عمل بختیار بیگ لغایه شمشیر خان اوزبک منظور دارد . و آن عمل اینست که ، زراعت ارباب بها الدین پهوار بقرار سوم حصه غله بخشی نماید ، چنانچه دو حصه بمشار الیه گذارد و یک حصه خود بگیرد . و زراعت رعیت دیگر بقرار نه حصه که پنج حصه بر رعیت گذارد و چهار حصه خود متصرف شود ، بلکه ازان هم پاره تحفیف کند تا رعیت استقامت گیرد که جای صعب است ، و در دهنه احشامات کوهی و چاندیه واقع است ، و با این حال بالفعل ویران است . و این موضع از قلعه سهوان در بیست و پنج گروه واقع است .

سوم پرگنه کاهان است ،

و چهارم پرگنه بوبکان - و تربیت این هر دو پرگنه بدین طریق است که ، این هر دو پرگنه چند مواضع ریزانی دارند ، که زمینهای (۳-۳ - ۲) آن مواضع بآب دریا ریز می یابند ، و بالفعل اکثر آن مواضع آبادانند . زراعت این مواضع را غله بخشی بالمناصفه قرار بدهد که ازو تجاوز و تفاوت نکند . امید است که ده می بلکه زیاده حاصل بدهند .

و دیگر مواضع کاجه (۱) دارند، در دامنه کوه که از آب سیلاب کوه وقت بارندگی زمینهای آن مواضع ریز می شوند، و زراعت خریفی از قسم جواری و کنجد و ربیعی مرشف درین زمینها بسیار خوب می شود. و این مواضع گذشت عمل شمشیر خان اوزبک در تنزل شده ویران مطلق کشته اند. از برای آنکه، این مواضع در جاهای سخت در درهای راه کوه واقع اند. و خوف احشامات کوهی و مردم نهمردی و چاندیه که در صدر ذکر یافته، بسیار دارند. چنانچه غیر از جمعیت خوب آنجا مردم (۳۷۳ - ۱) رعیت زراعت نمی توانند کرد.

و تا انتها عمل شمشیر خان اوزبک رعیت پسر تمپیه بود، چنانچه قریب هزار سوار و چهار پنج هزار پیاده مکمل از مردم پهوار و غیره از پرگنه کاهان می بر آمدند، و همچنین تا دویست سیصد سوار و دوسه هزار پیاده از پرگنه بوبکن. و درین ضمن دلاسانی جاگیردار بر رعیت از غله بخشی با تخفیف حصه های بود، و جاگیردار خود هم با جمعیت خوب درست در سهوان نشسته می بود. و جمیع مردم رعیت این دو پرگنه در موسم آب کلانی مواضع ریزانی را گذاشته با اهل و عیال خودها رفته دامنه کوه را گرفته می نشستند. و سواشی خودها را بتمام آنجا برده می چرانیدند و زراعت می کردند، و جاسوسان

بطرف کوه مي مانند، تا اگر خبر لشکر گران و سنگین (۳۷۴ - ۲) از کوه مي آمد، اهل و عیال و مواشي را بطرف مواضع ریزاني کشیده، خودها جریده شده خبردار مي بودند. و اگر خبر لشکر مهل مي آمد، آن زمان چوکی درهاي کوه را قرار مي دادند که جاعه بچوکی خود خبرداران درها مي بود، تا بغفلت لشکر کوه بر سر اهل و عیال و مواشي اینها نریزد. باین سبب مواضع کاجه آبادان میشدند، و حاصل کلي بجاگیردار مي دادند. و این رعیت پر تهیه بچنگ سمیچه مخدول العاقبه نیز بکار مي آمد، چنانچه سابق هم درین باب اشارت رفته.

و گذشت عمل شمشیر خان، این مواضع را بعض جاگیرداران از روی ضبط مال بر رعیت بستند. چنانچه بهر دو سر حاصل زراعت دادن هم خلاصی نداشتند، و استعداد زراعت هم فروخته دادند و زبون گشتند. و بواسطه (۳۷۵-۱) زبونی و بی استعدادی رعیت، دست احشامات کوهی بر رعیت غریب دراز شد و اکثر مردم رعیت را احشام کوهی بدرجه شهادت رسانیدند، و مال و مواشي بغارت بردند، چنانچه الحال آن قدر قوت ندارند که جمعیت کرده دران مواضع رفته نشینند و آبادان نمایند.

و سبب آبادانی این مواضع اینست که، عمل غله بخشی یا تخفیف حصه های که در عمل بختیار بیگ و

مخدوم جعفر بوبکانی شنیدہ بود کہ ، این بند ہمگی دو نیم روز پایندہ بود بعد آن بدعای درویشی شکست یافتہ . و بہان قدر محصول زراعت مواضع کاجہ (۱) بقرار دہم حصہ کہ نہ حصہ از رعیت باشد و یک حصہ از خالصہ بہ جام نندہ یک لک خروار آمدہ بود . آن بند را دو سہ ہزار روپیہ خرج کردہ از سر نو مستحکم سازد ، و قلعہ بر سر آن بند راست کردہ دو صد سوار و صد برق انداز دران قلعہ تہانہ نشانند ، تا خبردار آن بند بودہ استقامت رعیت بہم رسانند .

و موضع قاسم باریجہ و موضع بلوچان نوحانی من متعلقات پرگنہ بوبکان کہ میان کوه اند ، و گذشت (۳۷۶ - ۲) عمل شمشیر خان اوزبک غیر معمولہ شدہ می آیند ، باز معمولہ نایند .

و نیز یک چشمہ آبی ست کہ از کوه می آید بالای موضع کوتلہ و در زمینہای ناقابل زراعت افتادہ ضایع می شود . دہنہ آن چشمہ را ہم بگچ و ماش پرستہ بر زمینہای مواضع کاجہ گذارد . بعد آن قدرت الہی را مشاہدہ نماید کہ این مواضع چہ مقدار حاصل می دهند . چنانچہ ہر موضع سر کتلہ بیک پرگنہ خواهد زد .

و آن مواضع کاجہ کہ تعلق باین دو پرگنہ دارند ،

سہ اند .

۱ - کاجہ .

یکی موضع اوتهل است، که تعلق به پرگنه بوبکان دارد. و این موضع منقسم به شش طرف می شود:

یکی: دویمک

دوم: انکی

سوم: مادر

چهارم: تابک

پنجم: کورانہ

ششم: اکناری

نوم موضع اراره و

سوم موضع کروتی است. و این هر دو موضع در قصبه پرگنه (۳۷۷ - ۱) کاهان دارند.

و موضع اوتهل و موضع اراره از قصبه سہوان در شانزده گروهی واقع اند، و از کوه کلان اوتهل در هشت گروهی، و اراره در یازده گروهی، و موضع کروتی از قلعه سہوان بیست گروه می شود، و از کوه شش گروه، و قصبه کاهان از قلعه سہوان سیزده گروه می باشد، و قصبه بوبکان پنج گروه.

پنجم پرگنه پاتر است. و این پرگنه را احتیاج جمعیت نیست. برای رفاهیت رعیت غله بخشی بالمناصفه بدستور

سابق قرار دهد ، تا آبادان گردد . و قصبہ پاتر از قلعه سہوان در سی کروی واقع است .

ششم پرگنہ نیرون است . و از قلعه سہوان یک کروی خواهد بود . اطراف و جوانبش را مواضعات پرگنہ کاهان ، پرگنہ بوبکان و پرگنہ حویلی سہوان احاطہ (۳۷۷ - ۲) کرده اند . اجارہ بر مردم ملاحان کہ درین کولاب ساکن اند بر بسته اند ، سرفصل می گیرند . احتیاج بجمعیت ندارد ، و قابل آبادانی ہم نیست ، از برای آنکہ رقبہ ندارد .

ہفتم پرگنہ حویلی سہوان ست . و این پرگنہ مشتمل بر پانزدہ موضع است ، ازان جملہ دہ موضع این روی دریا بطرف قلعه واقع اند . ازان میان ہفت موضع در دامن کویہ بطرف احشامات کویہ افتادہ اند ، و پنج موضع دیگر از پرگنہ بوبکان ، کہ این مجموع دوازده موضع می شوند . و تربیت این مواضع بدین وجہ است کہ :

موضع ساوہ : و این موضع از قلعه سہوان در نوزدہ کروی واقع است و از کویہ کلان در شانزدہ کروی - و

موضع عزیزانی : و این موضع از قلعه سہوان پانزدہ کروی می باشد ، و از کویہ (۳۷۸ - ۱) ہشت کروی - و

موضع پاهنی کوت : و این موضع از قلعه سہوان سیزده گروه
می شود، و از کوه هفت گروه، و

موضع تہنی : و این موضع از قلعه سہوان در دہ گروهی
واقع است، و از کوه در دو گروهی.

و این ہر چہار موضع از معمولہ
پرگنہ بوبکان می شوند . و

موضع جانکار : و این موضع از قلعه سہوان در ہفت گروهی
است، و از کوه در پنج گروهی . و

موضع بازاران : و این موضع از قلعه سہوان و کوه پنج و
نیم گروه می شود . و

موضع کجی : و این موضع از قلعه سہوان و کوه پنج
گروه خواهد بود . و

موضع نار : و این موضع از قلعه سہوان ہفت گروه
است، و از کوه چہار گروه .

و این ہمان موضع است کہ خربوزہ
و تربوزہ ولایتی در آنجا بغایت خوب می
شود جای نیکوست . چشمہ آبی است
کہ از کوه ہمیشہ جاری است (۳۷۸ - ۳)

بُن این چشمہ دو کرویہ ازین موضع میان کویہ می شود. مولف سر آن بُن مکرر رسیدہ و مشاہدہ کردہ، مثل حوضی ست کہ از زمین جوشیدہ بر آمدہ، و از آنجا بر زمین افتادہ، بطرف موضع مذکور می آید. و بران آب رعیت آنجا بطرز ولایت زراعت میکنند و اکثر فالیز و نیل می شود، و نیل آنجا سر کٹہ بہ نیل بیانہ می زند. آب کم ست، نہایتیش سال تمام بدویست و پنجاہ جریب زمین کفایت میکند، و اگر آب بسیار می بود از زمین کمی ندارد، تا بیست ہزار جریب بلکہ بیش ہم زراعت می شود.

و حضرت آری شیمہانی رحمۃ اللہ علیہ بزرگی در آنجا آسودہ اند. ازین موضع مزار ایشان پا کرویہ خواهد بود، بسیار جایی پر فیض ست. و ایشان را شیمہانی باین سبب می نامند کہ "شیمہ (۱)، بزبان (۳۷۹ - ۱) سندیہ شیر را می گویند. و روزی در حیوۃ خود باجماعہ یاران بسیر بر آمدہ بودند، ناگاہ شیری از پیش

آمد، جمیع مردہ کہ ہمراہ ایشان بودند ملاحظہ نموده بیک طرف شدند، و ایشان گوش آن شیر را گرفته بروموار گشته میر نمودند .

و چون خربزہای این موضع را برادر ابوالبقا هر گاه سک سہوان بشرکت میرزا دوست بیگ - در جائز او شد، بخدمت حضرت جنت مکنی (۱) فرستاد . حضرت ایشان بغایت محظوظ شدہ این خربزہا را با خربزہای ولایتی اصلی برابر ساختہ امتحان فرمودند، این خربزہ از خربزہ ولایتی بسیار خوب بر آمد . بقرآن این موضع در خالصہ شریفہ نموده حوالہ نواب کامیاب قاسمی اللہ نواب آصف جاہی (۲) کردند، و چند سال بین موضع در تحت ۱ - ۹ - - - ۲ - تصرف و ولای ایشان بود .

۱ - جهانگیر بادشاہ (۱۰۱۳ - ۱۰۳۰) .

۲ - میرزا ابوالحسن بن اعتماد الدولہ غیاث بیگ ملقب بہ آصف خان معروف بہ آصف جاہی . برادر دلان نورجہان بیگ و والد ارجمند بانو بیگم (ممتاز محل زوجہ شدہ جہان بادشاہ) و - ۱۷۱۰ شعبان ۱۱۰۵ ہجری (مائرا لمرآج - ج ۱ - ص ۱۵۱)

و این چہنار موضع از متعلقات
 پرگنہٴ حویلی مہوان می باشند، و این
 مجموع ہشت موضع می شوند. و ممکن
 نیست کہ تا یک سال رعیت این مواضع از
 دست متمردان کوهی سلامت باشد، چنانچہ
 البتہ درین میان بدفعات مردم نہمردی و
 بلوچ چاندیہ وغیرہ مردم کوهی، این
 مواضع را آمدہ می تازند و مال و مواشی
 را غارت می کنند، و اطفال را بند کردہ
 می برند، و ہر کس از رعیت پیشِ راہ
 آن بدبختان می افتد بدرجہٴ شہادت
 میرسانند. و باین سبب این مواضع خراب
 و ضائع اند. رعیتِ این مواضع را غلہ
 بخشی نماید، از قرار نہ حصہ، چنانچہ
 پنج حصہ بر رعیت گذارد، چہار حصہ خود
 متصرف شود. یک حصہ بواسطہٴ یراغ
 سپاہگری بر رعیت معاف کند. تا مکمل
 گشتہ سرِ وقت با مردم کوهی (۱-۳۸۰)
 استقامت نماید. دیگر

موضع تیری : • است کہ بالفعل ویران مطلق است، از
 برای آنکہ رعیتِ این موضع اکثر از دست
 مردم کوهی تلف شدہ، و باقی مانده از

روی بی امتدادی ہر جا متفرق
شده رفتہ .

دیندار خان این موضع را در اواخر
عمل خود بسادات آستانہ متبرکہ حضرت
مخدوم نعل شہباز بلند پرواز رحمۃ اللہ علیہ
بطریق انعام دادہ بود . و آنها زمینہای
این موضع را بقرار پنج حصہ کردہ برعیت
مپردہ بودند ، کہ چہار حصہ از رعیت
باشد و یک حصہ از ایشان . بنا بران چند
جریب زراعت درین موضع شدہ بودند .

قبعہ احمد بیگ خان را کہ درین
موضع ساختند و این کار خوب ازو واقع
شدہ ، مرمت کردہ صد مزار و پنجگاہ
برق انداز در آنجا تہانہ نشاند . و مردم
متفرق شدہ (۳۸ - ۷) این موضع را
از ہر جا تجسس و تفحص کردہ ، طلبیدہ
استمالت دادہ بچہی و مقام اصلی آنها
مکونت دہد . و یک سال از زراعت
آنها چیزی محصول نگیرد ، بعد آن همان
پنج حصہ غلہ بخشی بآنها قرار دہد ،
چنانچہ یک حصہ خود بگیرد و چہار حصہ

برعیت گذارد، که آبادانی این موضع
 دخل تمام دارد. گویا دست تطاول
 مردم کوهی را از قصبه سهوان مسدود
 می سازد. و این موضع از قلعه سهوان در سه
 کوهی واقع است، و از کوه در دو
 کوهی. و مردم این تهانه باتفاق مردم تهانه
 بند ساوه خبردار جمیع مواضع مذکوره که
 طرف کوه واقع اند خواهند بود. دیگر،

موضع گاهی سنجویی: است که بر سر راه کوه لکی واقع است،
 و این طرفه راه مخوفه است، عالمی را
 خراب و ضایع ساخته و می سازد. در زیر
 این کوه دریا می گذرد (۳۸۱ - ۱) و
 وقت زمستان که آب کمی میکند، پهلوی
 کوه مردم آمد و شد می نمایند و وقت
 غلبه آب بر دو راه کوه، که بالا مذکور
 شدند. و اکثر متمردان کوهی و نتیجه
 این راهها را می زنند، و مردم را
 می کشند و مال آنها غارت میکنند.

مردم ترخان رعیت این موضع
 را دلاسا داده مواجبی باینها مقرر کرده
 بودند، و راه کوه لکی را جاری میگردند

و آنچه زراعت اینها می شد در مواجب۔ اینها مجری می دادند، و برای همین این مردم را در زمان ترخانان "سواجبی"، می گفتند، و الحال درین ملک مشهور به "معجوبی"، شده اند. و گذشت بختیار بیگ ترکان از دست جاگیرداران سهوان رعیت۔ این موضع ویران شده متفرق گشته رفته بودند. چون پیر غلام در سهوان آمد، رعیت۔ این موضع را از ملک بهکر دلاسا کرده (۳۸۱ - ۲) طبیبانده مساعدت داده در جای و مقام آنها نشاند. و سیم حصه از محصول زراعت۔ آنها میگرفت، و خبرداری نصف راه یکی را که بطرف قنعه سهوان واقع است، بعهده آنها گذاشت. و نصف راه دیگر که بطرف پرگنه من است، بمردم بلوچ نوت بنده که در موضع لکعلوی ساکن اند، سپرد. و خود کاشته آنها که در موضع مذکور میکردند انعام کرد. و همچنین می بود تا انقراض عمل۔ شمشیر خان اوزبک. و گذشت عمل او رعایت احوال رعایا، این موضع کسی نکرد تا آنکه رفته رفته زبون

شدند، و اکثر مردم جاندار اینها را
 متمردان کوهی بدرجه شهادت رسانیدند.
 و در عمل دیندار خان جماعه از مردم
 نهمردی آمده برین موضع ریخته، آنچه
 مرد معنی در نظر آن بدبختان افتاد
 کشتند (۳۸۲ - ۱)، و گوشه‌های زنان
 را بریدند و طفلان را اسیر کرده بردند،
 و بقیة السیف گریخته در قصبه سهوان آمده
 ساکن شدند، و بعضی متفرق شده رفتند و
 موضع مذکور ویران مطلق گردید. و
 این موضع از قلعه سهوان در دو گروهی
 واقع است، و از کوه لکی در یک گروهی.
 و مواشی شهر اکثر بآن طرف رفته
 می‌چریدند، و هیزم کشان هیزم می‌آوردند.
 چون این موضع ویران شد، دست تصرف
 دزدان سمیجه و مردم کوهی، بقصبه
 سهوان دراز گردید. چنانچه مواشی را
 تاخته می‌بردند، و هیزم کشان و غیره
 مردم مسافران را می‌کشتند و تاراج
 میکردند. بلکه در میان شهر، مواشی و
 اسپان را نگه داشتن مشکل شد. چنانچه
 چند مرتبه اسپان سپاهیان دیندار خان را

(۳۸۲ - ۲) دزدان سمیجہ ، از میان شہر
جبراً و قہراً کشیدہ بردند ، و ہیچ کس
مقاومت آن روسیہان نہ نمود . و بواسطہ
ہمین شدت دیندار خان گردِ شہر سہوان ،
قلعہ ساخت . و درین باب سابق ہم
مذکور شدہ .

یک روز این خانہ زاد بہ
دیندار خان گفت کہ ' ' این قسم موضع
در ایام حکومت شہ ویران بودن خوب
نیست ، ! این حرف در دل او کارگر شدہ ،
موضع مذکور را بہ سید جلال داد ، او بنام
پسرِ خود سید کمال نام ، کمال پور نام نہادہ
گرد آن موضع دیوار قلعہ ساختہ رعیت باقی
مازندہ را دلالتاً دادہ بجای و مقام آنها نشانہ
و از زراعتِ آنها عمل غلہ بخشی بقرار
چہارم حصہ نوشتہ داد ، چنانچہ یک حصہ
خود بگیرد و سہ حصہ رعیت را گذارد .
باین دلالتاً پارہ ' استقامت یافتہ دہ بیست
جریب در ربیع ایت ٹیل (۱) (۳۸۳ - ۱)

۱ - نام سال یازدہم از دورہ دوازده سالِ توری است کہ
بنام حیوانات منسوبند ، و بعد از ہر دورہ دوازده سالہ دورہ دیگر
آن آغاز می شود . ایت ایل بمعنی سال سگ است .

زراعت کرده بودند که دیندار خان تغییر شد. غرض که تربیت این موضع نیز از لوازمات است، این موضع را همان حصه سید جلال منظور دارد و ده برق انداز و ده تیر انداز در آنجا نشانند، تا رعیت این موضع استقامت گیرد و خبر داری نصب راه کوه لکی هم میگرفته باشند. و این هر دو موضع از معموله^۱ پرگنه حویلی سهوان می شوند. دیگر،

قصبه سهوان :

است. و تربیت این موضع از مواس در ذیل مواضع صدر ذکر یافت، و برای رفاهیت رعیت غله بخشی بدستور سابق بالمناصفه قرار دهد. و چون قلعه^۲ سهوان کهنه شده و ضائع گردیده و آب دزد از کار رفته، اگر از سر نو مرمت یابد عین صواب است.

دیگر چشمه کائی است و چشمه نیک (۱) - و این هر دو (۳۸۳ - ۲) چشمه را یک موضع در دفتر می نویسند و از متعلقات پرگنه بوبکان

۱ - نشینگ تاکنون موجود و معروف است.

می شوند، و درین هر دو چشمه بلوچ نوحانی ساکن اند و زراعت میکنند، و محصول مثل مائـر رعیت بجا گیردار نمی دهند مگر پاره گوسفند و بز فصلانه در عمل بختیار بیگ و پیر غلام تا اواخر عمل شمشیر خان میدادند، و در لشکر کشی نیز همراهی می کردند و درین باب سابق هم مذکور رفته، و الحال زبون شده غیر معموله افتاده اند. سابقین این هر دو چشمه یک گروه مقاصد خواهد بود و از سهوان چهارده گروه می شوند، میان کوه.

و شکار رنگ و قوچ بر بشته‌ی کوه‌های این چشمه‌ها بسیار است. مؤلف به‌مراه مرحوم عتیق الله پسر کلان برادر ابوالبقا که حضرت جنت مکانی برای شکار رنگ فرستاده (۳۸۰ - ۱) بودند درین کوه‌ها شکار رنگ و قوچ بسیار کرده.

این بلوچان را برای محافظت مواضع مذکوره، از فساد احشامات کوهی دلاسا دهد و علوفه برای آنها مقرر سازد.

مظهر شاهجهانی

تا دوپست کس خواهند بود ، همه جنکره
و بهومیه کوه . و این هر دو چشمه در
علوفه آنها بجرئی داده موضع تیری نیز در
جاگیر آنها بدهد . و صد نفر از آنها
آورده در تهانه موضع مذکور بهمراه
تعیینات آنجا نشانند . و صد کس دیگر
همچنان در جای و مقام اصلی خود بر
چشمهای مذکوره ساکن باشند .

و قلعه احمد بیگ خان را که بر
چشمه نیک ساخته و این کار نیز ازو
خوب بوجود آمده ، مرمت کرده بیست
سوار و ده برق انداز دران قلعه تهانه
کرده نشانند ، تا آن چند بلوچ هم در
(۳۸۳ - ۲) زیر حکم لشکر شهنشاهی
بوده پیوسته خبر احشامات کوهی بآن مردم
میرسانیده باشند . و باین تدبیر این
دوازده موضع مسطور ، از دست تغلب مردم
کوهی محفوظ مانند ، و خاطر جاگیردار
ازین طرف دغدغه نکند .

و آن سه موضع دیگر از جمله ده
موضع پرگنه حویلی سهوان که این طرف
دریا واقع اند :

یکی : کبروت است - و

دوم : سانکپور - و

سوم : بہوترہ .

و درمیان این ہر سہ موضع و
کوه ، کولاب منجر حائل است بنا بران
وسوسہ از طرف متمردان کوهی ندارند .
رعیت این مواضع را ہم غلہ بخشی بقرار
بالمناصفہ نماید تا آبادان شوند .

و پنج موضع از مواضع پرگنہ حویلی آن روی دریا
بطرف سمیجہ مخذول العاقبہ واقع اند ، و بسبب آن بدبختان
(۳۸۵ - ۱) ویران افتادہ اند ، و تربیت این مواضع در ذیل
تربیت پرگنہ خطہ بیان می شود . و اسامی این مواضع
این است :

موضع لنجار ،

موضع سیدان کارہ ،

موضع دولت آباد ،

موضع دیہ ،

موضع بیلی شیخ مومہ .

ہشتم پرگنہ سن است. و بواسطہ آسپ مردم نہمردی
و سمیجہ اونر بالفعل خراب است، چنانچہ چند موضع این
پرگنہ آبادانی ہم ندارند و ویران افتاده اند.

و تربیت این پرگنہ بدین وجہ است کہ : قلعه
احمد بیگ خان را، کہ در موضع آمري ساخته و این کار ہم
ازو خوب واقع شدہ، مرمت نمودہ پنجاه سوار و بیست و پنج
برق انداز آنجا تہانہ نشانند، تا مواضعات کہ این طرف قصبہ
سن مغرب رویہ واقع اند آبادان شوند. و،

موضع آمري مذکور و موضع تہتی (۳۸۵ - ۲) ولی محمد بالفعل
ویران مطلق اند. و درین ہر دو موضع
سادات می بودند، و تا انقراض عمل
شمشیر خان اوزبک بغایت آبادان و معمور
بودند، و گذشت عمل او اکثر سادات
این ہر دو موضع از دست مردم نہمردی
و سمیجہ اونر بدرجہ شہادت رسیدند، و
قلیلی کہ ماندند متفرق شدہ بہر جا رفتند.
و موضع آمري را دیندارخان بہ سید یوسف
ارباب سن جاگیر کردہ بود، و موضع
تہتی را بہ سید حسن از سادات موضع
لکعلوی. بنا بران درین ہر دو موضع پارہ
آبادانی نمودہ بودند. مردم متفرق شدہ

شده^۱ این هر دو موضع را تجسس کرده طلبیده در جای و مقام اصلی آنها نشانده ، و زراعت آنها را چهارم حصه غله بخشی نماید که یک حصه خود بگیرد و سه رعیت (۳۸۶ - ۱) متصرف شود . دیگر

موضع لکعلوی است ، و درین موضع هم سادات می باشند و حصه^۲ غله بخشی این مردم بدستوری که پیر غلام قرار داده ، تا حال منظور است . چنانچه چهارم حصه از اولاد حضرت میان سید ابو بکر رحمة الله علیه ، و سوم حصه از سائر سادات و رعایای ریزه جاگیردار میکرد ، و باقی بر رعیت میگذازد . و ازین جهت این موضع بطریق خوب آباد است ، چنانچه یک وجب زمین قبایل زراعت ازین موضع غیر آباد نیست . و سرکته^۳ بتمام پرگنه سن میزند ، و بزور خود در زیر کوه مردم این موضع نشسته اند ، و اگر زبون میشدند کتیبها مانند سادات آمری و تهمتی از دست متمردان دوعی کشته میشدند ، و این موضع هم ویران میگردد . بعد آن (۳۸۶ - ۲) یک آتش در قصبه سن میسوخت ، و آتش دیگر

در شهر سهوان که درین میان از دست
متمردان کوهی و سمیجه اوئر جانوری
پر نمی زد . این موضع را بدستور سابق
عمل میکرده باشد ، و جزوی زراعت بلوچ
نوت بنده که بیرون این موضع می باشند
بدستور قدیم معاف دارد ، و نصف راه
کوه لکی را به عهده اینها گذارد ، چنانچه
درین باب سابق هم مذکور شده .

و یک گروهی ازین موضع در
کوه ، چشمه ایست که ممر او بر چشمه
گوگرد است . روز ، شب سیوهرات
هندوان ، جمیع هندوان ملک سهوان و
اکثر هندوان ملک بهکر و ملک تهته
درین چشمه از زنان مردی (۱) غسل
میکنند و عجب تماشای می شود . زن
و مرد باهم ، پرچها بسته ، برهنه شده ،
درین چشمه می در آیند . مرزا جانی
ترخان (۳۸۷ - ۱) بالای این چشمه ،
پاره کوه را تراشیده جای ساخته که دو

۱ - کذا در اصل .

کہ کس توانند نشستہ تماشا کرد . و مردم ہندوان این چشمہ را ”دھارا تیرت“ ، می نامند ، و بزبان ہند مشہور بہ ”دکری کلان“ ، شدہ .

و در سہ کروی این موضع بر پشت کوهی ، یک قبری کلانی واقع است ، از خشت پختہ ، قریب پنجاہ شصت ذرع باشد . می گویند کہ : قبر حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام است . مؤلف آن جا رسیدہ و زیارت کردہ ، بسیار جای پُر فیض است .

یک قلعہ دیگر در موضع جیسروت کہ آن طرف قصبہ سن مشرق رویہ است ، انداختہ پنجاہ سوار و بیست و پنج ہرق انداز آنجا تھانہ نشانہ .

و موضع مذکور و موضع ادربیلی لاکہ را ، کہ در عمل تمشیر خان بغایت آبادانی داشتند ، و الحال از ۱۲۰۳ھ از پا افتادہ و ضایع شدہ اند . نیز چہارم حصہ غلہ بخشی قرار دہد ، و قصبہ سن و مواضع دیگر را بقرار بالمناقصہ و رعیت این پرگنہ را استمالت نماید . چنانچہ ہر کس براغ سپاہگری داشتہ

باشد ، قبہا ! و ہر کس نداشتہ
 باشد ، او را بطریق مساعدت یراغ بدہد
 تا رعیت نیز دستیار لشکر تہانجات این
 پرگنہ شود .

و مردم تعینات ہر تہانہ را چنان قرار دہد کہ علوفہ
 آنہا از حاصل همان پرگنہ میرسیدہ باشد ، مبادا ، بواسطہ
 گرفتن علوفہ جای دیگر بروند و دران وقت دست متمردان
 بر رعیت دراز گردد .

تا آن وقت کہ رعیت یک مرتبہ بطریق خوب استقامت
 گیرد ، و این معاملہ تا مدت یک سال میکشد . بعد از یک
 سال از روی این تدبیر آنچه آنچنان ملک انشا اللہ تعالی (۳۸۸ - ۱)
 رو بآبادانی بیارد کہ شرح آن بقلم راست نیاید . و آن وقت
 می تواند کہ مردم تعینات تہانجات را بالمناصفہ سازد .

و قصبہ سن : از قلعہ سہوان در ہژدہ کرویہی بطرف
 تہتہ واقع است ، و از کویہ در ہفت
 کرویہی . و در پنج کرویہی سن بطرف
 تہتہ کویچہ واقع است ، و بر پشت آن
 کویچہ قبر حضرت خواجہ اویس قرنی و
 والدہ ایشان علیہما الرحمۃ والغفران ،
 ساختہ اند ، و می گویند کہ این جا نظرگاہ
 ایشان است . روز حج عالمی در آنجا

جمع میشوند از مردم احشامات کوهی
و غیره و زیارت میکنند .

و هرگاه جاگیردار سهوان خاطر از پرگنات این روی دریا
جمع کرد ، و ششصد و چهل سوار و سیصد و چهل برق
انداز و تیر انداز در تہانجات این ہشت پرگنہ مقرر داشت ،
و رعیت را استمالت (۳۸۸ - ۲) نمود . بفراغ خاطر برای
استیصال سمیجہ اونر میخذول العاقبہ و تربیت آن سہ پرگنہ
کہ بطرف آن بدبختان واقع اند ، با پانصد سوار و دوہست
برق انداز از دریا عبور کردہ قلعہ در ویجرہ مستحکم رامت
کردہ باغات مناسب باطراف کولاب ویجرہ طرح انداختہ دران
قاعہ باستقلال تمام نشیند . و رعیت پرگنہ جنیجہ را عمل
غلہ بخشی بقرار بالمناصفہ نماید .

و پرگنہ لاکوت دو طرف می شود
یکی طرف : مردم لاکہ کہ رعیت پاک اند .
دوم طرف : سمیجہ میخذول العاقبہ .

و درین باب سابق ہم مذکور شدہ ، و عمل طرف مردم
لاکہ از ابتدای بختیار بیگ لغایت احمد بیگ خان ، بقرار
سوم حصہ غلہ بخشی و ضبطی شدہ آمدہ . دیندار خان چون
مردم لاکہ را زبون دید از روی رفاہیت (۳۸۹ - ۱) طرفین ،
عمل اینہا را بقرار چہارم حصہ نمود .

این طرف لاکہ را همان عمل دیندار خان منظور داشنہ

محصول زراعت این مردم را بقرار چهارم حصہ می‌گرفته باشد ،
 و طرف سمیجہ وقتی کہ معمول بود . چنانچہ در عمل بختیار بیگ
 و پیر غلام و شمشیر خان نیز بقرار سوم حصہ مال از زراعت
 اینها می‌گرفتند . و در غیر عملی سختی نیست ، این طرف
 سمیجہ را همان عمل سابق بر قرار داشته محصول زراعت این
 بدبختان را از روی ضبط جبراً و قہراً بقرار سوم حصہ غلہ بجنس
 بگیرد . و رعیت پرگنہ خطہ و چند موضع پرگنہ حویلی سہوان
 را کہ بطرف سمیجہ واقع اند ، پنج و دو غلہ بخشی نماید ،
 چنانچہ سه حصہ برعیت گذارد و دو حصہ خود متصرف شود .
 و ، قصبہ جنیجہ : از قلعه سہوان

پانزده گروه میشود (۳۸۹ - ۲) و ،

قصبہ لاکوت : هشت گروه - و ، قصبہ پرگنہ خطہ
 کہ موضع تلمہتی باشد ، سه گروه . و خطہ تمام نام
 پرگنہ شدہ .

و همچنین نشستن جاگیردار سہوان در ویجرہ باستقلال
 تا یک سال سمیجہ اونرا را خراب و ضایع می‌سازد ، و این هر
 سه پرگنہ بدستور سابق رو بآبادانی و معموری می‌آرند .
 از برای آنکہ رعیت ریزہ کہ بضرورتہ جای و مقام اصلی خود
 را گذاشته در سمیجہ در آمدہ بود ، باز بصرافت اولی ازان
 بدبختان جدا شدہ بجای و مقام خود ، از پرگنہ خطہ و سن و
 جنیجہ و طرف مردم لاکہ از پرگنہ لاکوت و چند موضع

پرگنہ، حویلی سہوان کہ در صدر ذکر یافتہ، آمدہ متوطن میگردد. و آن روسیاهان بغیر رعیت چہ می کنند، یقین امت کہ پریشان میگرددند و ضایع می شوند.

و بعد آن (۳۹ - ۱) منادی کند کہ سر سمیجہ و بندی وزن و مال او بدستِ هر کہ افتد، از آن وی، خواه سپاہی و خواه رعیت. و برین قول خود مستقل باشد و سواری نماید، بہ بیند قدرتِ الہی را کہ کار سمیجہ کجا میرسد. چنانچہ اکثر آنها بقتل می رسند، و اهل و عیال اسیر میگرددند، و مال و مواشی بغارت میرود، و بقیۃٔ لسیف کہ در دهن کردہ آمدہ او را می بینند، و رعیت پاک می شوند. و در عرض پنج سال اشأ اللہ تعالی نام و نشان اینہا، مانند مردم شورہ و ببر و دل کہ در سرکار چاکر ہالہ می بودند، نمی ماند. و عالم از شر و فساد این بدبختان خلاص می شود.

و این بخاطرِ خاطر، فیضِ مآثرِ دریا مقاطر، و سوسہ نکند کہ حاصل ملک سہوان این قدر جمعیت را آہ یک ہزار (۳۹ - ۲) و یک صد و چہل سوار، و پانصد و چہل برق انداز و تیر انداز باشند، کجا کفاف خواهد کرد. از برای آنکہ اگر آن قسم شخص کہ صدر ذکر یافت، جا گیردار سہوان شود، این قدر جمعیت را نگہداشتہ مبلغ پنجہزار روپیہ دیگر در ہر سال بخزانہ عامرہ پیشکش ہم میدند. سزای یک سال اول کہ دران سال استمالت رعیت و تربیت

لشکر می نماید . و گذشت پنج سال که متمردان این ملک استیصال یافتند ، و از یک ملک ده ملک دیگر بهم رسید ، خواه او را تغییر کرده شخصی دیگر را فرستند ، و خواه خدمت دیگر در همین صوبه باو فرمایند . چنانچه سواری در کوه کند .

و انون بیلہ کہ درو کان سرمہ ظاہر و کان مس مستور است ، در حیطہ تصرف اولیا قاهرہ آورده ، آن معدن مس را از قوت بفعل آرد .

و درین باب حکایت مانک ولد گوریہ (۱) ہندو بطریق تمثیل گفتہ میشود ، کہ او (۳۹۱ - ۱) باستعداد یک پرگنہ کاهان ، در زمان حضرت عرش آشیانی و حضرت جنت مکانی چہ کارها کہ در ملک سہوان وغیرہ نکرده بود . مجملًا بیان او اینست کہ :

این پرگنہ دو حصہ در جاگیر کوریہ بود و یک حصہ در جاگیر گذر بادشاہی ، و حصہ او را ہم بطریق اجارہ ازو گرفتہ تمامی پرگنہ حوالہ مانک پسر خود کردہ بود ، و درین باب سابق ہم مذکور شدہ و ترددہای مناسب ازو بوقوع آمدہ . چنانچہ قلعہ در قصبہ کاهان انداختہ نشستہ بود و سیصد سوار مغل و افغان خوب و دوست سیصد برق انداز و تیر انداز

۱ - در اصل این نام گھوریو یا کھوریو باشد .

نوکر نگہداشتہ . از روی تدبیر سپاہگیری این ہر سہ فرقہ
متمردانِ صدر را از سمیجہ و چاندیہ و نہمردی وغیرہ احشام
کوهی را تنبیہ خوب دادہ بود ، بلکہ بلوچ مگسی را کہ
تعلق بہ ملک (۳۹۱ - ۲) سیوی دارند نیز تاختہ ، زبون
کردہ بود ، و میخواست درونِ کوه در آمدہ بر سر موضع حب
قلعہ ساختہ ، از ہر قریبہ از قرا پرگنہ کاہان یک خانہ وار
رعیت برداشتہ آنجا ساکن کناند ، تا زراعت میگردہ باشند .
و یک ہزار اوبچی نعل تیار کردہ ، قصد سواری مواضع
کوه داشت امّا میسر نہ شد ، و درین معنی حرف او را تا
حال مردم سند می گویند .

دیگر مردم پھوار رعیت او یک مرتبہ با وی سرکشی
کردند . چنانچہ در سواری چابک از دست او افتاد ، عیسی
نام سردار پھواران گفت کہ : ” دستہ ترازوی مہتہ را
برداشتہ بدھید . ، این حرف را در خاطر داشتہ یک روزی
بطریق سہمانی جمیع سرداران مردم پھواران را طلبیدہ ، ہمہ را
در قید کردہ میان قلعہ کاہان نگہداشت . و بجمعیت خود
سوار شدہ بر سر موضع (۳۹۲ - ۱) میکرجی کہ جای عیسی
پھوار بود ، آمد . میر نام پسر عیسی لشکر کردہ سر راہ مانک را
گرفت ، و در میان اینہا جنگ خوب واقع شد و میر مذکور
کشتہ شد ، و مردم پھوار شکست خوردند . با آنکہ دران
روزہا مردم پھوار نہایت قوت داشتند ، قریب ہفتصد ہشتصد
سوار و دوسہ ہزار پیادہ مکمل در میان اینہا می بر آمدند .

و سر میر مذکور را بریدہ پیش عیسیٰ پدرش فرستاد کہ :
 ” بآن ترازوی کہ میگفتی این سر را وزن کن . ، بعد ازان
 آنچه یراغ سپاہگری پیش پھواران بود ، از انسپ و جیبہ و
 شمشیر و سپر ہمہ را با جرمانہ دیگر از آنها گرفتہ ، از قید
 خلاص کرد . و ہمیشہ لشکر پھواران ہمراہ او می بود . و
 بسبب آنکہ رعیت ریزہ و سپاہی ازو راضی بودند ، این نوع
 تادیب بمردم پھوار داد .

و چون احمد (۳۹۲ - ۲) بیگ خان رعیت ریزہ و
 سپاہی را از خود راضی نداشت باوجودی کہ دہ پرگنہ ملک
 سھوان و یک حصہ پرگنہ چندو کہ مین اعمال ملک بہکر ، در
 جاگیر او بود ، چند مرتبہ از دست پھواران شکست خورد و کار
 نتوانست کرد . و ہرگاہ پرگنہ کاهان در زمان حضرت جنت
 مکانی در جاگیر مرزا غازی ترخان شد ، مانک خواست تا بدرگاہ
 اعلیٰ برود ، چون بہ بہکر رسید مرزا غازی روانہ قندھار
 بود و در بہکر نشستہ استعداد سفر می کرد ، او را طلبیدہ
 دلاسا دادہ نوکر خود کردہ ہمین پرگنہ کاهان را در جاگیری
 تنخواہ نمود . و او با یک صد و پنجاہ سوار خوب بہمراہ
 میرزا غازی شدہ روانہ قندھار گشت .

در اثناء راہ مردم بلوچ مگسی ، میرزا غازی را آمدہ
 ندیدند . میرزا غازی او را بر آنها (۳۹۳ - ۱) تعیین کرد
 و او تعاقب آنها نمودہ بر مواضعات آنها ریختہ ، چند سر بریدہ
 مواشی بسیار بدست آوردہ بنظر میرزا غازی گذرانید . و چون

میرزا بہ قندھار رسید، تھانہ زمین داور را باو سپرد و آنجا ترددہای خوب با حیدر نمود، و چند جنگِ صف باوی کردہ ہزیمت داد. و بر مردم ہزارہ نیز سواری ہا نمودہ مطیعِ خود ساخت. و روشن سلطان سردارِ مردم نوکورہ، با تحفہا از قسم اسپ و لاجین و باز و چرخ آمدہ او را دید.

بعد ازان میرزا غازی حکومت تہتہ را از خسرو بیگ تغییر کردہ بہ سائیدنہ (۱) ہندو داد، و حکومت سرکار نصر پور را از پسران قاسم خان ارغون تغییر کردہ بہ شہباز خان خدمتگار سپرد، و درین باب سابقی ہم مذکور شدہ. و اینہا مانک را فوجدار (۳۹۳ - ۲) ہمراہ خود طلبیدہ گرفتند، و او بہمراہ سائیدنہ و شہباز خان شدہ بجمعیت خوب بہ نصر پور رسیدہ قلعہ نصر پور را از پسران قاسم خان ارغون خالی کردہ بہ شہباز خان داد.

خسرو بیگ با پسران قاسم خان ارغون مشورت کرد کہ درمیان این جماعہ ہمین مانک است، او را بہر حمیہ بکشید، دیگران ہمہ ہیچ اند. و باین سبب فتیحی ولد قاسم خان ارغون بطریق مہمانی مانک را بمنزل خود طلبیدہ بفریب کشت. و بعد از کشتہ شدن او چندائی برادر فتیحی مذکور با لشکر بسیار فیل در پیش کردہ بر سر دیرہ مانک

۱ - در اصل این نام سائینڈ نکا باشد.

آمد، و شہباز خان و سائندہ ہندو دروازہای قلعہ نصر پور را مضبوط نموده متحصن گردیدند. و رای سنگ پسر مانک با جمعیت پدر خود باو جنگ خوب کرده شکست داده، کس بسیار را (۳۹۴ - ۱) کشت، و فیل بدست آورده بہ شہباز خان گذرانید. و شیر بیگ داماد قاسم خان ارغون درین جنگ کشته شد، (۱) و رفتہ بر دیرہ جندائی کہ پنج شش کرہ راہ از نصر پور دور بود، افتادہ آنچه اسباب و متاع دران دیرہ یافت تاراج کرد. (۲)

غرض کہ مانک کہ بقوت یک پرگنہ این قسم کارها کردہ بود. واللہ اعلم بالصواب.

oooooo

۱ - از کتیبہ قبر شیر بیگ ظاہر است کہ وی بتاریخ ۱۱ رمضان ۵۱۰۲ کشته شدہ است.

۲ - رک - برای تفصیل، تاریخ طہاری، بیگنامہ، و مقدمہ مثنوی چنیسر نامہ از راقم الحروف.

رکنِ دویم

در تدبیر ایل نمودن بلوچ چنانچه

فکر این مردم از دست تهازه دار پرگنه باغبانان
بسهولت می شود ، چنانچه اگر در جای و مقام خودها قرار
بودن میدهند مالگذاری مثل مائثر رعیت میکنند ، و از شیوه
متمردی محترم می باشند . و الاً بوقتش چنان سواری کرده
متمنبتہ می مازد کند عبرت دیگران میگردند . و اگر وطن اصلی
خود را گذاشته بطرف ملک سیوی (۳۹ - ۲) و گنجابه رفته
متوطن شدند ، ثبت المدعی - احشامات آن طرف که باین
بدبختان عداوت جبری دارند خراب و ضایع می سازند .

والله اعلم بالصواب

رکن سیوم

در تدبیر فرو نشانیدن آتش فساد قوم نهمردی

بر رای عالم آرای بهجت افزای روشن و هویدا میگرداند
که تدبیر ایل کردن اینها بدو وجه میسر میشود :

وجه اول : آنکه چنانچه سابق مذکور شد، این مردم صاحب جمعیت خوب اند و سپاهی بمقتضی - انسان عبیدالاحسان - سرداران هر چهار طرف اینها را جاگیردار سهوان دلاسا داده بدرگه فلک اشتباه فرستد، و از حضور هر یکی بجزوی منصب سرفراز شده بیاید، و در سرکار چاکر هاله و یا در پرگنه من جاگیر اینها تنخواه شود، و لذت جاگیر را دریابند و دل (۳۹۵-۱) بنوکری بر بندند، یحتمل که خدمتہای شایسته بکنند. چنانچه احشامات دیگر کہ در کوه سکونت دارند همه را زبون کرده رجوع بچبوتره سهوان کنانند، و مالیانه بر آنها مقرر نموده واصل کرده رسانند. و اگر حکم گرفتن ملک قندهار و یا ملک کیچ و مکران شود، در مصالح آن نیز بکار می آیند. والله اعلم بالصواب.

وجہ دوم : آنکہ اینہا زبون شوند و مملکت شہنشاہی از دست اینہا محفوظ باشد. و آن نیز از دست جاگیردار سہوان میشود ، چراکہ مردم کوهی خصوصاً مردم نہمردی زراعت نمی کنند ، و مال و مواشی از قسم شتر و اسب و گوسفند و گاو بسیار دارند و تمام معیشت اینہا از پرگنجت سہوان و سرکار چاکر ہالہ می شود . چنانچہ شتر و اسب و گوسفند و نمہ و شطرنجی و دیگر امتعہ کوه آورده (۳۹۵ - ۲) درین جا میفروشند ، و از اینجا غلہ و سلاح و پرچہ می برند . و علیٰ ہذا القیاس سوداگران این ملک ، پرچہ و غلہ و سلاح در کوه می برند و از آنجا شتر و اسب و گوسفند وغیرہ ، متاع کوهی می آرند .

پس بمردم تہانجات خود نہ در صدر ذکر یافت ، تاکید نماید کہ آمد و رفت مردم بلوچ و سوداگر از کوه بر طرف شود . چنانچہ بدزدی ہم کس در کوه ، متاع مند را نبرد . و همچنین صوبہ دار تہتہ قدغن کند کہ از راہ ملک او سلاح و غلہ و پرچہ باین مردم نرسد . و هیچ احتیاج عساکر ظفر مآثر را باینہا نیست . اگر شتر در کار امت در مردم جت (۱) بسیار است ، و اگر اسب باید از قندھار و کیچ

۱ - جت قبیلہ ایست در سندھ ، کہ شغل اشترداری دارند ، و از ہمین راہ اعاشہ میکنند .

آنقدر اسپ می آید که کسی قبول هم نمی کند. و اگر دروایش (۱) گوشت است، آنقدر بزر و مرغ در (۳۹۶ - ۱) ولایت سند بهم می رسد که شرح آن بقلم راست نیاید. پس احتیاج باین بدبختان نمودن چه مناسب است.

دیگر جاگیرداران سرکار چاکر هاله جاگیرهای که باینها داده اند، بر طرف سازند. تا اینها بدستور سابق بتمام باز رجوع بکوه کنند، بعد آن اگر بلطف کریم علی الاطلاق یک سال در کوه باران نه شود، چنانچه درین چند سال همچنین شده بود، امّا اینها در سرکار چاکر هاله در جاگیرهای خود نشسته بودند و هیچ کس مزاحم احوال اینها نبود. آن زمان بی تردید جاگیردار سهوان و صوبه دار تپته ضایع و خراب میگردند، و گاه در دهن کرده آمده جاگیردار سهوان را می بینند.

و باز اگر احتیاج افتد جاسوسی خوب کرده جاگیردار سهوان سواری بر آنها نماید، و خدا راست آرد (۳۹۶ - ۲) که بی خبر باشند، البته ضایع می شوند. و الا دفعه دیگر

۱ - این کلمه در هر دو نسخه چنین است، که معنی آن مفهوم نیست. احتمال دارد، که اصل آن "درواش"، سندهی باشد بمعنی ضرورت. و یا شاید صحیح آن (در هوس گوشت) بوده و کاتبان ممسوخ ساخته اند.

و همچنین در عرض پنج سال که مذکور شد، مردم رعیت
 پر قوت می شوند و اینها زبون می گردند. بوجهی که آسیب
 اینها بملک سهوان و سرکار چاکر هاله نمی رسد. و درین
 میان اگر مانند عمل ترخانیان پیشکش خوب مالیانه قرار دهند،
 می توان راه کوه را جاری ساخت. امّا، الحال بسیار در
 غرور اند، چرا که جاگیردار سهوان هم باینها تملق دارد، و
 جاگیر از ملک خود باینها می دهد، و همچنان جاگیرداران سرکار
 چاکر هاله. و یک مرتبه همین تدبیر برای اینها و دیگر
 مردم کوهی، سید بایزید بخاری در صوبه داری تهیه کرده
 بود، و مردم خود را جا بجا گذاشته در سهوان هم فرستاده
 بود، که هیچ کس آمد و رفت بطرف کوه نکند. بعد آنکه
 (۳۹۷ - ۱) اینها و غیره مردم کوهی رفته او را در تهیه
 دیدند و پیشکش گذاریدند، امر کرد که ره کوه
 جاری شود و مردم خود را از سهوان و جاهای دیگر باز
 طیبید. والله اعلم بالصواب -

و اگر مثل جاگیردار سهوان یک شخصی را درو بست
 سرکار چاکر هاله از ملک تهیه جاگیر برده اند، و شخصی دیگر
 را پرگنه جتوئی و پرگنه چنروانه و سرگنه تکر از ملک
 بیاکیر که بطرف شکر واقع اند، و ملک سیوی و گنجا در
 جاگیرش تنخواه نمایند. و این هر سه امر را در خدمت
 شهنشاهی متفق باشند از روی عدل و انصاف نه از روی ظلم
 و کداف، نغوذ بالله منه - آن زمان سوای این جاگیرها، تمام

ولایت مند از بہکر تا ہربلائی بندر خالصہ شریفہ نمایند و کروریان بگذارند کہ از روی عمل معمول عمل کنند، و رعیت را دلاسا دهند. (۳۹۷-۲) و از کروریان آبادانی ملک پیرسند، تا ملک روز بروز رو بآبادانی و معموری بیارد، و خزانه را یوماً فیوماً توفیر حاصل آید. نہ از زیادتی تحصیل مال کہ درو ہمیشہ خرابی ملک است و دامن دولت شہنشاہ فراخ. و این ولایت مند اگر چنین شود زود آبادان میگردد، و از جاہای خالصہ ہندوستان بمراتب بہتر است، چرا کہ رعیت ولایت مند مسلمان و اکثر غریب و خدا ترس اند، قاب ظلم و ستم جاگیرداران چندان ندارند. واللہ اعلم بالصواب.

و کمترین خانہ زادان می گوید کہ: مقصود از اطناب کلام در بیان احوال ملک سہوان اینست کہ تربیت این ملک را از روی تدبیری کہ مفصل شد، نمایند. تا ملک رو بآبادانی بیارد و متمردان امتیصال یابند (۳۹۸-۱) و ایل گردند، و خاطر بواسطہ معموری این ملک از جمیع ولایت مند جمع شود. از برای آنکہ متمردان ہمین ملک، فساد در ملک بہکر و ملک تہتہ دارند و بہمین جہتہ در بیان احوال ولایت مند احوال ملک سہوان را عقب بیان کرد، و ہرگاہ نتیجہ تدبیر تربیت این ملک بدست افتاد، تدبیر ممالک دیگر را برین قیاس کنند و عمل فرمایند.

دیگر بیاید دانست کہ مقصود اصلی از خلقت انسان آنست کہ ، این کس باید دو طرف را محافظت کند .

یکی طرف : عالم سفلی را کہ تا زنده است در آمایش باشد و نیک نام .

دویم طرف : عالم علوی را کہ چون بحکم - "کلُّ شئی عالمیک الا وجهہ" - قدم در منازل عالم الوہیت نهد - در - "یومَ یُنزَّرُ النُّعْرُ مِنْ آخِیْمِ وَامِیْمِہِ وَآبِیْمِہِ وَصَاحِبِیْمِہِ وَبَنِیْمِہِ لیکل امْرِئٍ مِّنْہُمْ" (۳۹۱ - ۲) بوشیہ شان "یُتَغْنِیْمِہِ" - تشریف - و اما من اوتیی کِتَابَہُ بِیَمِیْنِہِ فَسَوْفَ یُحَاسِبُ حِیْسَابًا یَسِیْرًا وَیَنْقِیْبُ اِلَیْ اٰہْلِیْمِہِ مَسْرُورًا - یونیدہ ، لذات - عملی مَرُرٍ مَّوْضُوعًا مُتَّکِیْمِیْنًا عَلَیْہَا مُتَّقِیْمِیْنًا یَطُوفُ عَلَیْہِمْ وَاِدَانٌ مُّخْلِطُونَ بَیْنَ الْوَابِ وَابَارِیْقِ وَکَاسٍ مِّنْ مُّعِیْنٍ لَا یَعْلَمُونَ عَنْہَا وَلَا یَنْزِفُونَ وَفَاکِیْمَہِ مِمَّا یَتَخَفِیْرُونَ وَاجْمَ طَیْرِ مِیْمًا یَسْتَمْتِعُونَ وَحَوَّاءَ عِیْنِ کَامِثَالِ الدُّرِّ الدُّرِّ الْمَمْکُتُونَ جَزَاءً

بما کانوا یَعْمَلُونَ — بگیرد. و حفظ
این هر دو طرف بسبب دست آوردن
مضمون این بیت به بادشاهان و امرایان
حاصل می شود - بیت :

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان مروّت (۱) با دشمنان مدارا

و هیچ دوستی در دو عالم ایشان را بهتر از رعیت نیست
از برای آنکه از مکاسب اینها بغير کشیدن (۳۹۹ - ۱) محنت
و مشقت، مال بدست می آرند، و اینها در رنج و عنا و ایشان
در تنعم و غنا. و چون بر رعیت احسان باشد و خلاف حکم
شرع از آنها چیزی مطالبه نشود، در دنیا در آسایش می باشند
و نیک نام، و در عقبی همین رعیت شاهد حال خوش خلقی
و عدل ایشان میگردد. و ثواب عدل بمقتضی — عدل
ساعته خیر من عمل الثقلین — می یابند. پس بچه
سبب غافل از اینچنین دوستی بعضی امرایان و عمال ایشان
بوده، بسبب ظلم در دنیا خود را بدنام می کنند، و در آزار
می باشند، و در عقبی از روی خدای تعالی شرمسار میگردند؟
چنانچه حکیم صالح بملک بوهکر که مانند کاسه طلائی
پر جواهر بود، از روی اجارهای باطله و مطالبه جمع اسامیها

فوتی و فراری کرد، و مردم (۳۹۹ - ۲) رعیت مال درہ را کہ از دست یکپاچی عمل می دادند سرکش ساخت. و اگر درین طور ملک امین تہنشاہی می بود، و خلاف دستورالعمل کردن کسی را نمی گذاشت، هرگز این قسم معاملہ رو نمی داد.

و عجب است کہ ظالم طبیعتان بقیہ ظمانہ را باقی گفته، مردم رعیت را در قید می کنند، و این جزوی غیر حساب را مضمح نظر خود کرده معاملہ کی حسابی لاحق را از دست برباد می دهند. و ہرگز رعیت را در قید نمی کنند، دیگر کدام کس خواہد بود کہ در چبوترہ حاضر شود. در قید کردن متمردان سرکش را کہ مال دیوان را نمی دهند، و در چبوترہ حاضر نمی شوند مناسب است.

محمد علی بیگ بندری معلوم است کہ چہ قدر جمعیت از خود داشت، و جمیع رعایای ملک بہر کم محکوم او بودہ، بہتر از نوکران در پیش وی خدمت (۳۰۰ - ۱) میکردند، و در استیصال متمردان با او از دل و جان ہمراہی می نمودند. و با آنقدر جمعیت حکیم صالح مردم رعیت پرستہ چندو دہ و پرگنہ تکر، سبب بدسوی وی شدن انقید تافتہ فتاد در ملک بہر قائم ساختند، و بد آمدن شدند.

و بیان آن وقعہ اینست کہ : چون حکیم موسی الید، صدیق ولد نندہ ارباب پرگنہ چندو کہ، و شہ بیگ داماد

ننده مذکور را بغدر گرفته در قید کرده به بهکر برد، و جلو ارباب پرگنه ماتیله را قبل ازین در بند داشت. مردم ابره، دیال داس نام، خویش مان سنگ دیوان بهکر، وتراج ولد ونس گوپال قانونگویی بهکر را بر سر تخمینا زراعت کشتند، و کاروان سیوی را تاراج نمودند. و طاهر محمد نام شقدار پرگنه تکر با هشتاد سوار خواست تا عبد (۲۰۰ - ۲) الواحد ارباب پرگنه مذکوره را که دران وقت در موضع لاکیار من معموله پرگنه مسطوره بود، بدست آورد، و سوار شده بموضع لاکیار رسید. سمیجه لاکیار، بند آبی که در میان بود شکستند، و آب گرد لشکر را حلقه کرده ایستاد، و آن بدبختان لشکر را تیر باران کرده هر هشتاد سوار را کشتند، و اسبان و سلاح آنها را تاراج نمودند، و طاهر محمد شقدار را دست گیر کرده گذاشتند. بیت :

وقت ضرورت چو نماند گریز

دست بگیرد سر شمشیر تیز

و اگر در اول حال عمل معمول را پیش می کرد، و سر فصل مال حسابی خود را از رعیت میگرفت، و رعیت را از گرگان مسم کاره نگه می داشت، هرگز این قسم شرمندگی نمی کشید. و اگر حکیم صالح را الحال صد پارچه (۱۰۰ - ۱) بکنند، بالفعل ملک بهکر آن قسم فراهم نمی آید، مگر بمروور از روی دلاسی شخص فهمیده. و این بیت حسب حال حکیم مذکور واقع است :

دیدي که چه کرد ابله خر
او مظلومه برد و دیگری زر

و این آخر چیز است که آورده در قسم ثانی . و مضمون
این بیت قصیده متبرکه را از زبان جمیع رعیت بعرض اقرس
اعلی می رسانم .

شعر :

یا اکثرم الخلق مالی من انموذ به
سواک عیداً حسول الحادث العیم

ترجمه :

ای گرامی تر از خدقان من ندارم ملتجی
جز تو چون آید قیامت یا بود مرگ تنم
و گوشروع نمایم در خاتمہ و الله الہادی الی الصواب .



خاتمه

در مملوک - طریق - آخره ، مر سلاطین
و وزراء و امرا را ، با شغل ایشان بدنی
و طریق سهولت تحصیل درجات و فضائل
که مذکور کتب ، در فصل اول از باب
اول از (۱ - ۲) قسم اول ، و طریق
دور شدن از مواعیدی که مذکور شد در
فصل ثانی از باب مسطور .

بر رای روشن ضمیران مخفی نیست که مسلمانان بر سه
قسم می باشند :

قسم اول : سلاطین دنیا و آخرت اند - و آنها خلفاء
اربعه رضوان الله تعالی علیهم ، و بادشاهان عادل و غنیانی
که سالک شده اند ، در راه ایشان می شوند .

قسم دوم : فقیران دنیا و سلاطین آخرت اند - و آنها
فقیران مسلمانان اند که صابر می باشند بر فقر و فاقه ، و راضی
اند بر شدت دنیا و قانع اند بر کم او .

قسم سوم : سلاطین دنیا و فقیران آخرت اند - و آنها اغنیاء ظلمه دنیا می شوند، پس سلطنت دنیوی بغیر سلطنت اخروی مذموم است، و سلطنت اخروی بغیر سلطنت دنیوی ناقص . و کمالیت در آنست که این کس سلطان (۲ . ۳ - ۱) دنیا و آخرت باشد .

• پس کسی را که حق تعالی از روی کرم سلطنت دنیوی ارزانی داشته باشد، می باید که او سعی کند، و جهد نماید که سلطنت اخروی هم بدست آرد. پس اگر کسی گوید که بچه حال حاصل میشود سلطنت دنیا و آخرت، و بچه حال امکان است برای پادشاه سلوک طریق آخرت با شغل او بسنیا و دوستی او بمان و جاه، و بچه حال امکان است برای او تحصیل درجات که مترتب اند بر سلطنت و امارات و عدم واقع شدن در آفات، که عارض می شوند برای شخص در سلطنت و امارت، با آنکه نفس مائل است بسوی شر و فساد و دنیا شیرین و سبز و مزین، و شیطان دشمن قوی. می گویم که برای تحصیل این امر دو طریق است :

یکی ازان دو طریق : (۲ . ۳ - ۲) وهبی است که حاصل می شود بغیر کسب و مشقت، و آن بواقع شدن نور خدای تعالی در دل پادشاه بدست می آید . پس میداند خیر امور و شر آنها را به سبب آن نور .

پس تابع می شود خیر را و میگذارد شر را
 را بتوفیق ربانی که حاصل ست او را ازان
 نوره و این دور نیست برای آن کس که
 آسان گرفته ست، برو خدای تعالی و
 قوی کرده ست او را بروحی که مطیع
 است در فرمان او جل ذکره .

دویم ازان دو طریق : کسبی است، و آن بدست نمی آید
 مگر با کستاب چند امور . بعضی ازان
 امور اینست که باشد شغل بادشاه در
 روز بامور خلق، و در شب بامر نفس
 خود، یعنی اشتغال کند بعبادت با تضرع
 و دعا تا سبک گرداند خدای تعالی برو
 شغل دنیا را که برداشته است آن شغل را
 (۳۰۳ - ۱)، پس نباشد بر گردن
 او مظلمه برای هیچ کس .

و بعضی ازان امور اینست که می باید بادشاه تحصیل
 علم کند، باین که ایستاده کند در شب چهار کس را، تا
 هر یک بنوبت خود تا یک پاس پیش او بخواند، از خصلتهای
 بادشاهان عادل و احادیث و اخباری که دال اند بر فضل عدل
 و دفع ظلم و جور، از برای آنکه عدل و تدبیر بقای مملکت
 رکن اصلی است برای بادشاه .

و بعضی ازان امور اینست کہ بادشاہ در جائی خواب کند کہ آواز مظلوم و داد خواه بگوش او برسد . چنانچہ از نوشیروان مشہورست کہ زنجیری بستہ بود کہ یک طرف زنجیر در جای خواب گاہ او مضبوط بود و طرف دیگرش در زیر جروکہ ، تا ہمین کہ مظلوم دست بآن زنجیر کردہ بجنباند او را خبر شود و بدادِ مظلوم برسد . و در (۳۰۳ - ۳) اوائل زمان حضرت جنت مکانی ہم زنجیر عدالت ایستادہ کردہ بودند . و کمترین خانہ زادان می گوید کہ هیچ احتیاج بایستادہ کردن زنجیر عدالت نیست ، یک جای را بادشاہ در نظر گاہ خود معین بکنند کہ آنجا خاصہ مظلومان و داد خواہان باشد ، و هیچ احدی و فردی سزاحم احوال آنها در آنجا نگردد ، تا ہر کس از فقیر و غنی تواند آنجا رسید ، و ہمین کہ چشم بادشاہ برو افتد ، داند کہ مظلوم است و عرض احوال او را گوش کند و غور رسی نماید .

و بعضی ازان امور اینست کہ بگذارد ہر روز وقت اشراق دو رکعت نفل بہ نیت استخارہ و قرأت کند در رکعت اول با فاتحہ — قل یا ایہا الکافرون — و در رکعت ثانی — قل ہو اللہ احد — پس وقتی کہ فارغ شود از سلام دست (۳۰۳ - ۱) بردارد و این دعا بخواند :

اللہم انی استخیرک بعلمک و
استقدرک بقدرتک و امالک من فضلک

العظیم فانک تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم
 و أنت علام الغیوب - اللهم انی لا املک
 لنفسی ضرراً ولا نفعاً و لا موتاً و لا حیواةً
 و لا نشوراً و لا استطیع ان آخذ الا ما أعطیتنی
 و لا ان اتقی الا ما وقیتنی - اللهم
 وفقنی لما تحب و ترضی من القول والعمل
 فی سر و عافیة - اللهم خرنی و اخترنی
 و لا تکلنی الی اختیاری - اللهم اجعل
 الخیرة فی کل قول و عمل اریده فی هذا
 الیوم و اللیلة -

کہ تحقیق این دعا بجای مرشد حاضر است . پس کسی کہ
 مداومت نماید برین نماز، امید داشته میشود برای آن از فضل
 خدای تعالی اینکه باشد اقوال او، و افعال او، و حرکات او، و
 سکنت او، موافق بشریعت نبوی انشاء اللہ تعالی، (۳۰۳ - ۲)
 پس میرسند بدرجہای عالی در بہشت .

و بعضی ازان امور اینست کہ بگذارد بعد از نماز
 عشا پیش از وتر دو رکعت نماز و نیت کند باین هر دو
 رکعت توبہ را و رجوع بسوی خدای تعالی، و بخواند درین
 دو رکعت چیزی را کہ میسر شود از قرآن، بعد ازان بگوید :

” اللهم انی استغفرك و اتوب
 الیک من کل ذنب . ثبت الیک منه

ثم عدت فيه و استغفرك من كل ما وعدتك
 نفسي فلم توف به و استغفرك من كل عمل
 اردت به و آجھك ثم خالطته غيرك و
 استغفرك من كل نعمة انعمت بها علي فستعنت
 بها علي معصيتك و استغفرك يا عالم الغيب و
 الشهادة من كل ذنب اذنبته في ضوء النهار
 و سواد الليل و في خلا و ملا و سرا و
 علانية - اللهم اني استغفرك لكل ذنب
 قوي عليه بدني بعافيتك (م . م - ا) و
 نلته قدرتي بفضل نعمتك و انبسطت اليه
 يدي لسعة رزقك - اللهم اني استغفرك لكل
 ذنب ظممت بسببه و ليا من اوتياك او
 نصرت به عدواً من اعدائك - اللهم
 و استغفرك لكل ذنب لحقني بسبب نعمة
 انعمتها علي فتقويت بها علي معصيتك و
 خالفت فيها امرك و قدمت بها علي
 وعيدك - اللهم اني استغفرك لكل ذنب
 يورث الاسقام و الضي و الامراض و البلاء
 و يكون في القيمة حسرة و ندامة و حبي
 الله تعالى ميدنا محمد بن النبي الامي و علي
 آله و صحبه و سلم .

فائدہٴ این نماز با استغفار اینست کہ مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ فرمودہ اند کہ مرید صادق کیست کہ بگرداند فرشتہ را کہ در کتف چپ او ست از کرایاً کاتبین بطلال، چنانچہ نویسند چیزی را از میثات (۳۰۵ - ۲) او، و فرمودہ اند کہ نیست معنی این کلام و نیک صادر نشود ہرگز ازو گناہ، بلکہ صادر میشود ازو گناہ از برای آنکہ غیر معصوم است، اما فرشتہ صبر میکند از کتابت معصیت، تا آخر وقت خواب۔ پس می باید برائی انسان کہ توبہ کند پیش ازان وقت، و بگرداند این توبہ را عادت در جمیع عمر خود، پس باقی می ماند فرشتہ بطلال، و نمی نویسند گناہان را۔ پس کسی کہ مداومت نماید برین نماز و استغفار در شب پیش از خواب، امید داشته می شود برای او از فضل حق تعالی اینکہ نوشته شود حسنات او را و انداختہ شود میثات، انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس وقتیکہ می باشد روز قیامت یافتہ می شود حسنات را در صحیفہ اعمال او و نہ یافتہ می شود میثات۔ پس داخل می شود (۳۰۶ - ۱) در بہشت بغیر حساب، و می گردد از سلطانان بہشت بحاصل شدن درجات عالیہ دران بہشت بفضل خدای تعالیٰ و رحمت او و نیست این بر خدای تعالیٰ کمیاب۔ و این آخر چیزی ست کہ آوردم در خاتمہ و تمام کردم کتاب را، و امید دارم از رحمت خدای تعالیٰ کہ تقصیراتی کہ درین کتاب رفتہ باشد، از روی کرم عفو فرماید و مقبول طباع ایستادہای حضور پایہ سریر سلطنت حضرت بادشاہ عالم

و عالمیان پر گزیدہ حضرت رحمان، سایہ لطف حق پر جہانیاں
ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قرآن ثانی، شاہ جہان

بادشاہ غازی گرداند - نظم :

تا نبود صبح را از سوی مغرب طلوع
روز بقای تو باد ہفتہ یوم الحساب
چار منک درد و صبح داعی بخت تواند (۶ - ۴ - ۲)
(باد) بآئین خضر دعوت شان مستجاب

شعر :

یا نفس لا تقنطی من زلۃ عظمت
ان انکبائر فی الغفران کا اللهم
لعل رحمة ربی حین یقسمہا
تاتی علی حسب العصیان فی التسم
یا رب فاجعل رجائی غیر منعکس
لذیک و اجعل حسابی غیر منخرم
و الطف بعبدک فی الدارین ان له
صبراً متی تدعه الاهدوال ینہزم
و اذن لسحب صلوات منک دائمہ
علی النبوی جنتہل و منسجم

و الال و الصحب ثم التابعین لهم
 اهل التقی و النقی و الحلم و الکریم
 ما رنحت عذبات البان ریح صبا
 و اطرب العیس حادی العیس بالنعم

ترجمہ :

ای دل از رحمت مشو نومید با جرمِ عظیم
 چون کبائر نزد غفرانِ خدا شد چون لیم
 رحمت رحمن مگر آن دم کہ قسمت می کند
 بر من آید در خورِ (۷۰-۱) جرم و گناه اندر قسم
 یا رب امید مرا واپس مگردان و از گون
 در قیامت نزد تو وانگہ حساب آسان کنم
 لطف کن با بنده در دنیا و ہم در آخرت
 زانکہ صبرش نزد سختیها گریزد از سدم
 پس درودِ بیکران بادا ز ابرِ رحمت
 بر پیمبر تا شود ریزان و پاشان این نعم
 بعد زان بر آل و اصحابِ کرام و تابعین
 اهل علم و حلم و عقل و فضل و تقوی و کرم

تا بجنباند صبا اندر چمن شاخ درخت
تا برانند اشتران، رانندگانش بر نغم

والله اعلم بالصواب، و اليه المرجع والمآب۔

وقد تم الكتاب بعون الملك الوهاب يوم السبت، وفت الظهور
في تسم عشر من شهر محرم الحرام - سنة الف و اربع و
اربعين من الهجرة النبوية عليه افضل الصلوات و التحيات
(۲ - ۳۰۷) موافق لسنة السابع من الجلولو شهر ربيع الثاني
خدا الله ملكه و بقاء و ثبت عدله و انصافه .

تم تم

تعلیقات

(۱)

مخدوم لعل شهباز

(متعلق صفحہ ۷۰ - ۱)

ماخذ اول : در بارہ شرح حال این بزرگ، تاریخ ضیاء برنی است، کہ از ان معلوم می شود کہ این بزرگوار در ایام سلطنت سلطان محمد خان شهید (اربعہ و ثمانین و ستمایه) بن سلطان بلبن، بہ ملتان وارد شد. عبارت تاریخ فیروز شاہی این طور است : شیخ عثمان مریدی (مرندی) کہ بزرگوار مریدی بود، در ملتان رسید. خان شهید از معرفت و اعتقادی نہ داشت، او را بافراط تواضع کرد و فتوح بسیار داشت، و بسیار جہد کرد کہ آن بزرگ را در ملتان بدارد، و برای او خانقاہ سازد، و دہہا دہد، شیخ عثمان اقامت نکرد، و روزی خان شهید شیخ مذکور را و شیخ قدوہ (شیخ صدرالدین المتوفی ۷۶۷ھ)

پسر حضرت شیخ بهاء الدین زکریا را، در مجلس خود طلبید و بغزلهای عربی سماع فرمود. ایشان و درویشان دیگر، در حالت وجد و رقص می کردند. خان شهید تا آن زمان که درویشان در سماع و رقص بودند، دست بسته استاده بود. و زار زار می گریست. (ص ۶۷، ۶۸. نیز رک فرشته ج ۱، ص ۷۱۰. میر معصوم ص ۴۰ و تحفة الکرام ج ۳).

صاحب تحفة الکرام نوشته است (ج ۳، ص ۱۳۶) که شیخ در حدود سن اثنی و ستین و ستمایه (۶۶۲) در ملتان تشریف آورد، همین روایت را صاحب نزهته الخواطر گرفته است (ج ۱)

تاریخ ورود سیوستان : در تحفة الکرام ثبت است که شیخ بملازمت شاه شمس (?) بو علی قلندر رسیده، وی گفت، سه قلندر در هندوستان اند، بهتر همین که باز به سند تشریف برید، بنا بران اشاره به بلده سیوستان آمد. صاحب "لب تاریخ سند" گفته است که شیخ در سال ۵۶۴۹ هـ به سیوستان تشریف آورد، و سال ورودش ازین قطعه استخراج می شود :

چو باز آشیان قدس شهباز سوستان را نموده جنت آسا
خرد تاریخ آن از روی اخلاص "نمود آفتاب دین" بگفتا (۵۶۴۹ هـ)

و شش سال در سیوستان زندگی کرد و فوت شد. مولوی فتح محمد سرجوم در "حیات نامه قلندری" اقامت یک ساله نوشته است (ص ۴۴۴)

تاریخ تولد : تاریخ تولد ایشان فقط در سہ کتاب از نظر گذشتہ . گزیتئر لارکانہ (ص . ۴۰) ولادت ایشان را در سال ۵۳۸ ہجری بیان کردہ است و عمرش ۱۱۲ سال . معلوم می شود کہ مولف این کتاب از این قطعہ تاریخ کہ صاحب " حیات نامہ قلندری " آورده است (ص . ۴۰) این عددہا را گرفتہ است :

بجو تاریخ شمس الدین عثمان بدرکن " رنج " از " فنک کرامت " ۲۵۳ ۷۹۱

سن عمرش " ونی اللہ " وفاتش مروش غیب می گوید " برحمت " ۱۱۲ ۷۵۰

صاحب لب تاریخ نیز سال تولد را (۵۳۸) قرار داده است .

تاریخ وفات : در تاریخ وفات ایشان اختلاف است . بدین صورت :

۵۶۵ : گزیتئر . لب تاریخ مند . حیات نامہ قلندری ۱ - شعبان

۵۶۷۳ : مائراکرام ، آزاد (۲۸۵) - ۲۱ شعبان - مقالات الشعرا

(۳۳) - ۲۱ شعبان . در مقالات الشعرا این تاریخ نوشته شدہ است :

چون رفتہ سوی جنان آن شیخ کوزیدہ آل ویاک نام است

از هاتف غیب می شنیدند " عثمان بہ دوازده امام است "

۶۶۱ - ۱۲ - ۳ - ۶

تحفۃ الکرام ج ۳ و نزهۃ الخواطر : ۵۷۲ : خزینۃ الاصعیا

(ج ۲ ، ص ۷۷)

چو عثمانِ ولی از دار دنیا برفت و باب جنت شد بر او باز
ز ”مخدوم اجل“ جو ارتحالش بفرما ”عارف محبوب شہباز“

تذکرہ فقرا . تذکرہ الانساب (۲ شعبان)

شاہبازِ نشیمنِ لاهوت شاہ اورنگ خطہ ملکوت
اہلِ دل عارفِ معارفِ حق صاحبِ وجد و تارکِ مطلق
شاہ عثمان شاہباز لقب اشرف الذات ہم شریف نسب
بجرِ عرفان، کنوزِ دانائی مہرِ ایقان، چراغِ بینائی
مستِ خمناہ محبت و شوق بلبلِ گلستانِ عالمِ ذوق
صاحبِ حال و کامل ابدال محرمِ خلوتِ حریمِ وصال
در منہ ہفت صد و بست چہار بست شعبان بود فصل بہار
چند از روضہ اش بہ سیوستان عطر افزا چو روضہ رضوان
فیض افزای گنبدِ پر نور چون جہازی ز چشمہ کافور
خاک آن آستان قبلہ نشان سرمہ بینش عیون شہان

۱۰۱۰

ریاض الاولیا، برکات اولیا (ص ۱۱۵) تاریخ الاولیا

(ج ۲ ، ص ۳۲۶)

شجرہ نسب : (۱) شیخ عثمان بن سید کبیرالدین احمد بن

سید صدرالدین ، اولاد اسمعیل بن اسام جعفر صادق .

(تحفۃ الکرام)

(۲) شیخ عثمان بن سید کبیرالدین ، بن سید شمس الدین بن سید نور شاہ ، بن سید محمود شاہ بن سید احمد شاہ بن سید ہادی ، بن سید مہدی ، بن سید منتجب بن سید غالب بن سید منصور بن سید اسمعیل بن امام جعفر (لب تاریخ مند . حیات نامہ قلندری)

(۳) شیخ عثمان ، بن سید حسن کبیرالدین ، بن سید شمس الدین ، بن صلاح الدین ، بن سید شاہ ، بن سید خالد ، بن سید محب ، بن سید مشتاق ، بن سید نورالدین ، بن سید اسمعیل ، بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد ، بن امام زین العابدین علی بن امام حسین . (خزینۃ الاصفیا) بحوالہ اخبار الاولیا ، (ج ۲ ص ۷۴) تذکرۃ الانساب بحوالہ سلسلۃ السادات و ریاض الاولیا . تاریخ الاولیا .

شجرہ طریقت : (۱) شیخ عثمان لعل شہباز ، مرید شیخ جمال مجرد ، مرید سید ابراہیم مجرد ، مرید شیخ عاقل شہید ، مرید شیخ مسکین شہید ، مرید سید مرتضیٰ مہجانی ، مرید سید امام جعفر صادق (خزینۃ الاصفیا ، ج ۲ ، ص ۷۴ — تاریخ الاولیا بحوالہ اخبار الاولیا ، ج ۲ ص ۷۴)

(۲) عثمان مرندی ، مرید شیخ بہا الدین زکریا ملتانی ، مرید شیخ شہاب الدین سہروردی . سلسلہ طریقت دارا شکوہ نیز بچند واسطہ بہ شیخ عثمان می رسد . دارا شکوہ مرید ملا شاہ بدخشی ، مرید میان میر سنہدی ، مرید شاہ

خضر سیومستانی ، مرید شاہ اسکندر ، مرید شیرالاولیا خواجہ
حاتی ، مرید سید علی قادری ، مرید شاہ عثمان لعل قلندر ،
مرید شاہ جمال مجرد ، مرید شیخ ابو اسحاق ابراہیم ، مرید
شیخ مرتضیٰ سبحانی ، مرید حضرت احمد بن مبارک ، مرید
شیخ عبدالقادر جیلانی (تذکرۃ الفقرا ص ۸)

مؤلف تذکرۃ الفقرا نوشتہ است کہ از ہفدہ گروہ خانوادہ
مہروردیہ ، یکی گروہ ” لعل شہبازیہ “ است کہ از شیخ عثمان
قلندر شہباز آغاز شدہ است (ص ۲۱) و گروہ پنجم
کہ از حضرت کرم علی جہلی آغاز شدہ است ، نیز بچند
واسطہ درمیان بذریعہ شیخ عثمان لعل شہباز بخانوادہ
مہروردیہ منتہی می شود . (تذکرۃ الفقرا ص ۲۱)

طریقہ ظاہری حضرت : صاحب خزینۃ الاصفیا بحوالہ
” معارج الولاية “ نوشتہ است کہ — ” چون جذب و مستی
بغایت داشت ، پابند احکام شرع نبود ، و طریقہ ” ملامتیہ پیش نظر
داشت . و در نظر مردان ، بشرب و اکل مسکرات و مکیفات
مصروف ماندی ، و آب گیاه خمر بسیار بنوشیدی ، و لباس سرخ
داشتی ، و خطاب ” شہباز “ از پیشگاہ پیر روشن ضمیر بوی
عطا شدہ بود ، و در خلق بسبب طریق ملامتیہ وی بہ حضرت
شہباز قلندر اشتهار یافت . و بسبب ظہور خوارق و کرامت
بسیار ، ہزار ہزار خلق معتقد و مرید وی گشت “ (ج ۲ ،
ص ۴۶) رک تذکرۃ الانساب ص ۱۰۱ - ریاض الاولیا —

تذکرۃ الفقرا ص ۲۱ - برکات الاولیا ص ۱۴ - اخبار الاولیا -
تاریخ الاولیا، ص ۳۲۶ .

قول میر غلام علی آزاد : میر غلام علی آزاد بلگرامی در
تذکرہ 'ماثر الکرام' (۲۸۵) نوشتہ است کہ — 'راقم الحروف
بخط مولانا محب علی تتوی (رک مقالہ راقم الحروف بعنوان
'مولانا محب علی مندی' مطبوعہ مجلہ تاریخ و سیاست
کراچی) کہ از بزرگان عہد بود و ذکر او در شاہجہان نامہا
و دیگر کتب تاریخ مسطور است، مشاہدہ کرد این عبارت
کہ — 'حضرت مخدوم لعل شہباز قدس سرہ، امم شریف وی
عثمان است' — و فقیر در لوح سنگی میاہ دیدہ بود کہ باین
روش کندہ بود، — 'شیخ عثمان مرندی، قطب دین باز
سپید، و مرند بفتح میم و را' مہملہ و سکون نون و دال
مہملہ، قرینہ ایست از قرای تبریز' (انتمہی)

نسب شریفش بسیزدہ واسطہ با امام جعفر صادق رضی اللہ
عنه می رسد، صاحب 'تذکرہ مشائخ منند' گوید —
'مولد و منشا حضرت مخدوم مرند است، بعد رسیدن بہرانبہ
رجال، بخدمت بابا ابراہیم کہ مرید شیخ جہال مجرد بود،
ارادت آورد، و مدت یک سال در خدمت آن صاحب المال
بودہ، بمرتبہ تکمیل رسید، و خرقہ خلافت و اجازت یافت و
حصور و مجرد زیست، و آخر بہ ہندوستان تشریف آورد، و
خدمت شیخ فرید گنج شکر، و شیخ الاسلام بہا الدین زکریا

دریافت ، و با شیخ صدرالدین صحبتها داشت ، و در سیوستان
رحل اقامت افگند ” — چون وصول راقم الحروف دهم ربیع الاول
سنہ ۱۳۳۳ ھ ، ثلث و اربعین و ماہ تہ و الف بشہر سیوستان اتفاق
افتاد ، و میر سید محمد خان بخشی گری و وقایع نگاری
تفویض نموده خود محمل سفر جانب بلگرام بستند . بعد اندک
فرصت عزل خدمت رو نمود . ملالی بر حاشیہ خاطر فقیر
نشست . شبی در عالم رویا مشاهده می کنم کہ از کوچہ
شہر می گذرم ، شخصی پیش آمد ، ازو استفسار کردم کہ پیشتر
کوچہ نافذ هست ، در جواب بزبان عربی گفت — سَيَلُفَاک
رجال — چند قدمی رفتہ می بینم کہ سہ کس از مشائخ
بر وضع و لباس اہل سند در مکانی نشسته اند . یکی ازینہا
سقتداست ، نزدیک رفتہ سلام دادم ، و روبروی شیخ مقتدا
بدو زانوی ادب نشستم و سوال کردم کہ خدمت ما بحال
می شود ؟ بمجرد استماع این حرف سر بگریبان مراقبہ برد ،
بعد یک پاس کامل سر بر آورده فرمود — بحال می شود —
گفتم این چنین است ، فرمود — ما می گوئیم — آخر بعد
یک سال خدمت بحال شد و صحت قول شیخ بظہور رسید ،
چنان معلوم شد کہ آن بزرگ بشارت فرما ، حضرت لعل
شہباز بودہ اند ، قدس سرہ . و مراقبہ یک پاس کامل اشارت
بعرصہ یک سال بود — وفات آن جناب بست و یکم شعبان
سنہ ۱۳۳۳ ھ ، ثلث و سبعین و متماتہ واقع شد .

مقبره و خانقاه : مقبره اش در سیوستان مرجع خلائق مند هند و افغانستان است. هر سال اجتماع عظیم معتقدان بر مزار ایشان تا سه روز منعقد می شود.

ابن بطوطه مرقدش را در سال ۷۳۳ هـ حین سفر سیوستان دیده بود، و یک شیخ معمر بنام محمد بغدادی را درین جا ملاقات کرد که در آن وقت بعمر (۱۳۰) سال رسیده در خانقاه شیخ عثمان مقیم بود. معلوم نمی شود که در آن زمان خانقاه ایشان چه طور بود. آیا عمارت و گنبد در آن زمان بود یا نه. ابن بطوطه فقط "خانقاه" نوشته است.

سلطان فیروز تغلق نعلش سلطان محمد تغلق را، نه بتاریخ ۲۱ محرم ۷۵۲ هـ نزدیک تته وفات یافته بود. به سیوستان آورده در حوالی این خانقاه دفن کرد که دو کتیبه دارای این مطلب در آنجا نصب شده است. سلطان فیروز بخشش های فراوان بمتولیان این مرقد متبرک و دیگر بزرگان سیوستان داد. (برنی ۵۲۳ - ۵۲۵ - ۵۳۵)

از یک کتیبه که در خانقاه نصب است، معلوم می شود که این گنبد و مقبره بحکم همین سلطان فیروز، از طرف ملک رکن الدین عرف اختیارالدین بتاریخ ۷ رجب ۷۵۷ هـ بنا شده، که مشتمل است بر هفت طاق و شش گنبد. عبارت کتیبه این طور است :

بعہد دولت فیروز شد سلطان دین پرور
کہ خاک درگہش سازند شاہانِ جہانِ افسر

عمارت شد مقامِ شیخ عثمانِ مرندی ، کو
ولی اللہ باز امفید ، میرِ بحر بود و بر

اگرچہ اولیا اندر زمانِ شیخ بس بودند
و لاکن در کرامت بود او از ہمگنان برتر

چہ زیبا بارگاہی شد بہفت طاق شش گنبد (کذا)
کہ رنگ نئہ فلک گشتہ ز رشک بام او اخضر

بروزِ ہفتم از ماہِ رجب مبنی شد این روضہ
بسال ہفصد و پنجاہ و ہفت از ہجرت مہتر

بنایش کرد والی اختیارالدین ملک ارشد
امیر عادل و باذل ، تہمتن ، ثانی امکندر

کہ تا بود امت سیوستان نہ بود است این چنین والی
تقی و مشفق و مکرم ، سخی و پاک دین دیگر

امید آن ست می یابد جزایٰ این چنین خیری
ہزاران قصر در جنت بفضل ایزدِ اکبر

(قرات بالا از دانشمند گرامی مولانا محمد شفیع لاهوری است)

در ”تذکرہ مشائخ سیوستان“ این یک بیت زاید
است کہ بعد از بیت اول درج است :

از آن گاهی که بر تخت شهنشاهی نشست آن شه
 مراسم گشت گیتی از شعاع دولتش انور

در همین تذکره بیت چهارم این طور ثبت است :

چه زیبا بارگاهی شد بهشتی طاق بر گنبد
 که رنگ نه فلک گشته ز رنگ بام او اخضر

بیت هفتم نیز فرق دارد و این طور ثبت است :

که تا بود است سیوستان ، نبود است این چنین وای

سخی و مشفق و مکرم ، تقی و پاک دین پرور

از "تذکره مشائخ سیوستان" ظاهر است که بعد از این
 تعمیر دیگر بار از مرثیو میرزا جانی بیگ ترخان والی سند
 در زمان خویش تعمیر گنبد و خانقاه را آغاز کرد ، لیکن
 هنوز بتکمیل نرسانیده بود که خانخانان برو فتح یافت و او را
 از سند بر کشیده بدربار اکبر بادشاه رسانید ، و بعد از چند
 سال یسرش مرزا غازی بیگ تکمیلش فرمود ، و خانقاهی که
 پیش گنبد بنا نهاده بود ، بتکمیل رسانید . در عهد شاهجهانی
 سید دیندار خان صوبه دار سیوستان خانقاه را بتکمیل رسانید و
 پیش آن صحن وسیعی که به وسعت یک جریب بود
 بخشتمای کاشی مزین ساخت و مسجد را هم بنا کرد ، که بر
 دیوار آن کتیبههای ذیل موجود اند :

”چون در عہد سلطان فیروز مرحوم روضہ“
 قدیم حضرت مخدوم بنا شدہ بود، و این دو
 سنگ تاریخ نوشتہ نصب کردہ بودند، آخر
 چون گنبد کلان در عہد مرزا جانی ترخان
 بنا یافتہ، این سنگہا برہم افتادہ بودند،
 الحال کہ این فقیر سید بہووہ عرف دیندارخان
 باشد، در عہد دولت حضرت صاحبقران ثانی
 صحن روضہ را ترتیب دادہ و دو مسجد راست
 می ساخت، این دو سنگ ہم در دیوار
 خانقاہ بنہادہ تا یادگار ملاطین گذشتہ باشد“

کتیبہ کہ تاریخ ساختن فرش ازان استخراج می شود این
 طور است :

بدوران شہاب الدین جہان شاہ	جہان از عدل او خرسند و آباد
شدہ تعمیر فرش عرش مسند	حسینی سیدی شہباز آزاد
قبول آمد بیاز خان دیندار	دران حضرت ز عون طالع شاد
چہ گویم وصف آن صحن مقدس	بجای خشت، انجم چیدہ استاد
چو خواہی سال وی با چشم دانش	بمقطع بین کہ آمد سال بنیاد
یکی باشد ز ”فرش مسند شاہ“	دگر باشد ز ”فرش جنت آباد“
۵۱۰۳۰	۵۱۰۳۱

کتیبہ مسجد کہ در سال ۱۰۳۳ ہ بنا شدہ است :

بدور شہنشاہ شاہ جهان از نوازش چو باغ بہشت
 چو مسجد بنا کرد دیندار خان بدرگاہ شہباز عالی سرشت
 خرد گقت سالش کہ "بیت العتیق" دگر "مسجد شیخ بہوہ" نوشت
 ۵۱۰۳۳ ۵۱۰۳۱

در دورہ میان غلام شاہ کلہوڑہ والی سند در خانقاہ یک
 دہلیز تعمیر شد و یک علم پیش کرد کہ در کتبہ ذیل
 ذکرش آمدہ است :

چہ خوش جناب مبارک کہ نور حقانی
 ز روضہ امت عیان ظہری و پنہانی

قلندر و سخی و کام بخش اہل یقین
 ولی و سید عثمان پیر نورانی

بخاص و عام کہ مشہور لعل شہباز است
 پیادشاہ گدا بار داد مضانی

باین جناب ہر آن کس ارادتی دارد
 بکام می رسد از دولت فراوانی

غلام شاہ میان صاحب سعادت مند
 نشان حضرت عباس کان احسانی

سخی و غازی و فیاض معدن الطاف
 چو سرفراز شد از لطف و جود ربانی

ز خاص نیت خود کرد تازہ خوش تعمیر

کہ فرش و صحن و درِ روضہ شد گستانی

قبول حضرت بخدوم شد نشانی کو

ز رحمت نبوی و علی عمرانی

ہر آنکہ دید و بیند ز شوق نور ظہور

شود دو چشم و دلش روشن و درخشانی

ہزار یک صد و ہفتاد و سہ ز ہجری بود

ز کرداری باقر نشان شد ارزانی

قبولیت کہ ز تعمیر جستم از ہاتف

ندا بگوش من آمد ز لطف سبحانی

ز یمن مصرع تاریخ خوش بگو صابر

”قبول باد نشان در جناب شاہانی“

۱۱۷۳ھ

در دورہ تالپوران، میر کرم علی خان والی مند،

تعمیرات قدیم را مرمت ساخت، و یک دروازہ سیمین کہ

ہنوز موجود است در روضہ نصب کرد. این قطعہ تاریخ

میر غلام علی مائل سرود :

چون باین روضہ جنان رفعت کہ بیابش بود فلک دربان
روضہ شاہباز روضہ قدس لعل شہباز شیخنا عثمان
داد اکنون کرم علی خان میر از کرمسای ایزد منتان
بہر ترویج کار اجر و خیر کہ بود احسن از شہان زمان
خوش بترمیم روضہ زین نوباب زیب و تکمیل زینت شاہان
باب این روضۃ الصفا کردند از زر و میم مہر و مہ رخشان
لوحش اللہ کہ بیخت و اقبال مت از درش بخش مقابلان جہان
بسکہ باب کشود کام دل مت باب این بارگاہ فیض نشان
دلم از شوق آستان بومیش صبحدم در دعای بانہی آن
خواند تاریخش اینچنین "بکمال" "قبل اللہ خیر وز احسان"
۹۱ ۹۱
باز مالش بہ "باب" گفت دگر "ضاعف اللہ اجرہ" "بر خون
۵ ۵
حبذا بارگاہ باب سلام با سر کام باز کرد ہون
ہم دگر کرد گل دلم این مال "آمد این باب روضہ باب جنان"
۲۰ + ۱۲۱۱ = ۱۲۳۱ ۱۲۳۱ + ۲۰ = ۱۲۳۱
خوش بر این باب "مائل" حق است سائل خیر خویش ہمہ آن

تاریخ ثانی :

حبذا این باب بابِ روضهٔ جنت نظیر
کامد از خیر امیر ذوالکرام اکرام جفت
هاتفم سال درستیش ز لوحِ سیم و زر
از طلا و نقرهٔ مهر و مه است این باب گفت

oooooo

(۲)

مخدوم چتا امرانی

(منعلق صفحه ۷۷ ح - ۲)

در باره این بزرگ صاحب تحفة الکرام نوشته است :
" واقعه خسف شهر بهانبرا ، المعروف به برهمن آباد — گویند
دلو راي مذکور بعد خرابي شهر الور دران شهر مسکن گزیده
بود ، برادري داشت چهوته نام امراني ، ولد آمر . حق تعالی
در خوردیش توفیق اسلام داده ، که ازان شهر برون رفته
قرآن را حفظ نمود ، و عقاید اسلام بوجه نیک آموخت . چون
بشهر باز آمده عزیزانش تکلیف کد خدائی کردند ،
نپذیرفته ، کسی بطنز و تمسخر گفت این ترک مگر در کعبه
رفته دختر فلان عرب نامدار بحباله کشد . از حسن اتفاقات ،
وي را در همان ایام صغرا اراده حج مصمم شده ، چون آن جا
رسید ، روزي زني بر دکان دیده که بتلاوت قرآن مشغول
بوده . این برای سماع بایستاد . و زن گفت چه ایستاده ؟

گفت بشیندن قرآن ، اگر کرم کنی و قرأت بیاموزی بنده باشم . زن گفت ، استاد من دختر فلانی است . اگر تبدیل رخت کرده بکسوت دختران در آئی ترا آنجا برم . بر این وضع وی را نزد آن دختر بتلاوت قرأت مشغول ساخته . ظاہرا دختر قاریہ را در نجوم سہارت کاملہ بود . روزی زنی نزد وی آمدہ از طالع دخترش کہ جائی کد خدا می نمود پرسید . بعد فراغ ازان جواب چہوتہ بدختر قاریہ گفت ، چون حال دیگران دانی باری از حال خود ہم آگاہ خواہی بود ، دختر قاریہ گفت ، خوب بیاد دادی . در حال نظر در طالع خود افگندہ گفت : من جفت شخصی از سبکگان سند شوم . گفت : کی ؟ گفت : در نزدیکی . گفت آن شخص کجاست ؟ دختر قاریہ بعد استخراج گفت آن شخص توئی ! چون پردہ کار از چہوتہ مرتفع شدہ ، دختر قاریہ بعد استخراج گفت : من بعد برو و دیگر میا ، از تن رخت خود را برکش و طلب منا کحت من بنما کہ من مقسوم توام . آن گاہ حال را بوالدین گفتہ عنقریب بعقد زوجیت چہوتہ درآمد . چہوتہ بعد مرور زمانی بوطن مراجعت نمودہ . زن کہ فاطمہ اسم داشت بخود برداشت .

چون شہر دلو رای (بہانہرا یعنی برہمن آباد) رسید ، آن ظالم را وتیرہ چنان دید کہ دختر ہر کہ کد خدا شدی ، بجبر طلبیدہ تصرف می کرد و رد می نمود . چہوتہ ہموارہ بموعظتہن سعی کردی ، ہرگز از اعمال شنیع باز نیامد . تا آنکہ

روزی تعریف فاطمه شنیده، در وقتی که جهوته بیرون بود، جهت دیدن بخانه اش در آمد. جهوته بصفای ضمیر آن حال را در غیب معاینه کرده، در حال بخانه رسیده زن را با خود گرفته از شهر بیرون شد و ندا افکند که این شهر بشامت والی، امشب سرنگون زمین در می رود. هر که درین فرصت خود ازین دام مرگ در کشد اختیار باقی دارد. کم کسی بحرفش اعتماد نموده. شب اول به بیداری پیر زالی که بچرخه می رسید، و شب دوم بواسطه کنیکری آن بلا از آن شهر مرتفع شده. آخر شب میم تمام شهر معه سکن سرنگون بچاه عدم در رفت. و یک منار جهت عبرت و یادگار باقی مانده.

(ج ۳ - ۳۵)

بعد ازین روایت، در "تاریخ طاهری" و تالیف (۵۱۰۳) این اضافه موجود است.

"چفته امرانی معه زن خود سلامت در باره سیوستان که عرف سیوان است. منزوی گردیده بصاعات و عبادت ایزدی اشتغال می داشت. چون رخت حیات از این کاروان سرای فانی بمحمل مرگ صوب سر منزل جاودانی بست، چنانچه در زندگانی صاحب لفظ و مستجاب الدعوات گردیده بود. بعد از وفات نیز همچنان شد که هر ده برای مراد خاطر بتربت او می آید، بحرام خاطر خویش می رسد. و قبرش در بلده سهوان است. اکثر مردم بروز جمعه برای زیارت او می آیند و اعتقاد تمام دارند" (خطی)

این مقبره تا هنوز مابین زیلوی استیشن و شهر در قبرستان قدیم سیوهن موجود است. و این کتیبه که از دیندار خان صوبه دار سیوستان یادگار مانده، بر دیوار مغربی ثبت است :

بدور شهنشاه شاه جهان خدیو خردمند صاحب قران
چو خلد برین روضه شاه چہتہ بنا کرد نواب دیندار خان
ز سال بنایش طلب داشتند "بہشتی بروی زمین" گفت عثمان (؟)

از مصرعہ آخر سال ۱۰۴۲ھ استخراج می شود. و ازین ظاہر است کہ این مقبرہ را دیندار خان در همین سال بنا کرد کہ تا حال موجود است. سید حاجی حسین علی شاہ سیوستانی در "تذکرہ مشائخ سیوستان" نوشتہ است کہ چہتہ امرانی پسر یک عرب "عمران" نامی بود، کہ از قوم تمیم بود و حاکم برہمن آباد شدہ، آن عرب پسر دیگر ہم داشت بنام دلورای، کہ بعد از پدر والی گشت (و اللہ اعلم بالصواب).

قبر بی بی فاطمہ متصل مزار چہتہ در عقب پیش طاق اندر گنبد کوچک تا حال موجود است.



(۳)

میرزا انور

(منعلق صفحه ۹۹ - ۲)

میرزا انور که داماد زین خان کوکه بود (ماثرالاسرا ۳۹۳، ۶، ۱) در ذخیره‌الخوانین مرقوم است که — "جوانی بخوبی آراسته نیکو کار پسندیده اطوار بود. دختر زین خان کوکه در خانه خود داشت، در حکومت بهکر امساک باران و استیلای آب پنجاب گردیده. مشار" اینه برهنه‌مونی زمینداران آنجا پوشاک سزارعان پوشیده بدست خود قلبه رانی نمودن گرفت، و دختر زین خان کوکه منکوحه او، بمانند عوارت گواران، نان جواری و جغرات بر سر کرده آورده بشوهر خود داد. همان ساعت بکرم سبحانی باران بافراط بارید، و دریای پنجاب استیلا نمود. در سند نامی به نیکی گذاشت. (ذخیره خطی ۳۷۲)

ooooooo

(۴)

سعید خان

(متعلق صفحہ ۱۱۱ - ۳)

سعید خان چغتہ پسر یعقوب بیگ بن ابراہیم بیگ
(مآثر الاسراء ۳. ۴ - ۲) درین بارہ در مآثر این عبارت ثبت
است : ” و چون در سنہ (۱۱۱۰ ۵) مرزا غازی در تہ بعد
مردن پدر خود مرزا جانی بیگ خیال خود سری پیش گرفت ،
عرش آشیانی ملتان و بہکر را بجاگیر سعید خان تنخواہ فرمودہ
او را بر سر میرزا تعین کرد . چون سعید خان بہ بہکر در آمد ،
مرزا اندیشہ تباہ را از سر بدر نمودہ برہنموئی خسرو خان
آمدہ ، خان را دید ، و با سعد اللہ پسرش صحبت مرزا کوک
شدہ ، بہمراہی سعید خان شرف آستان بوس بادشاہی دریافت “
(۳. ۴ - ۲) . صاحب ذخیرۃ الخوانین کہ شاگرد میر نمکین
و معاصر اوست ، درین بارہ می نویسد کہ — ” در ۱۱۱۰ ۵
سرکار ملتان و سرکار بہکر باز جاگیر یافتہ بر سر مرزا غازی بیگ
ترخان بتسخیر تہ تعین شدہ . مرزا غازی برہنموئی

خسرو خان وکیل۔ خود در موضع سیتارجه توابع سرکار بہکر
 آمدہ سعید خان را دید، و با سعد اللہ خان پسر سعید خان
 مصاحبت بہم رسانیدہ بدرگاہ آمد۔ (۱۱۳ خطی)

○○○○○○

(۵)

(متعلق صفحہ ۱۱۲ ح ۲)

در اکبر نامہ ثبت است کہ — ”چهاردهم ماه مهر الاهی
(۵۱۰۱۳) سعید خان با پور خود، و میر ابوالقاسم نمکین
ملازمت نمود، و میرزا غازی، پور میرزا جانی ترخان از تنه
آمده جبین بسجود آستان اقبال نورانی ساخت، و گزیده
پیشکش بندرانه گزرائید. هیژدهم به میرزا غازی و ابوالبقا
اوزبک گوهر مرصع و به عابدی خواجه جمدهر مرحمت شد“
(ج ۳، ص ۸۳۹)



(۶)

توخته بیگ، خان

(متعلق صفحہ ۱۱۳ ح ۲)

در ماثر الامراء (۳۸۱ - ۱) ثبت است — "از یکہای
سیرزا حکیم بود، در جنگی (کہ مرزا را با فوج عرش آشیانی
رو داد) مصدر دلیری گشته نامی برار مردی بر آورد. پس
از فوت مرزا همراه پسرانش سال سیم جلوس آن پادشاه بعتبہ
سلطنت رسیدہ. دولت بار یافته بگونگون انعامات مشمول
عاطفت گردید. پس ازان بتعیناتی صوبہ کابل آبرو یافته
همراه کنور مان سنگ و زین خان کوکہ در تنبہہ گروہ یوسف
ژنی و تاریکیان بکرات مصدر ترددات شایان گشت. سال
سی و نہم بہمراہی شہزادہ سلطان سلیم مقرر شدہ. در نواح
لاہور جاگیر یافت. پستر بتہانہ داری پشاور سرفرازی
اندوختہ بارہا گروہ تاریکی را گوشمال بسزا داد. چون
خدمات پسندیدہ ازو بظہور آمد، در سال چہل و نہم بخطاب
خانی رایت ناموری افراشت. و پس از جلوس جنت مکانی چون
ماجرای آمدن حسین شاملو حاکم ہرات با فوج گران و محاصرہ

نمودن قلعه قندهار بعرض خسروائی رسید . او را بمنصب دو هزارى و خطاب سردار خان برنواخته همراه میرزا غازی بیگ بکوک شاه بیگ خان حاکم قندهار دستوری شد . تا رسیدن اینها چون فوج قزلباش از گرد قلعه برخاسته مراجعت بوطن خود نموده بود ، او از تغیر شاه بیگ خان بحکومت قندهار بلند گردید ، و در اندک مدت سال سیوم مطابق سنه (۱۶۰۱۵) هزار و شانزده هجری در آنجا ودیعت حیات سپرد .



(۷)

محاصره قندهار

(متعلق صفحہ ۱۱۳ تا ۱۲۰)

در مآثر الامرا (ج ۲، ص ۶۴۳) ثبت است کہ در سال
می و نهم چون میرزا مظفر حسین قندهاری صفوی استدعای
بندگی بادشاهی نمود، شاه بیگ خان (شاه بیگ خان ارغون
مخاطب به خان دوران، پسر ابراهیم بیگ چریک) از بندگی
بحکومت قندهار تعیین گشت در سال چهل و دوم
بمنصب سه هزار و پانصدی لوی اعتبار برافراخت، در سال
اول جلوس جهانگیری، حسین خان شامو حاکم هرت، فوت
حضرت عرش آشیانی شینده با لشکر خراسان آمده، قندهار را
محاصره نمود، شاه بیگ با دل قوی و همت درست روزانه
سردم را آراسته بکار زارمی فرستاد، و شبها بالای ارک نشسته
بزم نشاط ترتیب می داد. روزیکه ایلچی قزلباش قلعه می آمد،
فقدان غله بمرتبہ تمام بود، و از سرکار خود در راسته و بازار
از هر قسم غله تودها کرد، تا مخالف بعسرت بی نبرد. و
چون این محاصره بی اجازت دارای ایران شاه عباس صفوی
بود، حسین خان بعتاب شاهی بی نیل مقصود برخاسته رفت

جهانگیر در تزک خود نوشته است که "چهارشنبه نهم محرم (۱۰۱۵ هـ - بقول بیورج ۸ محرم جشن اولین نوروز) بمبارکی بقلعه لاهور در آمدم، جمعی از دولت خواهان معروض داشتند که معاودت بدرالخلافت آگره درین ایام که فی الجمله خللی در صوبه گجرات و دکهن و بنگاله واقع است بصلاح دولت اقرب خواهد بود، این کنگاش پسند خاطر من نیفتاد، چه از عرائض شاه بیگ خان حاکم قندهار بعضی مقدمات معروض افتاده بود، دلالت بران می کرد که امرای سرحد قزلباشیه بنا بر افساد، چندی از بقایای لشکر میرزایان آنجا که همیشه محرک سلسله خصومت و نزاع اند، و ترغیب نامجبات در گرفتن قندهار بان طائفه می نویسند، حرکتی خواهند نمود. بخاطر رسید که مبادا شفقار شدن حضرت عرش آشیانی، و مخالفت بی هنگام خسرو داعیه آنها را تیز ساخته بر سر قندهار یورش نمایند. بحسب اتفاق آنچه بخاطر آفتاب اشراف پرتو انداخته بود، از قوه بعمل آمد، حاکم هرات و و ملک سیستان و جاگیرداران این نواحی بکمک و مدد حسین خان حاکم هرات بر سر قندهار متوجه گشتند. شایبش بر همت و مردانگی شاه بیگ خان مردانه پا قائم کرده قلعه را مضبوط و مستحکم ساخت و خود بر بالای ارک منیوم از قلعه مذکور چنان نشست که بیرونیان علانیه مجلس او را می دیدند، و در مدت محاصره میان نبسته سروپا برهنه مجلس عیش و عشرت ترتیب می داد. و هیچ روزی نبود که

فوجی در برابر لشکر غنیم از قلعه بیرون نمی فرستاد ، و کوششهای سردانه بتقدیم نمی رسانید . تا در قلعه بود چنین بود . لشکر قزلباش سه طرف قلعه را احاطه نموده بودند .

چون این خبر در لاهور رسید ظاهر شد که توقف درین حدود اقرب و اصلح بوده . در حال فوجی کلانی بسرداری میرزا غازی و همراهی جمعی از منصب داران و بزرگهای درگاه مثل قرا بیگ که بخطاب قرا خانی ، و تخته بیگ که خطاب سردار خانی سرفراز گردیده بودند ، معین گشتند . سرزا غازی را بمنصب پنج هزاری ذات و سوار سرفراز ساختم و تقارن عنایت کردم . (تزک ، نوںکشور ص - ۳۳)

سرزا غازی بتاریخ ۱۰ شوال ۱۰۱۵ هـ به قندهار داخل شد و این اطلاع بتاریخ ۲۲ ذوالقعدة ۱۰۱۵ هـ به جهانگیر در لاهور رسید که آن روز اول از سال دود جهانگیری بود . در تزک نوشته است — ” در همین روز مبارک از عراقین قندهار بموقف عرض رسید که لشکری که بسر کورگی میرزا غازی ولد جانی بیگ بکمک شاه بیگ خان تعیین یافته بودند ، در دوازدهم شهر شوال منہ مذکور داخل بلده قندهار می شوند ، و طائفه قزلباش چون خبر رسیدن عساکر منصوره را ہمیش منزل بلده مذکور می شوند ، مراسمیه و پریشان و پشیمان تا کنار آب هلمند که پنجاه و شصت کرده بوده باشد ، عنان باز نمی کشند ” (تزک ، ص - ۳۲)

(۸)

(متعلق صفحہ ۱۱۳ - ۱۰۵)

مرزا غازی از قندهار به بہکر آمد و از انجا به لاهور روانہ شد، کہ جهانگیر دران زمان از سفر کابل واپس آمدہ در لاهور قیام پذیر بود. در تزک است کہ — ”روز دو شنبہ دوازدهم (شعبان ۱۰۱۶ھ) مرزا غازی کہ در سرداری لشکر قندهار مصدر خدمات پسندیدہ گشتہ بود ملازمت نمود، و عنایات بسیار نمودم (تزک، نول کشور ص ۶۳) .

۰۰۰۰۰۰

(۹)

(متعلق صفحه ۱۱۳ - ۳)

شاه بیگ بعد از قندهار، حکومت کابل یافت. صاحب
مآثر (۶۳۳ - ۲) نوشته است که : " شاه بیگ خان
حسب الحکم در سنه هزار و شانزده (۱۶ . ۱۵) از قندهار به
کابل رسیده ملازمت جنت مکانی دریافت . و بمنصب پنج
هزاری و خطاب خان دوران و صاحب صوبگی کابل و ضبت
افغانستان مباحی گشته از حسن ابدال رخصت تعدد یافت .
مدتها بضبط و نسق گزرانید . "

○○○○○○

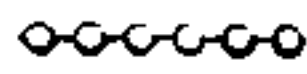
(۱۰)

(متعلق صفحه ۱۱۵ - ۲)

وقتیکه مرزا غازی (۱۲ شعبان ۱۰۱۶ هـ) بحضور جهانگیر در لاهور بار یافت و آنجا ماند، تقریباً یک ماه بعد ازان (۱۰ - رمضان ۱۰۱۶ هـ) به او حکومت قندهار سپرد شد. جهانگیر این واقعه را در تزک این طور نوشته است: ” (۱۰ - رمضان ۱۰۱۶ هـ) سال دوم جهانگیری — روز پنجشنبه دهم ماه، میرزا غازی را بمنصب پنج هزاری ذات و سوار سرفراز ساخته، با آنکه کل ولایت تنه بجایگزین او مقرر بود، پاره از صوبه ملتان نیز بجایگزین او مقرر گشت، و حکومت قندهار و محافظت آن ملک که سرحد هندوستان است، بعهده کاردانی و حسن سلوک او مقرر گردید. و خلعت و همشیر مرصع عنایت کرده رخصت دادم. “ (تزک، نول کشور ص ۶۴)

میرزا رخصت یافته به بهکر رسید و آنجا ماند تا حکم دیگر برای رفتن قندهار باو رسید. چنانچه جهانگیر در تزک

می نویسند کہ : ” در ۱۳ ماہ مذکور (رجب ۱۰۱۷ھ) حکم کردم کہ مرزا غازی متوجہ قندھار شود . از اتفاقات حسنه بمجرد آنکہ مرزای مشار^۱ الیہ از بھکر روانہ ولایت مذکور گردد ، خبر فوت سردار خان حاکم آنجا می رسید . سردار خان از ملازمان مقرر و روشناس میرزا محمد حکیم عم من بود ، تختہ بیگ اشتهار داشت . “ (تزک ، نول کشور ص ۷۳)



(۱۱)

شیر بیگ

(متعلق صفحہ ۱۱۸ - ۲)

صحیح شیر بیگ است. وقتیکہ مرزا غازی از قندھار حکم معزولیٰ خسرو بیگ (نائب تته) را فرستاد، و اولاد قاسم خان ارغون را از حکومت نصر پور نیز معزول کرد، و ایشان همراه خسرو بیگ شدہ از قبول حکم منحرف شدند. در نصر پور رای سنگ ولد مانک راء با اولاد قاسم خان جنگ کرد و ایشان را ہزیمت داد. در آن جنگ (۱۱ - رمضان ۱۰۲۰ھ) شیر بیگ شہید شد و قبر او در گورستان خان زمان (نزدیک نصر پور) موجود است و این کتیبہ دارد.

”تاریخ رحمت نمود میر شیر بیگ
(مرحوم بن) میر علی شیر ارغون، روز
دوشنبہ وقت دو پاس یازدہم شہر
رمضان المبارک ۱۰۲۰ھ در جنگ بمرتبہ
شہادت رسید“

(رک مقدمہ مشنوی چنیسرا نامہ از راقم الحروف ص- ۵۶)

(۱۲)

میر ابوالقاسم نمکین (پیر غلام)

(متعلق صفحہ ۱۲ - ۱۱ - ۱۰)

مولف مظہر شاہجمہانی، یوسف میرک، پدر خود
میر ابوالقاسم نمکین را "پیر غلام"، می نویسد. میر ابوالبقا
المخاطب به امیر خان، فرزند کلان میر نمکین و برادر
سوف بود که ذکرش عم کرده است. "سادات امیر خانی"
از نسل وی اند. فرزندش میر ابوالحکام "شہود" فاضل
یگانه و شاعر صاحب دیوان، و مصنف مثنوی "پری خاند"
سلیمان" بود. و فرزند ابوالحکام (یعنی نمیرہ امیر خان)،
امین الدین حسین خان، در اواخر عهد بادشاہ عند عالمگیر،
والی تہ بود. او مولف "رشحات فنون"، و "معلومات
آفاق" بود.

میر نمکین گورستان خود را بنام "عقہ صفا" بر ساحل
دریا در لوهری بنا کرده بود و در آنجا دفن شد و بر قبرش سه
کتیبہ ذیل ثبت است :

(۱) میر ابوالقاسم آن یگانہ عصر

کہ بجز تخم دین و داد نہ کشت

ملک و اقبال در تصرف داشت

چون اجل در رسید جملہ بہشت

دیدہ دل کشادہ بر گیرید

عبرت ای عاقلان پاک مرشت

(۲) گر بود بستر از حریر چہ سود

چون نہد مرگ زیر بالش خشت

خلف خیر او ز ”داغ اہی“ ۵۱۰۱۸

چونکہ تاریخ سال فوت نوشت

گفت ملہم مرا بگوش ضمیر

سال فوتش کہ ”باد جاش بہشت“

(۳) خان زمانہ میر ابوالقاسم آنکہ او

لوح وجود از رقم غیر سادہ کرد

..... دودمان گلبن حیا

سال وفات او طلب از ”داغ دادہ“ کرد ۵۱۰۱۹

(رک : تذکرہ امیر خانی)

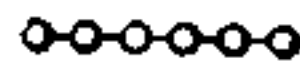
ooooooo

(۱۳)

میران صدر جہان

(متعلق صفحہ ۱۲۱ تا ۱۱۰)

از توابع لکھنؤ بود، در عہد عرش آشیانی بواسطہ
شیخ عبدالنبی صدر، افتای ممالک محروسہ بدو قرار
گرفت تا مال چہلم بمنصب ہفتصدی رسیدہ بخدمت
صدارت کل اختصاص گرفت . پس از ان ترقی کردہ بیابہ امارت
و منصب دو ہزاری متصاعد گشت . در عہد جہانگیری بمنصب
چہار ہزاری رسید . صد و بیست مال زندگانی کرد و در سنہ
۱۰۲۰ھ ودیعت حیات سپرد . (ماثر الامراء، ج ۳، ص ۹۰-۸۹)



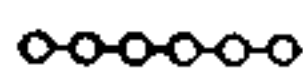
(۱۴)

شمیشر خان ازبک

(متعلق صفحہ ۱۲۱ - ۲)

در ماثر الامرا ثبت است کہ : ” شمیشر خان ارسلان بی ازبک از امرای عهد جنت مکانی ست . سابقا حکومت کهمرد داشت ، و از نوکران متوسط الحال ولی محمد خان والی توران دیار بود . پس از ان کہ کهمرد را در سرکار پادشاهی سپرد سال سیوم جلوس آمده ، دولت ملازمت دریافت ، و بعنایت منصب مناسب و خلعت سر عزت بر افراخت . پس تر تیول در سیومستان مضاف صوبہ تہتہ یافتہ بحکومت آنجا نامزد گردید . سال پنجم بعنایت علم رایت امارت بر افراخت . سال نهم چون صوبہ داری تہتہ بہ مظفر خان معموری مقرر شد او معزول گشتہ بحضور آمد ، و در مہم رانا برکاب پادشاہزادہ سلطان خرم دستوری پذیرفت . و وقت موعود چشم جهان بین را بر بست . گویند مرد سادہ بود ، و بارای عبادت یومیہ و تلاوت کلام الہی می پرداخت . و از سحاب ہمتش رشحہ حسنات

ہمیشہ می چکید . بمرتبہ سہ ہزاری رسیدہ بود . (۶۳۳ - ۲) در ذخیرۃ الخوانین شرح حال وی خیلی بتفصیل موجود است . بموجب ذیل : از اکابران توران بودہ ، و درین دودمان عالیشان بمنصب سہ ہزاری رسیدہ مخاطب بہ شمشیر خان گردیدہ ، و صاحب صوبہ تہ شد . درانجا از سلسلہ خسرو خان چرکس (امیر میرزا جانی بیگ ترخان و مرزا غازی بیگ) خواستگاری نمودہ باز بجاگیر سرکار سیوستان آمد . متمادی ایام درانجا گذرانید . حکایات مآذہ لوحی ایشان مکرر بسمع اشرف اقدس حضرت صاحب قران ثانی رسید . از منصب و جاگیر افتاد . چند مال زیست در لاهور رحل اقامت انداخت ، و درانجا در گذشت . از جملہ حکایات او یکی این است کہ روزی درون محل رفت و آن منکوحہ چرکس کہ نو در حبالہ نکاح خود آوردہ بود ، او با زیب و زینت نشستہ بود . خان مشار^۳ الیہ نگہ بجانب او کردہ برسیدند کہ این عورت کیست و از کجا آمدہ ؟ کیوانوی خانہ ، بعد از قسم مغلفہ خاطر نشان ایشان ساختند کہ او منکوحہ شما است . و قس علی ہذا . اظہار این قسم حکایات دیگر از ہی خردی خوب است ، چرا کہ مشار^۳ الیہ دیندار خدا پرست عارف کامل بود . روز و شب بتلاوت کلام مجید و نماز و روزہ میگذرانید . و خیرات بسیار می کرد ، و قبیلہ پرور بود . (خطی ص ۳۵۵)



(۱۵)

میرزا رستم

(متعلق صفحہ ۱۲۳ - ۱)

میرزا رستم (متوفی ۱۰۵۱ھ) نیز قریباً یک سال در تته ماند و بعد ازان معزول شد. در ذخیرۃ الخوانین است کہ :

” میرزا رستم ابن سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا بن شاہ اسمعیل صفوی در سال ۱۰۲۱ھ کہ رایات عالیات جہانگیری در دارالبرکۃ اجمیر نزول اجلال نمودہ و خبر فوت مرزا غازی ترخان والی تته بمسامع علیہ رسید، مرزا رستم را تعینات تته فرمودند، و نصیحت نمودند، کہ محروسہ تته بقوم ترخانہ زیادہ از صد سال است. خسرو خان چرکس و کیل چہار کرسی آن بزرگان ست، مبادا غدیری اندیشد. در تته رسیدہ او را بدرگاہ جہان پناہ فرستادہ خود در آنجا بودہ، باتفاق میر عبدالرزاق معموری جمعندی تته نماید. مشارً الیہ اگرچہ در آنجا رسید و تشخیص جمع ہم داد، و خسرو خان را با توابع و لواحق مرزا غازی بیگ و مرزا جانی بیگ روانہ

درگاہ ساخت . امّا بانہا سلوک خوب نکرد ، اکثر مردم
جلا وطن شدند . قاضی محمود کہ اعلم العلماء الملک بود ،
از دست تعدی مرزا با عیال و اطفال خود در بہکر آمدہ
در خانہ پدر مسوّد این اوراق شیخ معروف صدر سرکار بہکر
مقیم گشت . این خبر بمسامع علیہ جہانگیری رسید . مرزا
را تغییر کردہ بحضور طلبید . روزی چند باز ندادند ، بعدہ
بسعادت کورنش مستفید گردید ” ص ۸ ، مائرا لامرا ،
ج ۳ ، ص ۳۳۸ .

جہانگیر در تزک نوئمہ است (سال نہم از جلوس آئہ
از شب ۹ - صفر ۱۰۲۳ ہ شروع شد) — ” مرزا غازی
ترخان کہ حکومت تہتہ و قندہار و آن نواحی متعلق بدو
بود ، برحمت خدا رفت . بخاطر رسیدن آئہ او (مرزا رستم) ر
بہ تہتہ فرستم ، تا آنجا جوہر ذاتی خود را خاطر نشان
ساختہ ، آن ملک را بعنوان پسندیدہ محافظت نماید . و بد
منصب پنج ہزاری ذات و سوار سرفراز ساختہ دو لک روپیہ
نقد مدد خرچ بدو مرحمت فرمودہ بہ صوبہ داری ملک تہتہ
را رخصت نمودم ، عقیدہ آن بود کہ از دوران سرحد خدمت ہا
بوقوع آید . بخلاف توقع مصدر هیچ گونه خدمتی نشد .
ظلم و تعدی را بجائی رسانید کہ خلق بسیاری از سلوک زشت
او بہ شکوہ درآمدند . و خبری چند ازوشنیدہ شد ، کہ آوردن
او لازم گشت . یکی از بندہای درہ را بہ طلب او تعیین نمودہ
او را بدرگاہ طلبیدم . در بست و ششم اردی بہشت او را

آوردند. چون ظلم و تعدی ازو بہ خلق خدا بسیار رسیدہ بود،
باز خواست آن بمقتضای عدالت لازم گشتہ. او را بہ راجا انی
رای سنگ دنی سپردم تا بحقیقت عمل او باز رسیدہ شود. و او
فی الجملہ تنبیہی یافتہ دیگران متنبہ و عبرت پذیر گردند“
(نول کشور ۱۲۹ - ۱۳۰)



(۱۶)

تاج خان

(متعلق صفحہ ۱۲۳ - ۲)

تاش بیگ خان عرف تاج خان کابلی، سابق از بیکہ سی
مرزا حکیم بود۔ پس ازودر خدمت عرش آسمانی رسیدہ ،
بمنصبِ فاخرہ معزز گشت در عہد جنت مکنی
بخطاب ”تاج خان“ معزز گردیدہ ، اولاً سرکار بہکر جانور
یافت ، و باز ، صاحب صوبہ تہہ شدہ در گذشت . ذخیرہ
خطی ص - ۳۹۷) .

از ”لب تاریخ سند“ معلوم می شود کہ در سال ۱۰۲۰
بحکومت بہکر آمد و غالباً بعد از معزولی مرزا رستم در سال
۱۰۲۳ از بہکر بہ تہہ آمد و آنجا در همین سال ۱۰۲۳
ودیعت حیات سپرد . و شمشیر خان از سیستان باز بحکومت
تہہ رفت .

صاحب ماثراً مرأ در شرح حال تاش بیگ نوشتہ است کہ :
” پس از جلوسِ جہانگیری از اصل و اضافہ بمنصب سہ ہزاری

سر بلندی یافت . و در سال دوم چون بادشاہ از کابل بہ ہندوستان مراجعت فرمود (۱۶۰۱ھ) ، و حکومت آن صوبہ بنام شاہ پیگ ، خان دوران کہ از قندھار معزول شدہ در راہ بود ، مقرر یافت ، نام بردہ را حکم شد کہ تا آمدن خان مذکور از کابل خبردار باشد . پستر باضافہٴ منصب کامیاب شدہ بصوبہ داری تہہ چہرہٴ عزت برافروخت . سال نہم مطابق (۲۳۰۱ھ) همان جا بخلوت کدہ بقا خرامید .“
(۳۸۳ - ۱)

از کابل اول در بہکر آمد و بعد از عزل رستم بہ تہہ رمید .



(۱۷)

میر ابوالبتما

(متعلق صفحہ ۱۲۳ تا ۲)

• میر ابوالبتما (المخاطب بہ امیر خان) در اواخر ۱۹۰۱ء یا در ابتدا ۱۹۰۲ء جاگیر اباورہ و گنجابہ یافت، و از آگرہ بجاگیر خود رسید و از انجا وقتیکہ در سال ۱۹۰۳ء تاش بیگ در تہہ وفات یافت، شمشیر بیگ در همان سال بہ تہہ تقرر یافت و میر ابوالبتما از اباورہ و گنجابہ تبدیل و بہ سیوستان مقرر شد. (رک : تذکرہ امیر خانی).

○○○○○○

(۱۸)

عتیق اللہ

(متعلق صفحہ ۱۲۵ - ۱)

شرح حال میر عتیق اللہ پسر کلان میر ابوالبقا در
کتاب دیگر یافته نشد. قبرش در پہلوی قبر پدرش (میر ابوالبقا،
امیر خان) بر "صفہ صفا" (لوہری) موجود است، و این
کتیبہ ہا دارد :

(۱)

عتیق اللہ مرزا کز فراقش
محبان را جگر ہا چاک آمد
چو در خیل شہیدان شد خرامان
فلک را دیدہ نمناک آمد
ز روی درد گفتا سال تاریخ
عتیق اللہ شہید پاک آمد
۵۱۰۳۷

(۲)

یکتای روزگار عتیق الله آن جواد
 کاند در جهان جود نبودش کسی عدیل
 نگذاشت آسمان از آنکه بود
 مشتاق او فردوس سنسبیل
 سال شهادتش چو نوشتم بصفحه بر
 از غم بریخت آب ز چشم چو رود نیل
 — لا اله الا الله محمد الرسول الله —

(۳)

بتاریخ روز پنجشنبه چهارم
 شهر رجب المرجب سنه ۱۰۳۰ هـ
 بدرجه شهادت رسید.

از این کتاب (مظهر شاهجهانی) نیز معلوم نشد که در
 کدام معرکه بدرجه شهادت رسیده باشد. درین حال پدرش
 در ملتان نائب یمین الدوله بود. گمان برده می شود که در
 عتیق الله در سند در آویزش سمیجه ها کشته شده باشد.

○○○○○○

(۱۹)

مظفر خان معموري

(متعلق صفحہ ۱۲۸ - ۱)

مظفر خان معموري بعد از فوت ميرزا غازي (۱۰۲۱ھ) براي جمعبندي صوبه تته (تزک، ص ۱۱۱) پيشتر از مرزا رستم به تته رسيد، و بعد از رسيدن مرزا رستم (۱۰ - محرم ۱۰۲۲ھ) همراه متوسلين دودمان ترخانيه به اجمير در خدمت جهانگير رسيد (تزک، ۱۱۸) و خطاب "مظفر خان" يافت .
(ترخان نامه)

بعد از عزل مرزا رستم و وفات تاش بيگ (۱۰۲۳ھ) شمشير بيگ را حکومت تته سپرد شد . و بعد او در سال يازدهم (۱۰ - ربيع اول ۱۰۲۵ھ) مظفر خان معموري بصوبه داري تته فائز شد . (مآثر، ج ۲ ص ۶۳۳ و تزک، ص ۱۵۷)

صاحب مآثر الامرا در شرح حال معموري نوشته است که :
"مير عبدالرزاق معموري مظفر خان از سادات صحيح النسب

معمور آباد است که موضعی مت از نجف اشرف . نیاگان او به هند آمدند . میر بدانش و قابلیت از یکتایان روزگار بود . در عهد عرش آشیانی جولانی ' عرصه ' روزگار گشته به بخشی گری ' سیاه بنگاله تعین گشت چون بعد فوت مرزا غازی بیگ ترخان صوبه تهنه بضبط پادشاهی در آمده ، میرزا رسته صفوی به ایالت آنجا معین گشت . مظفر خان بجهت تشخیص جمعبندی آن صوبه مرخص گردید . و از روی کارشناسی و معامله دانی از قرار هست و بود جمعی معین نموده بجا میر میرزا و متعینه او تنخواه داده معاودت کرد . و در آخر عهد جهانگیری بصاحب صوبگی مالوه بلند پایه گردید " (۳۷۸-۳۷۹)

(بقیه سلسله این حاشیه رک : نمبر ۲)

میر معموری در سال ۱۰۲۲ هـ یک مسجد جامع را بنیاد بنا کرد که به " مسجد خضری " معروف و تا کنون موجود است ، کتیبه او که بالای محراب ثبت است این طور خوانده میشود :

- ۱ - خاک آستان حضرت نبوی صلی الله علیه وسلم عبدالرزاق
- ۲ - الحسینی المعموری الملقب به مظفر خان بتاریخ ۱۰۲۲ هـ اتمام شد .

(رک : مقاله ' میر مائل راقم الحروف در مجله ' مهراں ' ۱۹۵۵)



(۲۰)

(متعلق صفحه ۱۲۹ - ۲)

صاحب مآثر الامراء نوشته است که : در سال نهم (از
۹ - صفر ۱۰۲۳ تا هفتم صفر ۱۰۲۴) چون صوبه داري تهته
به مظفر خان معموري مقرر شد ، او معزول گشته بحضور آمد
و در مهم رانا برکاب بادشاهزاده سلطان خرم دستوري پذيرفت .
(ج ۲ ص ۶۳۳)

ليکن اين روايت از روي متن اين کتاب صحيح نيست .
شمشير خان بعد از تقرر مظفر خان معموري ، از تهته به
ميوستان آمد و چندي آنجا ماند ، تا وقتيکه شيرخواجه متعين
شده به ميوستان آمد . و از روي تزک جهانگيري (۱۵۷) ،
تغير شمشير خان در سال يازدهم جلوس (۱۵ ربيع الاول ۱۰۲۵)
شد ، نه در سال نهم که صاحب مآثر الامراء نوشته است .

oooooo

(۲۱)

بہادر خان اوزبک

(متعلق صفحہ ۱۲۱ - ۱)

ابوالنبی نام ، از بزرگ زادہای توران است . در عہد
عبدالمومن خان بعمدگی رسیدہ حکومت مشہد مقدس داشت .
پس از گذشتہ شدن خان مزبور ہر چند باقی خان بدلاسا
پرداخت ، بدستاویز عزم زیارت کعبہ نجات جستہ بہ ہندوستان
آمد و سال چہل و ہشتم ملازمت عرش آشیانی دریافت ، و
بمنصب درخور نوازش یافتہ بعنائیت کمر خنجر مرصع
کام دل بر گرفت . و پس از جلوس جہانگیری چہل ہزار روپیہ
در مدد خرچ یافتہ با پنجاہ و ہفت منصبدار بکمک شیخ فرید
مرتضی خان کہ بتعاقب خسرو شتافتہ بود تعیین گردید . و
سال پنجم از تغیر تاج خان فوجداری صوبہ ملتان باو مرحمت
شد . و سال ہفتم از اصل و اضافہ بمنصب سہ ہزاری ،
سہ ہزار سوار و خطاب بہادر خانی امتیاز اندوختہ . از انتقال

میرزا غازی بحکومت قندهار چهره^۱ بلند پایگی برافروخت. و پس تر
 باضافهای متواتره بمنصب پنج هزار، سه هزار و پانصد سوار
 درجه^۲ اعتلا پیمود. و سال پانزدهم (که بتاریخ ۱۵ - ربیع الثانی
 ۱۰۲۹ هـ شروع شد) عذر ضعف باصره را در پیش کرده
 استعفای تعلقه داری^۳ قندهار نمود. گویند چون آمد آمد فوج
 دارای ایران بر زبانها افتاد، نام برده از بی پروای بودن خود
 قرار نداده دولتک روپیه در مهم سازی^۴ متصدیان پادشاهی
 صرف نموده تعلقه را گذاشت. پس ازان در صوبه^۵ اکبرآباد
 جاگیر یافته رایت کامیابی برافراشت الخ
 (مآثر الامراء، ج ۱ ص ۴۰۱)

oooooo

(۲۲)

سید بایزید بخاری

(متعلق صفحه ۱۴۲ ح ۲)

سید بایزید بخاری از اولاد قطب الاقطاب حضرت دمدبه (؟) که در پتنه (؟) آسوده اند، بود. مرتضی خان در عنایت خاطر و تربیت ایشان بسیار سعی داشت. چندگه در عهد حضرت عرش آشیانی داروغه داغ بود. بعد بسیار کرد و خواست که خطاب مرتضی خان یابد، میسر نشد. بخطاب مصطفی خانی و بمنصب سه هزار رسیده، صاحب صوبه 'تته گشت' همانجا وفات یافت. در اوج در روضه 'مقدمه سنوره مخدوم سید جلال بخاری آسوده اند.

پسران قابل گذاشت. سید عبدالواحد و محمد باقر و غیره بمنصب رسیده تعینات بهم کابل اند. و میان بده ترک دنیا کرده گوشه گزین بود. این پسران در کمال رضامندی پدر بوده اند. منصبی که داشتند حاصل آنرا متصرف میگشت، بهر یکی از آنها را یومیه مقرر ساخته بود،

ازان زیادہ طلبی نمی کرد وقتی سواری است
 در و پاک بی غرضی میرانجیو می یافتند و اصلاً شاکی نبودند
 میرانجیو صاحب شوکت و غیرت و جویای نام مبلغی بر اضافہ
 منصب خود و پسران و خطاب خرچ کردہ . در حکومت
 بہکر روزی پدر مسودہ این اوراق باسم شیخ معروف صدر ،
 و شیخ عبدالرحمن میر عدل و قاضی ابو سعید و قاضی
 محمد حسین ، بہیئت اجتماعی پیش میرانجیو رفتند . ایشان
 از روی خوش طبعی باین عزیزان گفتند کہ : قاعدہ نحویست کہ
 — الضدان لا یجتمعان — ، و امروز چہار ضد جمع آمدہ اید .
 خوش باشد کہ چہار شما بقتل رسند ، تمام سرکار بہکر
 از تمرشد و بغی و فساد پاک می شود . اعزا دیگر ساکت ماندند ،
 پدر احقر کہ مظهر جلال احدیت بود ، جواب دادند ، کہ :
 فی الواقعہ چنین است ، اما پنجم سردار مانده ، کہ اگر او را
 بقتل رسانند ملک بہکر صاف تر میشود . میران گفتند کہ :
 آن پنجم کدام است ؟ گفت : شما اید . میرانجیو رنجیدہ
 برخاست . بعد از چند گہ کہ خوش طبعی با کسی
 نکند . و دشنام دختر بکسی ندهد . سید صحیح النسب ، نیکو
 سلوک ، کم آزاری ، بردبار بود . غیر ازینکہ برعیت سختی
 نداشت دیگر هیچ عیب نداشت . (ذخیرۃ الخوانین ، خطی)

جہانگیر در تزک خود در سال ۱۱ (شروع)
 ربیع الاول ۱۰۲۵ھ) نوشته است کہ : در یست و ہشت
 (ربیع الاول ۱۰۲۵ھ) یک زنجیر فیل بہ یازید حاکم

مرحمت نمودم (۱۵۸) . و ازین ظاہر است کہ تقرر او بحکومت بہکر در همین سال قرار گرفت .

صاحب لب تاریخ سند نیز همین سال نوشته است . و در سال ۱۵ جہانگیری از بہکر تغیر شدہ بحکومت تہہ برفت . جہانگیر در نزک (واقعات سال ۱۵ کہ بروز جمعہ ۱۵ - ربیع الثانی ۱۰۲۹ ہ شروع شد) نوشته کہ : ” شنبہ ، بست و پنجم (ربیع الثانی ۱۰۲۹ ہ) سید بایزید بخاری فوجدار سرکار بہکر بصاحب صوبگی ولایت ٹھٹہ فرق عزت برافراخت . و منصب او اصل و اضافہ دو ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار حکم شد ، و علم نیز مرحمت فرمودم . “ (۳۰۹)

ازین بیان معلوم شد کہ سید بایزید در سال ۱۰۲۵ ہ بحکومت بہکر فایز شدہ آمد و چہار سال آنجا ماند و در ۱۰۲۹ ہ تبدیل یافتہ بحکومت تہہ آمد ، و آنجا وفات یافتہ در آج دفن شد .

در سلسلہ تاریخ وفات او جہانگیر در نزک خود بضمن وقایع ہستیمین سال (کہ تاریخ دہم جمادی الثانیہ روز شنبہ ۱۰۳۳ ہ آغاز یافت) نوشته است : (۱۱ - محرم سنہ ۱۰۳۵ ہ) در همین روزها مصطفیٰ خان (سید بایزید بخاری) حاکم ٹھٹہ رحلت نمود . صوبہ مذکور بہ شہر یار عنایت شد “ (۳۰۷)

ازین معلوم میشود کہ در ماہ آخر (ذی الحج) ۱۰۳۳ ہ یا در محرم ۱۰۳۵ ہ وفات یافتہ باشد .

(۲۳)

باقی جان خواجه

(متعلق صفحہ ۱۴۰ ح ۱)

در مآثر الامراء (ج ۲، ص ۶۵۰) ثبت است کہ :
”از سادات اتای ست، و از جانب مادر نقشبندی، پادشاه
خواجه نام داشت. از ترددات مردانه او، عرش آشیانی
”شیر خواجه“ نام کرد. پس از فوت عرش آشیانی، جنت
مکانی برای او خلعت عنایت فرستاد — در هنگامه کنار آب
بہت کہ از مہابت خان گستاخی عظیم سر زده در رکاب جنت
مکانی، و پس از فوت جنت مکانی، باتفاق آصف جہی
شریک جنگ کہ با شہریار رو داده بود. سال اول جلوس
اعلی حضرت بملازمت پیوست و منصب چہار ہزاری، ہزار
سوار و خطاب خواجه باقی خان برو مسلم ماند. و بصوبہ داری
تہ کامیاب شدہ، رخصت آنجا یافت و در اثنای راہ مطابق
سنہ ۱۰۳۷ ہ رخت زندگی بسفر آخرت برہست. پسرش خواجه
ہاشم نام بمنصب پانصدی، صد سوار سرفرازی داشت.“

صاحب مآثر صوبه داری سیومستان را بیان نکرده است .
 از بادشاه نامه (۱۸۱ - ۱) ظاهر است که شاهجهان بتاریخ
 ۱ - رجب ۱۰۳۷ هـ خواجه باقی را فرمان حکومت تته داد .

ooooooo

(۲۴)

شریرالملک

(متعلق صفحه ۱۵۰ - ۲)

اصل نام این نواب شریف الملک بود . وقتی که شاهزاده شاه جهان به تته رسید ، شریف الملک دروازه های قلعه را بر شاهزاده بند نمود و مقابله کرد و حرکات نازیبا اختیار کرد . ازین سبب مورخین شاه جهانی او را بجای شریف الملک " شریرالملک " گفته اند . صاحب تحفة الکرام این واقعات را این طور ثبت کرده است : " نواب شریف الملک المعروف به شریف خان یک چشم بایالت تته رسیده . در عهد وی بسال بیست و یکم جلوس جهانگیری مطابق هزار و سی و پنج هجری شاهزاده شاه جهان از پدر گران خاطر شده باراده عراق عجم با معدودی از خواص به تته رسیده ، اراده آن داشت که چندی در تته بماند . شریف الملک نوبت بجنگ اتکند . چندگاه بمابین کارتوب و تفنگ گذشت . چند کورت از شرق و جنوب و شمال شهر ، شاهزاده یورشها کرده ، شکست خورد .

نزدیک پیر بدر متصل پل مکی نوبتی جنگِ صعب رو داده .
 استخوانهای موتای آن جنگ تا هنوز در آن زمین نمودار .

گویند یکبار بیگم بادشاه زاده که حامله بود فرمایش
 چند عدد انار کرده ، و شاهزاده بدستخط خاص رقعہ دران
 باب نوشت . وی جواب داد که من خود به بیگم میفریسم .
 و در حال فرنگی توپ انداز را گرفت تا توپی درون
 خیمهٔ محل بیگم افکند . و گفت اینجا چنین انارها وجود
 دارند . بصدقه توپ بیگم را که ایام حمل بسر رسیده بودند ،
 وضع حمل شده . قبل خود شریف‌الملک در دوربین دیده توپی
 را آتش داده بود . خیالش اینکه شاهزاده هدف کند . ظاهراً
 در همان وقت در طرفة العین بادشاه زاده نقل مکان فرموده
 بود . و توپ خطا افتاده . بآن خطا خالی ، نگشت بچشم خود ،
 که بدان نشان بسته بود ، بطیش از حلقه بر آورده . و
 یک چشم از آن ابتدا شده . بر تقدیر صدق این مقوله گویا از
 خود مکافات سوء عمل خود کشیده . بالجمله بان انتقام بمجرد
 جلوس شاهزاده بیاسا رسید ، و برخی منصبداران دیگر رفیتش
 بشامت وی ماخوذ گردیدند — (ج ۳ ، ص ۹۴)

در تکمله تزک جهانگیری ، محمد هادی خان در
 واقعات ۲۱ جلوس (آغاز سه شنبه ۲۲ - جمادی الثانی ۱۰۳۵ هـ)
 این واقعه را این طور ثبت کرده است : « شاه جهان با
 معدودی از بندها بجانب تهنه نهضت فرمود ، چون در ایام

شاهزادگی با بادشاه والا جاه شاه عباس طریقه دوستی و مصالحت
 مسلوک و ابواب مراسلات مفتوح داشتند و درین هرج و مرج
 شاه نیز متفحص احوال ایشان بودند، بخاطر صواب اندیش
 رسید که بدان سمت شتافته بایشان نزدیک باید شد. ممکن که
 بآیاری مهربانی و اشفاق ایشان، غبار شورش و فساد که
 مرتفع شده، فرو نشیند. بالجمله چون بحوالی تهنه پیوستند،
 شریف الملک که حارس آن ملک بود، نه هزار سوار و دوازده
 هزار پیاده فراهم آورده حصار شهر را استحکام داده قدم جرات
 پیش گذاشت. و بالجمله همگی سیصد چهار صد سوار از
 بنده های وفادار همراه بودند، تاب صدمه آنها نیاورده بحصار
 شهر در آمده متحصن گشت، و چون از بیشتر مرمت قلعه
 نموده توپ و تفنگ بسیار در برج و باره آماده ساخته بود.
 درین ولا بدرون حصار در آمده بمدافعه و مقابله پای ضلالت
 افشرد و شاه جهان مردم خود را منع فرمود که بر قلعه نوازند،
 و رعیت خود را به توپ و تفنگ ضایع نسازند. باوجود این
 معنی جمعی از جوانان کار طلب بر حصار بند شهر یورش
 نمودند، و از استحکام برج و باره و کثرت توپ خانه کاری
 نساختند و ناگزیر عطف عنان نموده دایره کردند. و پس از
 روزی چند باز بهادران شیر دل زنجیر گسل مانند برق لامع بقلعه
 تاختند و چون بر دور قلعه همه جا میدان مسطح بود، و
 اصلاً پستی و بلندی و دیوار و درخت نداشت، سپرها بر زمین
 کشیده دویدند. قضا را دران ضلع خندق عمیق و عریض

مملو از آب بود . پیش رفتن محال ، و پس گشتن ازان محال تر شد . در میان میدان نشسته توکل را حصار خود ساختند . درین وقت شاه جهان تکسری بهم رسانید . و بنا بر بعضی موانع که نوشتنی آن طولی دارد و سفر عراق در عقد توقف افتاد و نیز خبر بیماری شاهزاده پرویز پیوست و یقین شد که ازین مرض جانبر نیست . و هم درین ضمن مکتوب نور جهان بیگم رسید . مرقوم بود که : مهابت خان از صیت نهضت موکب بادشاهی سراسمیه گشته ، مبادا از غایت شورش مزاج در راه غبار آسیبی بدامن پسران شما رساند . صلاح دولت دران است که باز بصوب دکن عطف عنان نموده روزی چند با روزگار باید ساخت .

بنا بران ، باوجود ضعف قوی و بیماری صعب ، پالکی سواره از راه گجرات و ملک بهار متوجه دکن شدند . درین ضمن خبر فوت شاهزاده پرویز رسید . (وفات پرویز شب چهارشنبه هفتم شهر صفر - ۱۰۳۰ هـ) . (تزک ص - ۲۵ تا ۲۶ م)



(۲۵)

احمد بیگ خان

(متعلق صفحہ ۱۴۵ - ۱)

احمد بیگ خان، (برادر زادہ ابراہیم خان فتح جنگ،
خلف اعتماد الدولہ میرزا غیاث) درمآثرالامر است کہ :
”و پس ازان کہ سریر فرمان روائی ہندوستان بوجود کرامت
آمد، صاحب قران ثانی (بتاریخ ۸ - جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ)
زیبندگی یافت، خان مذکور بمنصب دو ہزاری ذات، ہزار
و پانصد سوار سرفراز گردیدہ بفوجداری و تیولداری سیوستان
کامیاب عزت شد. و پس ازان بہ نیابت یمین الدولہ آصف خان،
بحکومت ملتان سر عزت برافراخت.“ (ج ۱، ص ۱۹۵)

○○○○○○

(۲۶)

مرتضی خان مرزا حسام الدین

(متعلق صفحہ ۱۳۵ - ۱۳۶)

میر حسام الدین مرتضی خان انجو پسر میر جمال الدین
عضد الدولہ ، ہمیشہ احمد بیگ را بعقد ازدواج آورده بود .
(مآثر ج ۳ ، ص - ۳۸۲) . صاحب مآثر نوشته کہ پس از
مریر آرائی و فرمانروائی اعلی حضرت (شاه جهان) نظر بر حسن
سابقہ بمنصب چہار ہزاری ، سہ ہزار سوار ، بلند پایہ گردانیدہ
شد و در همین سال بخطاب مرتضی خان و عطای پنجہ ہزار
روپیہ نقد بر نواختہ بجای سید خواجہ کہ در اثنای زمانہ تہمتہ
رعگرای ملک بقا گشت ، بصوبہ داری آن ولایت (نینہ) سرفراز
گردید . چون فلک حسد پیشہ ، دیرین دشمن کامیابی ارباب
مقاصد است ، هنوز جا گرم نکرده بود کہ در آخر سال دوم
سنہ (۱۰۳۹) بار سفر دائمی بر بست . (ج ۳ ، ص ۳۸۳)

از بادشاہ نامہ (ج ۱ ، ص ۲۸۷) معلوم می شود کہ
بعد از رحلت مرتضی خان ، میر ابوالبقا امیر خان کہ دران

وقت در ملتان از طرف یمین الدولہ نیابت می‌کرد، بحکومت تته
 فائز شد. عبارت بادشاہ نامہ این طور است: "و چون
 بعرض رسید کہ مرتضیٰ خان ولد میر جمال الدین حسین خان
 آنجو صوبہ دار تته رخت هستی ازین جہان بر بست، امیر خان
 ولد قاسم خان نمکین را کہ نیابت یمین الدولہ بحکومت ملتان
 می پرداخت بنظم آن صوبہ سرفراز گردانیدہ"



(۲۷)

حکیم صالح

(متعلق صفحہ ۱۶۱ - ۱)

وقتیکہ بہکر در جاگیر آصف خان شد، حکیم محمد صالح بعہدہٴ عاملِ آنجا تقرر یافت و چند سال بہ این عہدہ ماند . از ضمیمہٴ تاریخ معصومی معلوم میشود کہ از سال ۱۰۳۸ تا ۱۰۴۲ ہ بہکر در جاگیر نواب آصف جاہی ماند ، و حکیم محمد صالح تا ۱۰۴۳ ہ آنجا بود . شیخ فرید بہکری مولف ذخیرۃ الخوانین کہ دران وقت ملازمت خان جہان لودی را ترک کردہ بہ بہکر قیام داشت ، در سلسلہٴ شرح حال میرزا حسین یک واقعہ را دربارہٴ حکیم محمد صالح نوشتہ است کہ این جا درج میکنم . وی گوید : ” مسودہٴ اوراق بعد از برہہ زندگی و تفرقہ دولت خان جہان لودی ، بحالت عجیب و غریب افتادان و خیزان بوطن خود بہکر رفت . مرزا حسین (کہ دران وقت صوبہ دار بہکر بود) تمام مدار و اختیار سرکار خود بعہدہٴ کمترین داد . در ملک خود احقر عمل خوب کردہ ،

زر بسیار بجهت او بہم رسانید . این معنی بہ حکیم محمد صالح عامل سرکار نواب آصف جاہی گران آمد . از مان سنگھ واقعہ نویس داخل واقعہ کنائید کہ فلانی دران ملک آمدہ جمعیت افغانہ را جمع میسازد ، و خان جہان کہ بہ سرونج رسیدہ بود او را ترغیب آمدن بہکر کردہ و شیر خان ترین ساکن شال و مستنگ آمدہ قصبہ گنجابہ از توابع بہکو را تاخت و تاراج نمود . در بودن او درین ملک موجب فساد است . فرمان صادر شد کہ ازو ضامن معتبر گرفتہ بدرگاہ فرستند . آخر الامر مرزا حسین ہم از خدمت آنجا تغیر شدہ برفاقت مشار^ق الیہ بدرگاہ در برہان پور حاضر شد . . . الخ
(ذخیرۃ الخوانین خطی ص - ۳۸۵)

○○○○○○

(۲۸)

محمد علی بیگ بندری

(متعلق صفحہ ۱۶۱ ح ۲)

محمد علی بیگ بندری، اصفہانی است، و در عہد حضرت جنت مکانی، چندگاہ در حکومت لاهری بندر گذرانید، ملقب بہ "بندری" گشت۔ باز فوجدار سرکار بہکر گشت، بود کہ سمیجہ و سر حلقہ گروہ باغیہ مقتنہ بود، بحسن تدابیر بدست آورده در قلعہ بہکر محبوس شد، و در آنجا در گذشت، چون بہکر بیجاگیر نواب آصف جاہی و نواب نور جہان بیگم بود، بعلت پای حساب آنجا در آخر عمر سیلی روزگار خورد، در قید آمد مذلت بسیار کشید و همانجا در گذشت۔ سلطان احمد خواہر زادہ اش از روی تعصب بسیار، نامہای نامی گرامی حضرات خنقائی ثلثہ رضی اللہ عنہم را در زیر نعلین می نوشت، از روی جہل تعصب داشتی، کاش چیزی خواندہ باشد، اما جاہل مطلق بود، او ہم در گذشت۔ (ذخیرۃ الخوانین خطی ص ۲۰۲)

در ضمیمہ تاریخ معصومی مرقوم است کہ در سال
 ۱۰۳۸ ھ صوبہ بہکر از جاگیر نواب نور جهان بیگم تغیر یافت
 و بہ نواب آصف جاہ عنایت شد . در همان سال محمد علی بیگ
 فوجدار شدہ بہ بہکر آمد . مردی خوب و خدا ترس و شجاع
 و دلیر بود . چنانچہ از آنجا تاخت کردہ مردم سمیجہ را تاراج
 ساخت و بودلہ سمیجہ را بندہ کردہ در قلعہ بہکر آوردہ بود .
 بعد از تغیر محمد علی بیگ بندری ، سرکار بہکر بہ مرزا حسین
 تفویض شد .

oooooo

(۲۹)

دیندار خان

(متعلق صفحہ ۱۶۳ ح ۲)

سید بہوہ نام ، از قراہتپیان مرتضیٰ خان بخاری مت .
سال ہیزدہم جہانگیری بحکومت دہلی مر برافراخت ، و اس
ازان کہ مہابت خان مصدر گستاخی شدہ از پیشگاہ سلطنت
فدائی نمود . او را در فوجی کہ بنعقب او تعین یافت
بر نوشتند و اینہا بہ اجمیر رسیدہ متوقف بودند ، درین ضمن
جنت مکانی بخلد خرامش نمود . و موکب فردوس آسمانی
(شاہ جہان) ببندہٴ مزبور پیوست . او دولت بار یافتہ سال
اول جلوس از اصل و اضافہ بمنصب دو ہزاری ، ہزار و دوہست
سوار و خطاب دیندار خان و عطای خلعت و خنجر مرجع و عالم
و اسپ ناصیہ بخت افروختہ ، بتفویض فوجداری میان دو آب
کامرانی اندوخت . سال ہشتم کہ از دارالسلطنہ لاہور بجانب
مستقرالخلافہ معاودت پادشاہی واقع شد و اسلام خان با جمعی
برای تنبیہ مفسدان میان دو آب رخصت یافت ، مشار الیہ

نیز حسب الحکم همپائی او گزید . پس تر در همین حال
 بهمراهی شاهزاده محمد اورنگ زیب بهادر که پشتگرمی
 افواج متعینه بمالش جچار سنگه بندیله رایت عزیمت افراشته
 بود ، دستوری پذیرفت . و بعد چندی مطابق سنه (۱۰۳۵ هـ)
 هزار و چهل و پنج هجری بدار باقی پیوست (ماثرا لمرأ ، ج ۲
 ص ۲۳ ، ۲۴)

صاحب ذخیره الخوانین نوشته است که : در زمان دولت
 حضرت صاحب قران ثانی بخطاب دیندار خان معزز گردید ،
 و سرکار سیوستان سند جاگیر یافت . درانجا به نیکی زندگانی
 کرد . در هر ماه عرس یکی از حضرات میکرد ، و طعام وافر
 می بخت ، و بسرود و نماز روزه از اشراق وضحی و تهجد بغایت
 مائل و راغب بود . خیرات هم می کرد . و مرتضی خان را یاد
 میکرد و زار زار میگریست . پسر خود را شیخ فرید نام نهاد ، او
 بدامادی قطب اقطاب میران سید جلال ولد میران سید محمد بخاری
 گجراتی شرف دارد . و دیندار خان اسم با مسمی بود . باجل
 طبعی در گذشت . (نسخه خطی ص ۳۵۷)

از کتیبه های که ایشان بر درگاه حضرت عثمان مرتضی
 و شیخ چفته امرانی نصب کرده اند معلوم میشود که در
 سنوات ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۱۰۳۳ هـ در سیوستان بودند .

○○○○○○

(۳۰)

جان نثار خان

(متعلق صفحہ ۱۶۹ ح - ۱)

جان نثار خان ، جنیری قدیمی ، کمال الدین حسین نام ،
از نیکو خدمتگزاران ایام پادشاهزادگی 'شاهزادہ شاہ جہان
امت سرآمد بندگان مزاجدان و فدویان جانفشان بود
در سال سیوم (شاہ جہانی) از انتہال دیانت خان دست نیاش
بقلعہ داری ' احمد نگر اختصاص گرفت . و بعطائی چہل
ہزار روپیہ برسم مدد خرچ مورد مرحمت گشت . و در سال
چہارم بحضور رسیدہ باضافہ ' پانصدی ، پانصد سوار فرق افتخار
برافراختہ بفوجداری مکھی جنگل مامور گشت . و پس ازان
بفوجداری ' سیوستان مرخص گردید . و چون سال یازدہم قلعہ
قندہار مسخر اولیای سلطنت شد ، و صوبہ داران و فوجداران قرب
جوار بعنوان کمک خود را بدانجا رسانیدند ، خان مذکور
نیز از تعلقہ ' خود شتافتہ سرگرم تقدیم کارہا شد . و
بمراہی ' قلیچ خان صوبہ دار قندہار در کشایش قلعہ بست

شریک تردد گردید . و در سال دوازدهم پانصد سوار دیگر بر منصبش افزوده از سیوستان بہ بہکر رفتہ ، از تغیر یوسف محمد خان (المتوفی ۱۰۳۹ھ) بہ بندوبست آنجا پرداخت . و در ہمین سال رخت ہستی بر بست .

صاحب ذخیرۃ الخوانین آورده کہ در حکومت سیوستان بسیاری از دختران زمینداران آنجا از قوم سمیجہ و سودہ خواستگاری نمود . و بدان جہت نقش عمل او درست نشست . آثار تمرد و مفسدہ نماند . پس ازان کہ حیات مستعار را پدرود نمود ، ہر یکی از زمینداران دختر خود را از خانہ او بزور و اشتلم کشیدہ برد . شاید این واقعہ در بہکر رو دادہ باشد کہ سرحدش بسرحد سیوستان پیوستہ . و الا فوتش در حکومت سیوستان نشدہ . کما لایخفی (انتہی) ، (مائرا لاسرا ، ج ۱ ، ص ۵۲۷ تا ۵۲۹) .

ooooooo

فہارس

۱- اگر بعد از عددی علامت (ح) آید

مقصد ازان حاشیہ همان صفحه است.

۲- رک = "رجوع کنید"

۱- اسمای رجال

الف مقصوره

- ابا بیگ ۱۰۲ - ۱۰۲ ح-
 ابراهیم افغان ۱۲۰ -
 ابراهیم بلوچ ۳۰ - ۱۵۸ -
 ابراهیم بیگ (جد سعید خاں چغتہ)
 - ۲۸۰ -
 ابراهیم بیگ (دیوان) ۱۵۴ -
 ابراهیم بیگ چریک (پدر تہاہ بیگ
 چریک) ۲۸۵ -
 ابراهیم خان فتح جنگ ۳۲۰ -
 ابرہ، میر ۱۷ - (رک میر ابرہ)
 ابن بطوطہ ۲۶۷ -
 ابو اسحاق ابراهیم، شیخ ۲۶۴ -
 ابو البقا، امیر خان (بن ابوالقاسم خان
 نمکین و برادر مواف مظہر

الف مدوده

- ری شیمہانی (رحمۃ اللہ) ۲۱۲ -
 آصف جاہ، نواب
 ۱۷ ح- (نیز رک آصف خان)
 آصف جاہی، نواب ۲۱۳ - ۲۱۳ ح-
 ۳۱۳ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ -
 ۳۲۶ - (نیز رک آصف خان)
 آصف خان (میرزا ابوالحسن، معروف
 بہ آصف جاہ، آصف جاہی،
 برادر کلان نور جہان بیگم)
 ۱۷ ح- ۲۱۳ - ۲۱۳ ح- ۳۱۳ -
 ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ -
 ۳۲۴ - ۳۲۵ -
 آفہ محمد ۱۰۷ -
 آمر ۲۷۵ -

روضۃ السلاطین

ابوالقاسم (بن ابوالبقا امیر خان، نبیره ابوالقاسم نمکین) ۳۹ - ابوالقاسم تبا تبا (واقعہ نویس تہتہ) ۱۶۳ - ۱۶۳ ح	شاہجہانی (۲۹ - ۲۹ - ۳۵ - ح ۳۵ - ح ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۳۳ - ۲۶ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ح ۱۲۹ - ۱۳۲ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۱ - ح ۱۶۱ - ۲۰۱ - ۲۱۳ - ۲۲۱ - ۲۸۲ - ۲۹۳ - ۳۰۳ - ۳۰۳ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ابوالبقا اوزبک ۲۸۲ -
ابوالنبی ۳۰۹ ابوبکر، میان سید ۲۲۵ ابوسعید، قاضی ۳۱۲	ابوالحسن، میرزا (بن اعتماد الدولہ غیاث بیگ، ملقب بہ آصف خان، معروف بہ آصف جاہی، ح ۲۱۳ - انیزرک آصف خان) ابوالفضل ۱۱۲ ح -
احمد بیگ خان ۶۶ - ۶۷ - ۷۸ - ۱۵۴ - ۱۵۶ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۷۷ - ۱۸۰ - ۲۲۹ - ۲۳۴ - ۳۲۰	ابوالفضل، سید (بن میر عدل ۱۰ - ابوالقاسم نمکین، میر ("پیر غلام)) ۳ - ۲۸ - ۲۸ ح ح ۳۷ - ۴۳ - ۴۳ - ۵۸ - ۸۷ - ۹۱ ح - ۱۰۲ - ۱۰۸ - ح ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۲ ح ۱۱۳ - ۱۱۳ - ۱۱۳ ح ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۷ ح ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۸۶ - ۲۰۷ - ۲۱۷ - ۲۲۱ - ۲۲۵ - ۲۳۰ - ۲۸۰ - ۲۸۲ - ۲۹۳ - ۲۹۳ - ۳۲۲ -
اختیار الدین ۲۶۸ ارباب داؤد ۱۵۵ ارباب علی ۱۵۵ ارحمیند بانو بیگم (ستار محل) ح ۲۱۳ - ۳۱۷ اسکندر ۲۶۸ - اسلام خان ۳۲۷ اسمعیل بن امام جعفر صادق ۲۶۲ - ۲۶۳ اسمعیل شوره ۳۳ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۹ - اعتماد الدولہ، غیاث بیگ ح ۲۱۳ - ۳۲۰	

باقی جان خواجہ (شیر خواجہ،
بادشاہ خواجہ) ۱۳۵-۳۱۳
(نیز رک شیر خواجہ)

باقی خان ۳۰۹

بایزید (خدمتگار ابوالقاسم نمکین)
۱۰۹

بایزید بخاری، سید (المخاطب بہ
مصطفیٰ خان) ۱۱۱-۱۱۰-۱۹۰

۳۱-۳۸-۳۸-۳۹-۳۰
۵۱-۱۳۲-۱۵۰-۲۳۱-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳

بجار جوکیہ ۵۰

بختیار بیگ ترکمان ۲۸-۲۱-ح

۶۶-۸۷-۹۱-۹۱-۹۱-۹۲-۹۵
۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱
۱۰۱-ح-۱۰۳-۱۳۵-۱۳۶
۱۸۲-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۶-۲۰۳-۲۰۶-۲۰۷
۲۱۷-۲۲۱-۲۲۹-۲۳۰

بدایونی ۹ ح

بدخشی، شاہ ۲۶۳

برنی ۲۶۷ (نیز رک ضیا برنی)

بلبن، سلطان ۲۵۹

بودلہ سمیجہ ۹۳-۱۹۶-۳۲۶

بوعلی قلندر ۲۶۰

بہا الدین بخاری، سید ۲۸-ح-۶۱

بہا الدین پھوار ۱۰۳-۱۰۳-۱۰۵

۱۵۵-۱۶۰-۲۰۳-۳۰۷

بہا الدین زکریا ملتانی، شیخ

۲۶۰-۲۶۳-۲۶۵

اکبر بادشاہ (جلال الدین محمد،

”عرش آشیانی“ ۲-۳-۹-

۱۱-ح-۲۳-۲۸-۳۰-

۳۱-ح-۶۱-۷۳-۹۰-۹۱-

۱۰۲-۱۰۳-۱۱۱-۱۱۲-

۱۱۳-۱۲۱-۱۸۶-۱۹۱-

۲۳۲-۲۶۹-۲۸۰-۲۸۳-

۲۸۵-۲۸۶-۲۹۵-۳۰۱-

۳۰۷-۳۰۹-۳۱۱-۳۱۳-

امیرخان، میر ابوالقاسم ۳۷-ح-۳۲۲-

(نیز رک ابوالبقا)

امین الدین حسین خان (نیرہ ابوالبقا

امیر خان) ۲۹۳

انور، میرزا ۹۹-۱۰۱-۲۷۹-

انی رای سنگ دکن، راجا ۳۰۰-

اورنگزیب، شاہزادہ ۳۲۸- (رک

عالمگیر، شہنشاہ)

اویس قرنی ۵۰-

ب

بابا ابراہیم ۲۶۵

بابا بیگ ۱۰۳

بابا جوجک ۷

بابو پلیجہ (بابوی پلیجہ) ۳۶-۳۹

بادشاہ خواجہ (شیر خواجہ، باقی

جان خواجہ)

۱۳۸-۱۳۹ (نیز رک شیر خواجہ)

باقر (کاردار) ۲۷۲

باقی ترخان، میرزا محمد (رک

محمد باقی ترخان)

ت

تاج ٹخان کابلی (تاش بیگ خانہ)
 ۲۹ - ۲۹ ح - ۳۳ - ۱۲۳ -
 ۳۰۱ - ۳۰۳ - ۳۰۶ - ۳۰۹
 تاش بیگ ۳۰۶ (رک تاج خان)
 تختہ بیگ ۲۸۷ - ۲۹۱
 تراج ولد ونس گوہال (قدونگوی
 بہکر) ۲۳۶
 تغلق شاہ ۱۷۸ - ۱۷۹
 تماچی، جام ۱۷۸ ح
 توختہ بیگ خان ۱۱۳
 تودر بل راجہ ۶۱ - ۶۱ ح
 ۶۲ ح
 تیموری بیگ ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷

ج

جا کله (ہندو) ۲۰۷
 جام تماچی ۱۷۸ ح
 جام خیرالدین ۱۷۸ - ۱۷۸ ح
 ۱۷۹
 جام نندہ ۲۰۷ - ۲۰۸
 جان محمد ۱۰۷
 جان نثار خان، جنیری قدیمی
 (کمال الدین حسین) ۱۶۹ - ۳۲۹
 چانش خان بہادر ۶۱
 جانی بیگ ترخان، میرزا
 ۲ - ۳۱ ح - ۶۱ - ۶۲ ح
 ۹۱ - ۹۷ - ۹۸ - ۱۳۱
 ۲۲۶ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۸۰
 ۲۸۲ - ۲۸۷ - ۲۹۷ - ۲۹۸

بہا الدین، شیخ ۵۸ ح

بہادرخان اوزبک ۳۷ - ۱۳۱ - ۳۰۹
 بہادرخان ترین ۶۲ ح
 بہادر خواجہ ۱۶۸
 بہرام مرزا ۳۶ ح - ۲۹۸
 بی بی حلیمہ ۶۶
 بی بی فاطمہ ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸
 بیگ محمد قرق اوزبک ۱۳۰
 بیگم بادشاہ زادہ (ممتاز محل) ۳۱۷
 (رک ارجمند بانو بیگم
 بیورج ۳۸۶

پ

پادشاہ خواجہ ۳۱۳
 پربت ۱۷۱
 پرویز، شاہزادہ ۳۱۹
 پریہ (سردار سمیجہ اونر) ۹۳ - ۱۰۵
 پیر توپن ۱۶۷
 پیر غلام - (میر ابوالقاسم نمکین)
 ۳ - ۲۸ ح - ۵۸ - ۷۳ - ۷۷ - ۸۷
 ۹۱ ح - ۱۰۲ - ۱۰۸ - ۱۰۹
 ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳
 ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷
 ۱۱۸ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۳۵
 ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۲۰۷ - ۲۱۷
 ۲۲۰ - ۲۳۰ - ۲۹۳
 (میر ابوالقاسم نمکین)

روضۃ السلاطین

جونجار ۴۹
 جہانگیر، شہنشاہ ۳۱ ح-۲۱۳ ح
 ۲۸۸ - ۲۸۷ - ۲۸۶ - ۲۸۳
 ۲۹۰ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۶
 ۳۱۲ - ۳۱۳
 (نیز رک "جنت مکانی")
 جیسر (ہندو) ۱۰۳ - ۱۰۳
 جیرندہ ۹۴

چ

چاندیہ، بلوچ کوہی ۸۷
 چتا امرانی، مخدوم ۵۷ - ۲۷۵
 چہتہ امرانی، شیخ ۲۷۷
 ۲۷۸ - ۲۲۸
 چہوتہ امرانی ولد آمر ۲۷۵
 ۲۷۷ - ۲۷۷

ح

حاجی ولد بچار جوکیہ ۵۰
 حاجی محمد ۳۸
 حسام الدین، مرزا، مرتضیٰ
 خان ثانی ۳۷ - ۳۷ ح (رک)
 مرتضیٰ خاں ثانی
 حسن بصری ۵
 حسن علی عرب ۶۱ ح
 حسین (رضی اللہ عنہ) ۲۶۳
 حسین، میرزا ۳۲۳ - ۳۲۳
 ۳۲۶

جہار سنگھ بندیلہ ۳۲۸
 جعفر بوبکانی، مخدوم ۶۴ -
 ۲۰۷ ح-۶۸ - ۶۸ ح-۲۰۷
 ۲۰۸
 جعفر صادق، حضرت امام
 ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۵
 جلال بخاری، مخدوم سید
 (اوج) ۳۱۱
 جلال (پہوار) ۶۶ - ۱۰۰
 جلیل جہانیان، مخدوم (?)
 ۳۰۸ ح
 جلو ۲۴۶
 جمال (خدمت گار) ۱۲۵
 جمال الدین حسین انجو، میر
 ۳۲۲ ح-۳۷
 جمال الدین عضدالدولہ ۳۲۱
 جمال مجرد، شیخ ۲۶۳
 "جنت آشیانی" (ہمایون بادشاہ)
 ۷۳ - ۷۳
 "جنت مکانی" (شہنشاہ جہانگیر)
 ۲۹ - ۳۳ - ۳۲ - ۳۷ - ۳۸
 ۳۹ - ۱۱۳ - ۱۱۳ - ۱۱۵
 ۱۲۱ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۴
 ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۵۵ - ۱۸۶
 ۱۹۱ - ۲۱۳ - ۲۲۱ - ۲۳۲
 ۲۳۴ - ۲۸۳ - ۲۸۹ - ۲۹۶
 ۳۰۱ - ۳۱۳ - ۳۲۷
 جندائی ۱۱۹ - ۲۳۵
 جنگی خان ۳۱
 جودہ ۹۴

خسرو خان (غلام) ۱۱۲ ح -

۲۸۰ - ۲۸۱

خسرو خان چر کس ۲۹۵ - ۲۹۸ ح -

خضر (علیہ السلام) ۳

خلیل الرحمان ۱۶۶

خواجہ اویس قرنی ۲۲۸

خواجہ باقی ۳۱۵

خواجہ جان ۳۲ - ۳۳

خواجہ حاتی، شیرالاولیا ۲۶۳

خواجہ رستم بخشی ۶۲ ح -

خواجہ عارف (جوان) ۱۵۰ -

۱۵۱

خواجہ محمد سلطان ۳۳

خواجہ نورالدین کروری ۱۰۵ -

۱۰۶ - ۱۰۷

خواجہ ہاشم ۳۱۳

خوشم بیگ اتکہ ۳۷ - ۱۳۱ -

۱۳۲ - ۱۳۳

خیرالدین، جام ۱۷۸ - ۱۷۸ ح -

۱۷۹

د

دارا شکوہ ۲۶۳ -

دارو (دھارو) ۶۱ - ۶۱ -

داؤد ۱۰۰ -

داؤد ہوتہ، دکتور ۲۳ ح -

داؤد پہوار ۶۶ -

داؤد شورہ ۳۳ - ۳۳ - ۳۵ - ۳۷ -

۳۸ -

درویش بیگ ۱۱۲ - ۱۱۲ -

حسین خان شاملو ۲۸۳ - ۲۸۵ -

۲۸۶

حسین علی شاہ سیوستانی، سید

حاجی ۲۷۸

حکیم صالح ۳۹ - ۳۹ ح - ۱۶۱ -

۲۳۳ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۳۲۳ -

۳۲۳

حمید شورہ ۳۵

حیدر ۲۳۵

حیدر بیگ ۹۹

خ

خان اعظم شمس الدین محمد

خان آتکہ ۹۹ ح -

خان اعظم، مرزا عزیز کوٹہ

۹۹

خان بچمان لودی ۳۲۳ - ۳۲۳ -

خان خانان، مہابت خان ۱۳۹ -

۱۳۹ ح -

خانخانان، میرزا عبدالرحیم

۱۱ ح - ۱۲ ح - ۶۱ - ۶۱ -

۹۰ - ۹۱ - ۹۱ ح -

(رک عبدالرحیم خانخانان)

خان دوران، شاہ بیگ خان

(صوبہ دار کابل) ۲۸۹

خرم، بادشاہزادہ (شاہجہان)

۲۹۳ - ۳۰۸ (نیزرک شاہجہان)

۳۰۹ (شہزادہ)

۳۱ - ۳۴ - ۹۸ -

۲۹۳ - ۲۹۳ -

۲۹۲
 رای سنگھ (نواسہ گوریہ) ۷۷
 رای سنگھ بھرتہ ۶۲ ح
 رائجہ بیگم ۹۰
 رحمان قلی ۹۶-۹۷-۹۸
 رستم (پسر کلان خسرو بیگ) ۴۱
 رستم قندھاری، مرزا (میرزا رستم
 صفوی) ۲۹ ح-۳۶-۳۶ ح-
 ۱۲۲-۱۲۲ ح-۲۹۸-۲۹۹-
 ۳۰۱-۳۰۲-۳۰۶-۳۰۷
 رضوان مکانی (مرزا محمد باقی
 ترخان ۶۰
 رعنا عمر (رانا عمر) ۳۴-۳۴ ح-
 ۳۵
 رکن الدین عرف اختیارالدین ۲۶۷
 روشن سلطان، سردار ۲۳۵
 ونجیہ رانی، مائی ۱۰۹ ح
 ز
 زمانہ بیگ ۱۳۹ ح
 زین العابدین علی بن امام حسین
 (امام) ۲۶۳
 زین خان کوکہ ۲۷۹-۲۸۳
 س
 ماند ۷۸
 سائیدنہ، المخاطب بہ ہندو خان
 ۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵ ح-۲۳۶
 سپیرا افغان ۱۳۳
 سردار خان ۱۱۳-۱۱۳-۱۱۵ ح
 ۲۸۷-۲۸۳

دریا خان ۲۰۷
 دلپت ۶۲ ح
 دلو رای ۲۷۵-۲۷۶-۲۷۸
 دمدمہ ۳۱۱
 ڈٹی بخش ۱۱۰ ح-۱۲۷ ح-۱۳۲ ح
 ڈٹی پرتو ۱۱۰ ح-۱۲۷ ح-۱۳۲ ح
 ڈنی پسا ۱۱۰-۱۱۰ ح-۱۱۹ ح-۱۲۷
 ۱۳۰-۱۳۲
 دوست بیگ، میرزا ۴۴-۱۲۳-۲۱۳
 دولت خان لودی ۶۲ ح
 دھارو ۶۲ ح
 دیال داس ۲۴۶
 دیانت خان ۳۲۹
 دیندارخان ۴۰-۷۵-۷۹-۸۱-۱۶۴-
 ۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۳-۱۷۷
 ۱۸۳-۱۸۷-۲۱۵-۲۱۸-۲۱۹
 ۲۲۰-۲۲۳-۲۲۹-۲۶۹-۲۷۰
 ۲۷۱-۳۲۷
 ۳۲۸
 ذ
 ذوالنون ارغون، امیر ۵ ح
)
 راشدی، سید حسام الدین (مولف
 تذکرہ امیرخانی - مولانا
 محب علی سندھی - مقدمہ
 مثنوی چنیسرنامہ)
 ۱۱۳ ح-۱۱۵ ح-۲۶۵-۲۹۲
 رانا عمر ۳۴ ح
 رای سنگ ولد مانک راء ۲۳۶

سید جنگ ۱۶۶
 سید حسن ۲۲۳
 سید حسن کبیرالدین (سید کبیرالدین
 احمدہ پدی شیخ عثمان
 لعل شہباز قلندر) ۲۶۳
 (نیز رک کبیرالدین احمد)
 سید خالد بن سید محبت ۲۶۳
 سید خواجہ ۳۲۱
 سید شاہ بن سید خالد ۲۶۳
 سید عثمان ۲۷۱
 سید علی قادری ۲۶۳
 سید غالب بن سید منصور ۲۶۳
 سید کمال ۲۱۹
 سید محبت بن سید مشتاق ۲۶۳
 سید محمد امروہہ، میر عدل
 (رک میر عدل)
 سید مشتاق بن سید نورالدین ۲۶۳
 سید منتجب بن سید غالب ۲۶۳
 سید منصور بن سید اسماعیل ۲۶۳
 سید مہدی بن سید منتجب ۲۶۳
 سید ہادی بن سید مہدی ۲۶۳
 سید یوسف ۱۶۶
 سید یوسف باب ۲۲۳
 سیف الملوک کاشغری ۱۵۲-۱۵۳
 ۱۵۳
 شاہ اسکندر ۲۶۳
 شاہ اسماعیل (صفوی) ۲۶۳-۳۶
 شاہ بدخشی ۲۶۳

سعد اللہ خان ۲۸۱-۲۸۰
 سعدی، شیخ ۹۲
 سعید خان چغتہ ۱۱۱-۱۱۲-۲۸۰
 ۲۸۲-۲۸۱
 سلطان احمد ۳۲۵
 سلطان بلین ۲۵۹
 سلطان حسین میرزا (صفوی)
 ۲۹۸-۳۶
 سلطان خرم، بادشاہزادہ (شاہجہان)
 ۲۹۶-۳۰۸ (رک شاہجہان)
 سلطان سلیم، شاہزادہ (جہانگیر)
 ۳۸۳ (نیز رک جہانگیر)
 سلطان شہریار، شاہزادہ ۱۵۰
 ۱۵۰
 سلطان محمد برتکانی ارغون (برتکانی)
 ۲۰۲-۶۳-۲۰
 سلطان محمد تغلق ۲۶۷
 سلطان محمد خان شہید ۳۵۹
 سلطان محمود خان (حاکم بہکر)
 ۲۷-۸-۸-۲۳-۲۳-۲۷
 ۳۲-۳۱-۳۰
 سلیم، شاہزادہ (بادشاہ جہانگیر)
 ۳۸۳ (نیز رک جہانگیر)
 سنائی، حکیم ۱۷۵
 سید ابراہیم مجرد ۲۶۳
 سید احمد شاہ بن سید ہادی ۲۶۳
 سید باقر ۱۳۲
 سید ہادی دیندارخان ۳۲۷-۲۷
 (نیز رک دیندارخان)
 سید خالد ۲۲۰-۲۱۹

شاہ علی ۷۱ ح
 شاہ قاسم، خان زبان ۱۳ ح
 شاہ محمد ۵۱-۵۰
 شجاعت رای ۴۲
 شر بیگ (شیر بیگ بن میر علی
 شیر ارغون) ۱۱۸
 (رک شیر بیگ)
 شریرالملک (شریف الملک) ۱۴۹
 ۳۱۶-۱۵۱-۱۵۰
 (نیز رک شریف الملک)
 شریف الملک (شریف خان
 ”یک چشم“ ”شریر الملک“
 صوبہ دار تہتہ) ۱۴۹ ح-۱۵۰-۱۵۱
 ۳۱۸-۳۱۷-۳۱۶
 شریف خان یک چشم ۳۱۶
 (نیز رک شریف الملک)
 شمس الدین ۱۵۱-۱۵۰
 شمس الدین ۲۶۱
 شمس الدین بن صلاح الدین ۲۶۳
 شمس الدین بن سید نور شاہ ۲۶۳
 شمس الدین محمد خان اتکہ
 خان اعظم ۹۹ ح
 شمشیر بیگ ۳۰۶-۳۰۳
 (رک شمشیر خان)
 شمشیر خان، ارسلان بی ازبک
 (شمشیر بیگ) ۳۶-۳۲-۳۳-
 ۴۴-۴۵-۴۷-۶۶-۷۱-۷۳-۷۸-
 ۸۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-
 ۱۲۸-۱۲۹-۱۲۹-۱۲۹ ح-۱۳۰-
 ۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-

شاہ بیگ ارغون، امیر ۵-۵-۵-۶-۷
 ح-۸-۱۵-۶۴-۷۳-۷۴ ح
 شاہ بیگ خان، کابلی، (ارغون،
 المخاطب بہ ”خان دوران“
 حاکم قندھار و کابل) ۶۱ ح-
 ۶۲ ح-۱۱۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-
 ۲۸۷-۲۸۹-۲۸۹-۳۰۲
 شاہ جمال مجرد ۲۶۴
 شاہ جہان، ابوالمظفر، شہاب الدین
 محمد، صاحب قرآن ثانی
 (”فردوس آشیانی“)
 ۱۶۲۰-۱۴۳-۱۴۹ ح-۱۴۹ ح-۱۶۲۰
 ۱۸۰-۲۱۳ ح-۲۵۵-۲۶۹
 ۲۷۰-۲۷۱-۲۷۸-۲۹۶
 ۳۰۸-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷
 ۳۱۸-۳۱۹-۳۲۱-۳۲۷
 ۳۲۹
 شاہ حسن ارغون، میرزا ۲-۲-۳ ح-۳۱
 ۷۳-۷۳ ح
 شاہ خضر سیوستانی ۲۶۴
 شاہ خواجہ اخویش شمشیر خان
 اوزبک (۴۷-۴۸-۴۸-۱۳۸-
 ۱۳۹-۱۴۰
 شاہ رخ، میرزا ۹۴ ح
 شاہزادہ پرویز ۳۱۹
 شاہزادہ محمد اورنگ زیب ۳۲۸
 شاہ شمس (?) بوعلی قلندر ۲۶۰
 شاہ عباس (صفوی) ۲۸-۱۱۳
 ۱۴۳-۱۴۳ ح-۲۸۵-۳۱۸
 شاہ عثمان لعل قلندر ۲۶۴

شیخ عثمان (مخدوم لعل شہباز قلندر)
(رک لعل شہباز)

شیخ فرید بہکری ۳۲۳

شیخ فرید شکر گنج ۵۸-۲۶۵ ح

شیخ فرید، مرتضیٰ خان ۳۲۹

شیخ فرید (بن دیندار خان) ۳۲۸

شیخ فیضی، ملک الشعرا ۶۱ ح

شیخ مرتضیٰ سبحانی ۲۶۴

شیخ مسکین شہید ۲۶۳

شیخ مصطفیٰ ۱۵۱-۱۵۲

شیخ معزوف صدر ۲۹۹-۳۱۲

شیخ موسیٰ گیلانی ۱۰۷-۱۰۸ ح

شیخو بیگ ۱۶۷

شیر بیگ ۱۱۸-۲۳۶-۲۳۶ ح-۲۹۲

شیر خان ۶۱ ح

شیر خان افغان ۴۰-۴۰ ح

شیر خان ترین ۳۲۴

شیر خواجہ (باقی جان خواجہ،

بادشاہ خواجہ) ۸۵-۱۳۵-۱۳۶

۱۹۶-۱۵۰-۱۳۸-۱۳۷

۳۱۴-۳۰۸-۱۹۷

ص

صابر ۲۷۲

صاحب قران ثانی (ابوالمظفر،

شہاب الدین، شاہ جہان)

۱۶۲-۲۵۵-۲۷۰-۲۹۷-۳۲۰

۳۲۸ (نیز رک شاہ جہان)

صالح ترخان، مرزا ۹۰

صدرالدین، شیخ ۲۵۹-۲۶۲-۲۶۶

صدیق ۲۴۵

۱۳۵-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹

۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳

۱۴۴-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸

۱۸۲-۱۸۵-۱۸۶-۱۹۶

۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷

۲۰۸-۲۱۷-۲۲۱-۲۲۴

۲۲۷-۲۳۰-۲۹۶-۲۹۷

۳۰۱-۳۰۳-۳۰۶-۳۰۸

شہاب الدین سہروردی، شیخ ۲۶۳

شہاب الدین محمد، ابوالمظفر،

صاحب قران ثانی شاہ جہان بادشاہ

۱۶۱-۲۵۵ (نیز رک شاہ جہان)

شہبازخان (خدمتگار) ۲۳۵-۲۳۶

شہبازی (خدمتگار) ۴۱

شہ بیگ (داماد نندہ) ۲۴۵

شہ بیگ خان ۱۱۳

(رک شاہ بیگ خان)

شہ میر ۷۸

شہریار، شاہزادہ ۱۵۰-۱۵۱ ح

۳۱۳-۳۱۴

شہسوار (شقدار) ۹۴

شیخ بول (بولہ ؟) ۳۱

شیخ بولہ ؟ ۳۱ ح

شیخ جمال مجرد ۲۶۵

شیخ چہتہ امرانی

(رک چتا امرانی، چہتہ امرانی،

چہوتہ امرانی)

شیخ حبیب ۱۶۳

شیخ سعدی ۹۲

شیخ عاقل شہید ۲۶۳

عبدالکریم (الشہیر بہ "میران" ،
بن یعقوب بوبکانی) ۶۳-ح-

ح ۶۸

عبدالله ۱۷۵

عبدالنبی صدر، شیخ ۲۹۵
عبدالواحد (قاضی موضع سامتانی)

۱۵۸

عبدالواحد (ارباب پرگنہ تکر)

۲۳۶

عبدالواحد، سید (بن سید یازید

بخاری) ۳۱۱

عتیق اللہ (بن ابوالبقا امیر خان)

۱۲۵-۱۲۶-۱۳۲-۱۳۱-۲۲۱-۲۰۰-

۳۰۵

عثمان مروندی، شیخ (مخدوم لعل

شہباز قلندر) ۵۸-ح- ۱۷۰-ح- ۲۵۹-

۲۶۲-۲۶۳-۲۶۵-۲۶۸-۲۷۳-

۳۲۸ (نیز رک لعل شہباز)

عثمان (?) ۲۷۸

عربی (حلال خور) ۱۶۷

عرش آشیانی (شہنشاہ جلال الدین

اکبر) ۲-۳-۹-۱۱-۱۱-ح-

۲۳-۲۸-۳۰-۶۱-۷۳-۹۰-

۹۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۱۱-۱۱۲-

۱۱۳-۱۲۱-۱۸۶-۱۹۱-۲۳۲-

۲۸۰-۲۸۳-۲۸۵-۲۸۶-۲۹۵-

۳۰۱-۳۰۷-۳۰۹-۳۱۱-۳۱۳-

(نیز رک اکبر بادشاہ)

عزیز کوکہ، خان اعظم ۹۹

عضدالدولہ (میر جمال الدین) ۳۲۱

صلاح الدین بن سید شاہ ۲۹۳
صمصام الدولہ (ہسر مرتضیٰ خان ثانی)

۳۷-۳۸

ض

ضیاء الدین یوسف

(بن ابوالبقا امیر خان) ۳۹

ضیاء برنی ۲۵۹-۲۶۷

ط

طالب سمیجہ ۱۱۸

طاہر محمد شقدار ۲۳۶

طیب ۱۱۰-۱۲۷-۱۳۰-۱۳۲

ع

عابد خواجہ ۲۸۰

عالمگیر، شہنشاہ (اورنگ زیب)

۲۹۳-۳۲۸

عباس (رضی اللہ عنہ، عم رسول اکرم)

۲۷۱

عبدالباقی ۱۷۶

عبدالرحمان (بن بختیار بیگ) ۱۰۳

عبدالرحمان، شیخ (میر عدل) ۳۱۲

عبدالرحیم خانخانان، میرزا ۱۱۱-ح

۱۲-ح- ۲۸-۶۱-۶۱-ح- ۶۲-ح

۹۰-۹۱-۹۱-ح- ۲۶۹

عبدالرزاق الحسینی، میر (المخاطب

بہ مظفر خان معموری)

۲۹۸-۳۰۶-۳۰۷- (رک مظفر خان)

عبدالعلی ترخان ۶۳-ح

عبدالقادر جیلانی، شیخ ۲۶۳

فتح محمد، مولوی ۲۶۰
 فتحی ۱۱۹-۲۳۵
 فردوس آشیانی (شاہجہان) ۳۲۷
 فرید (سردار سمیجہ اونر) ۱۱۰-۹۳
 فریدون خان برلاس ح-۶۱
 فیروز تغلق، سلطان ۲۶۷-۲۷۰
 فیروز شاہ ۱۷۸-۲۶۸
 فیضی، شیخ ح-۶۱

ق

قاسم باریجہ ۱۳۴-۲۰۸
 قاسم خان ارغون ح-۶۲-۳۱-۹۳
 ۹۵-۱۱۶-۱۱۸-۱۱۹-۲۳۵
 ۲۳۶-۲۹۲
 قاسم خان نمکین ۳۲۲
 (نیزرک ابوالقاسم خان نمکین)
 قاضی پیرہ ۱۷۰
 قاضی قاضن ۸
 قاضی محمود ۲۹۹
 قرا بیگ ترکمان (قرا خان) ح-۶۱
 ۲۰۷-۱۰۸-۱۰۸-۱۰۸-ح-۱۱۳-۲۸۷
 قراخان (قرا بیگ) ۲۸۷
 قلندر لعل شہباز ح-۵۹
 (رک لعل شہباز)
 قلی جان ۱۱۱
 قلیچ خان ۱۶۸-۳۲۹
 قنبر خواجہ ۱۴۱
 قوج علی شاملو ۹۳
 قوج علی کرد ۲۹-۲۹-ح-۲۰-۲۱

عطا اللہ مشہدی، میر ۱۱۲
 علی (کرم اللہ وجہہ) ۵۸
 علی شیر ارغون ۲۹۲
 عمر ۱۷۵-۱۷۶
 عمران ۲۷۸
 عمری ۱۷۶
 عیسیٰ بہوار ۶۶-۱۰۰-۲۳۳-۲۳۴
 عیسیٰ ترخان، میرزا ح-۶۰-۶۳
 ح-۶۳-۹۰-۱۲۶

غ

غازی بیگ ترخان، مرزا ح-۳۱-۳۱
 ۳۲-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۲-ح-۱۱۳
 ۱۱۳-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-ح-۱۱۷
 ۱۲۰-۱۲۲-۲۳۳-۲۳۵-۲۶۹
 ۲۸۰-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۸-۲۹۰
 ۲۹۱-۲۹۲-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹
 ۳۰۶-۳۰۷-۳۱۰
 غلام شاہ کھورہ، میان ۲۷۱
 غلام علی آزاد بلگرامی، میر ۲۶۵
 غلام علی "مائیل" میر ۲۷۲-۲۷۳
 ۳۰۷
 غیاث بیگ، اعتمادالدولہ، مرزا
 ح-۲۱۳-۳۲۰
 غیور بیگ ح-۱۳۹

ف

فتح جنگ (ابراہیم خان خلف
 اعتمادالدولہ مرزا غیاث ۳۲۰
 فتح خان، شیخ ۱۶۳
 فتح علی ۱۱۹-۱۲۰

۲۶۳-۲۶۳-۲۵۹-۲۱۵-ح۵۹

۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲

۲۷۳

م

مان سنگ دیوان بھکر ۱۶۱-۱۶۴

۱۶۵-۱۷۶-۲۳۶-۳۲۳

مانک رای (ولد گھوریہ) ۱۰۶

۱۰۷-۱۱۴-۲۳۲-۲۳۳

۲۳۴-۲۳۶-۲۹۲

مائل (رک غلام علی مائل)

مبارک خان (غلام) ۳۰

مجاہد ، مرزا ۳۰

محب علی تتوی ، مولانا ۲۶۵

محبت (خدمتگار) ۳۴

محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) ۶۶

محمد ، میرزا ۳۶-۳۷

محمد بن امام زین العابدین علی ۲۶۳

محمد بن زندہ علی بیگ ۳۹ ح

محمد باقر ۳۱۱

محمد باقی ترخان ، میرزا ۶۰-۶۰ ح

۹۰-۹۴ ح

محمد بغدادی ۲۶۶

محمد حسین ، قاضی ۳۱۲

محمد حکیم ، میرزا ۲۸۳-۲۹۱-۳۰۱

محمد خان ، میر سید ۲۶۶

محمد خان شہید ، سلطان

(بن سلطان بلین) ۲۶۰

محمد خان نیازی ، میان ۶۱ ح-۶۲ ح

محمد رضا بیگ ۱۵۴

ک

کارہ ۸۷

کبیر الدین احمد ، سید (پدر شیخ

عثمان لعل شہباز قلندر) ۲۶۲

۲۶۳

کبیر الدین احمد بن سید صدر الدین

۲۶۲

کبیر الدین بن سید شمس الدین

۲۶۳

کرم علی جہلی ۲۶۴

کرم علی خان تالپر ، میر ۲۷۲-۲۷۳

کرن ۷۹

کمال الدین حسین (جان نثار خان)

۳۲۹ - (نیزک جان نثار خان)

کوریہ (کھوریو) ۱۰۳-۲۳۲

۲۳۲ ح (رک گورہ ، گوریہ

گ

گورہ ، گوریہ ، گھوریہ ، گھوریو

(گوریہ ، کوریو) ۷۷-۷۷ ح

۸۷-۱۰۳-۱۰۶-۱۰۸ ح-۲۳۲

۲۳۲ ح

ل

لاکہ ، ولد پریہ سمیجہ ۱۲۶

لالو مہر (لالی مہر) ۸ ح

لالی مہر (لالو مہر؟) ۸

لطف اللہ ۴۰

لطیف بیگ ۱۵۱

لعل شہباز قلندر ، مخدوم (شیخ

عثمان مروندی) ۵۷-۵۸ ح-۵۹

ملا راجو کمبوه ۱۳۲
 ممتاز محل (ارجمند بانو بیگم)
 ۲۱۳ ح
 مناهي (سردار قوم دل) ۳۳-۳۵-
 ۳۶
 منظور (خدمتگار) ۱۲۵
 موسی (سردار قوم پہوار) ۶۶-۱۰۰
 موسی خان افغان (تھانہ دار ہالہ
 کندي) ۳۷
 مہابت خان ۳۱۳-۳۱۹-۳۲۷
 مہابت خان، خان خانان ۱۳۹-۱۳۹ ح
 مہدی سلطان ۱۵۳
 میان بدہ ۳۱۱
 میان میر سندي ۲۶۳
 میر اسپر عیسی سردار پہواران
 ۲۳۳-۲۳۳
 میر ابرہ ۱۷-۱۷ ح
 میر عاقل (سید چولاغ)
 ۱۳۸-۱۳۹
 میر عدل ۹-۹ ح-۱۰-۱۰ ح
 میر فاضل ۷-۸-۸ ح
 میر کامل ۱۲۶-۱۲۸
 میر مائل ۳۰۷ (نیز رک غلام علی
 مائل)
 میر معصوم بہکری ۳-۳۵-۳۶-۳۷ ح-
 ۹-۱۰-۱۱-۱۱ ح-۱۲ ح-
 ۱۳-۱۸-۱۹-۲۸ ح-۶۱ ح-
 ۶۲ ح-۶۳ ح-۹۰ ح-۱۰۲-
 ۱۰۲ ح-۱۰۲ ح

محمد شاہ ۱۷۸
 محمد شفیع لاہوری ۲۶۸
 محمد صادق خان ۱۲ ح
 محمد عدل، میر (میر سید محمد)
 ۹-۱۰ (رک میر عدل)
 محمد علی بیگ بندری ۷ ح-۱۶۱-
 ۱۹۶-۱۹۷-۲۳۵-۳۲۶-
 محمد ہادی خان ۳۱۷
 محمود ۹۴
 محمود شاہ بن سید احمد شاہ ۲۶۳
 مرتضیٰ سبحانی، سید ۲۶۳
 مرتضیٰ خان ثانی، مرزا حسام الدین
 انجو ۷-۳۷ ح-۱۵۳-۱۶۱ ح-۳۰۹-
 ۳۱۱-۳۲۱-۳۲۳-۳۲۷-۳۲۸
 مرزا حکیم ۲۸۳-۳۰۱
 (رک محمد حکیم، مرزا)
 مرزا مجاہد ۳۰
 مرید، سردار ۱۳۷-۳۸
 مصطفیٰ خان (سید بایزید بخاری)
 ۱۵۰ ح-۳۱۱
 (نیز رک بایزید بخاری)
 مظفر حسین قندھاری صفوی، میرزا
 ۲۸۵
 مظفر خان معموری، میر عبدالرزاق
 ۳۵-۳۵ ح-۳۷-۳۷-۳۲-۳۳-۳۵-
 ۳۶-۱۲۸-۲۹۶-۳۰۶-۳۰۷-
 ۳۰۸
 معصوم بہکری، میر
 (رک میر معصوم بہکری)
 معصوم بیگ ۹۱

۳۲۶-۳۲۵

نور شاہ بن سید محمود شاہ ۲۶۳

نوروز بیگ ۱۵۲-۱۵۱

و

ولی محمد خان ۲۹۶

ونس گویال قانونگوی بوکر ۲۴۶

ه

ه رون (علیہ السلام) ۲۲۷

هندو خان (سایدنہ عندو) ۴۱ (نیز

رک سایدنہ)

ہینری کوزنس ۵۸ ح

ي

یار محمد کوکھ ۱۳۸-۱۵۰

یعقوب البوبکانی ۳۶۳-۳۶۸ ح

یعقوب بیگ (بن ابراہیم بیگ)

۲۸۰

یمین الدولہ (اصف خان، آصف جامی)

۳۳۷-۱۶۱ ح-۳۲۰-۳۰۵

۳۲۲ رک آصف جاہ)

یوسف حجاج ۵۴

یوسف سمیجہ ۳۸

یوسف محمد خان ۳۳۰

یوسف، میرزا ۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶

۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۷۱

یوسف میرک ابن ابوالقاسم نمکین

مؤلف مظہر شاہجہانی

۳۳۷ ح-۱۱۴-۱۲۲-۱۳۱

۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۸

۱۳۹-۱۴۲-۱۵۹-۱۶

۱۶۱-۱۶۲-۱۷۲-۲۰۱

۲۱۹-۲۲۱-۲۲۲-۲۳۲-۲۴۳

Wilson, Dr. - ۵۸ ح

میر ہاشم ۱۶۱

میرانجیو (سید بایزید بخاری) ۳۱۲

میران سید جلال ۳۲۸

میران سید محمد بخاری گجراتی ۳۲۸

میران صدر جہان ۱۲۱-۲۹۵

"میران" عبدالکریم بن یعقوب

بوبکانی (۳۶۳-۳۶۸ ح

میرزا انور ۹۹-۱۰۱-۲۷۹

میرزا حسین ۳۲۳-۳۲۴-۳۲۶

میرزا رستم ۲۹۸-۲۹۹-۳۰۱-۳۰۲

۳۰۷-۳۰۷

میرزا غیاث (اعتماد الدولہ)

۳۲۰ رک اعتماد الدولہ

میرزا محمد (برادرزادہ یوسف میرک

مؤلف مظہر شاہجہانی) ۳۶-۳۷

میرزا یوسف ۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۸

۱۵۹-۱۵۰-۱۷۷

ن

ناتالہ، سردار ۱۳۶

نارو ۴۲

ناہید بیگم ۹۰

نچدو ۱۴۰

نصیرالدین محمد ۲۰۷

نعمت اللہ ۱۶۵-۱۷۴

نمکین، میر ابوالقاسم رک پیر

غلام و ابوالقاسم)

ندہ ۲۳۶-۲۴۵

ندہ ابرہ ۱۷ ح

نور اللہ ۴۶

نورالدین ۱۰۸ ح

نورالدین بن سید اسماعیل ۲۶۳

نورجہان بیگم ۱۹۱-۲۱۳-۳۱۹ ح

(۲) نامہای کتب

تذکرۃ الانساب ۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴
 تذکرۃ الفقرا ۲۶۲-۲۶۳-۲۶۵
 تذکرۃ امیرخانی ۳۵-۳۹-۴۶-ح
 ۱۱۳-ح ۱۱۵-ح ۱۱۷-ح ۱۱۹-۲۹۳
 ۳۰۳
 تذکرہ مشائخ سند ۲۶۵
 تذکرہ مشائخ سیوستان ۲۶۸-۲۶۹-
 ۲۷۸
 ترخان نامہ ۳۰۶
 تزک جہانگیری ۱۴۳-ح ۱۴۹-ح
 ۱۵۰-۲۸۷-۲۸۸-۲۹۰-۲۹۱-
 ۳۰۸-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۷-۳۱۹
 تعلیقات مکی نامہ ۹۰ ح

ح

حاصل النهج ۶۸ ح
 حل العقود فی طلاق السنود ۶۸ ح
 حیات نامہ قلندری ۲۶۰-۲۶۱-۲۶۳

خ

خزینۃ الاصفیا ۲۶۱-۲۶۳-۲۶۴

ذ

ذخیرۃ الخوانین (خطی) ۹-ح ۱۱-ح
 ۲۹-ح ۳۷-ح ۴۰-ح ۴۴-ح
 ۲۸۰-۲۷۹-ح ۱۲۲-ح
 ۲۹۷-۲۹۸-۳۰۱-۳۱۲-۳۲۳-
 ۳۲۴-۳۲۵-۳۲۸-۳۳۰

الف

اخبار الاولیا ۲۶۳-۲۶۵
 اکبر نامہ ۹-ح ۲۸-ح ۹۱-ح ۱۱۲-ح
 البصارة فی العمل بالاشارة ۶۸ ح
 المتانة فی مرتبة الخزانة ۶۸ ح

ب

بادشاه نامہ ۳۷-ح ۳۱۵-۳۲۱-۳۲۲
 برکات اولیا ۲۶۲-۲۶۵
 برنی ۲۶۷
 بوستان ۹۲
 بیگلار نامہ (بیگلر نامہ) ۳۶-ح ۹۰-ح
 ۹۳-ح ۲۳۲-ح

ت

تاریخ الاولیا ۲۶۲-۲۶۳-۲۶۵
 تاریخ امر وہہ (اردو) ۹ ح
 تاریخ طاہری ۲۳۶-ح ۷۷-
 تاریخ سند ۵-ح ۶-ح ۶-ح ۷-ح ۸-ح ۹-ح
 ۱۰-ح ۱۱-ح ۱۵-ح ۲۳-ح ۲۴-ح
 ۲۵-ح ۲۶-ح ۳۰-ح ۳۱-ح ۳۲-ح
 ۶۱-ح ۶۲-ح ۶۳-ح ۹۰-ح
 ۲۶۰-ح ۱۷۹-ح ۱۷۸
 تاریخ فیروز شاہی ۲۵۹ ح
 تاریخ معصومی ۳۲۳
 تحفة الکرام ۲۶-ح ۲۹-ح ۵۷-ح ۵۹-ح
 ۱۲۲-ح ۱۴۹-ح ۲۶۱-۲۶۲-
 ۲۷۵-۳۱۶

The Antiquities of Sind

ح ۵۸

Memoirs on the Cave

Temples etc. of Western

India. ح ۵۸

”مولانا محب علی سندي“ (مقاله

مولفہ سید حسام الدین راشدی)

۲۶۵

ن

فہرہ الخواطر ۲۶۰-۲۶۱

(۳) اماکن جغرافی

الور ۲۷۵

انرپور (انڑپور) ح ۶۲-۹۷ ح

انکی ۲۰۹

انون بیلہ ۳۹-۶۰-۲۳۲

اوباورہ ۱۳-۲۹-۲۹-ح ۲۲-۱۲۲

اوتھل، موضع ۲۰۹

اوج (آج) ۳-۳۱۱-۳۱۳

ایران ۳۱۰

ب

بارکان ۲۶

بازاران، موضع ۲۱۱

باغ قلندر لعل شہباز ح ۵۹

باغبانان، قریہ ۶۳-۶۳-ح ۲۰۳

باقی جی ۶۰

بیری، موضع ۱۰۳

بداپور (بداپر) ۳۲-۹۷-۹۸

بدین ۳۵-۳۵-۳۶-۱۲۹-۱۲۹ ح

برج خونی (شہر بہکر) ۹

برہان پور ۳۲۳

برہمن آباد ۲۷۵-۲۷۶-۲۷۸

بغداد ۱۷۵

الف ممدودہ

آب بہت ۳۱۳

آستانہ خضر علیہ السلام ۳

آستانہ مخدوم لعل شہباز ۵۷-۲۱۵

آگرہ ۱۱۲-۱۲۲-۲۸۶-۳۰۳

آلور ۵

آسری، موضع ۲۳-۷۳-ح ۷۵-۲۲۳

۲۲۵

الف مقصورہ

اباورہ ۳۰۳

ابریجہ، موضع ۱۹۸

اجمیر ۲۹۸-۳۰۶

احمد نگر ۳۲۹

ادریلی، موضع ۷۵-۲۲۷

ادارہ، موضع ۲۶-۲۰۹

اسٹیشن سیوہن ح ۵۸

افغانستان ۲۸۹

اکس آلام، موضع ۶۶-۹۶-۱۲۳

۱۶۳-۳۵۵

بیانہ ۲۱۲
 بیلی شیخ موہ، قصبہ ۲۲۳
 پ
 پات (پاتر) ۲۵ ح
 پاتر، قصبہ ۲۶-۲۷ ح-۱۱۹-۱۶۳-۲۱۰
 پاہنی کوت، موضع ۲۱۱
 پتریجہ ۶۳
 پتنہ ۳۱۱
 پتیجی ۶۳ ح
 پچراہ ۱۰ ح
 پیدا پور (بداپور) ۳۲ ح-۹۷ ح
 پرگنہ اکبر آباد ۸۷
 پرگنہ الور ۱۹۵
 پرگنہ انرپور ۹۷
 پرگنہ باغبانان ۷۷-۶۶-۶۳ ح-۷۷
 ۸۳-۸۶-۸۷-۱۱۰-۱۱۹-۱۲۳
 ۱۲۳-۱۳۳-۱۳۸-۱۵۰-۱۵۱
 ۲۳۷-۲۰۲-۱۰۳
 پرگنہ بوکان ۶۷-۶۷ ح-۷۱-۱۳۳
 ۱۳۵-۱۳۷-۱۶۰-۱۶۲-۲۰۳
 ۲۰۵-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰
 ۲۱۱-۲۲۰
 پرگنہ پاتر ۶۵-۸۷-۲۰۹
 پرگنہ تکر ۱۶-۲۱-۶۳-۲۳۱
 ۲۳۶-۲۳۵
 پرگنہ جتوئی ۱۳-۲۳۱
 پرگنہ جٹیجہ ۷۵-۸۵-۱۰۳-۱۰۸
 ۱۱۷-۱۲۸-۱۵۳-۱۶۰-۱۹۳
 ۱۹۷-۲۰۰-۲۲۹

بکر (بھکر) ۹۹ ح (رک بھکر)
 بلگرام ۲۶۶
 بندر لاہری ۲-۹۱- (رک لاہری)
 بند ساوہ ۲۱۶
 بنگالہ ۱۵۷-۲۸۶-۳۰۷
 بنہن، قصبہ ۱۰۳
 بوکان، قصبہ ۶۸-۱۳۸-۱۷۱-۲۰۹
 بہار ۳۱۹
 بہانیرا (برہمن آباد) ۲۷۶-۲۷۵
 بہت ۱۳۹ ح
 بھکر ۲-۳-۵-۶-۷-۸-۹-۹ ح-۱۱
 ۱۱ ح-۱۲ ح-۱۶ ح-۱۷ ح-۲۱
 ۲۳-۲۶-۲۷-۲۸-۲۸ ح-۲۹
 ۲۹ ح-۳۱-۳۹-۳۹ ح-۴۰
 ۳۸ ح-۶۱-۶۳-۷۱-۸۲-۸۵
 ۸۶-۹۹-۹۹ ح-۱۰۰-۱۰۳
 ۱۰۳-۱۰۸-۱۱۲-۱۱۳
 ۱۱۵-۱۱۷-۱۲۹-۱۳۲
 ۱۶۰-۱۶۱-۱۶۳-۱۶۵
 ۱۷۳-۱۷۷-۱۷۷-۱۸۰
 ۱۸۱-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷
 ۱۹۸-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲
 ۲۱۷-۲۲۶-۲۲۶-۲۳۱
 ۲۳۲-۲۳۳-۲۳۵-۲۳۶
 ۲۷۹-۲۸۰-۲۸۸-۲۹۰
 ۲۹۱-۲۹۹-۳۰۱-۳۰۲
 ۳۱۲-۳۱۳-۳۲۳-۳۲۳
 ۳۲۵-۳۲۶-۳۳۰
 بھن (بھن) ۳۷ ح-۱۰۳ ح
 بہوترہ ۲۲۳

۱۳۷-۱۶۰-۱۶۲-۱۶۳-۱۹۷
 ۲۰۴-۲۰۵-۲۰۷-۲۰۹-۲۱۰
 ۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴
 پرگنہ کیبر ۳۸
 پرگنہ لاکوت ۷۹-۷۹-۸۰-۸۳
 ۸۵-۹۴-۱۳۸-۱۹۳-۱۹۶
 ۱۹۷-۲۰۱-۲۲۹-۲۳۰
 پرگنہ لدہ کاکن (گاگن) ۶-۶
 پرگنہ ماتیلہ ۵-۱۹۵-۲۳۶
 پرگنہ مہر ۵
 پرگنہ نصرپور ۹۳
 پرگنہ نیرون ۶۵-۶۹-۲۱۰
 پرگنہ ہالہ کنڈی ۳۰-۸۵-۱۲۷
 ۱۹۸-۲۰۱
 پریاری ۸۶
 پشاور ۲۸۳
 پلجی، موضع (پلیجی) ۳۶-۶۵-۲۰۲
 پنجاب ۲۷۹
 پوہتی ۷
 پیتھ ۱۱۰
 پیتو (پیتھ) ۱۱۰
 پیربدر (متصل پل مکی) ۳۱۷
 پیپری ۱۰۴
 ت
 تابک ۲۰۹
 تبریز ۲۶۵
 تپہ مردم لاکہ ۱۲۵
 تپہ سمیجہ اونر ۱۲۵
 تلہتی، موضع ۷۷-۷۷-۲۳۰
 توران ۲۹۶-۲۹۷-۳۰۹

۲۳۰
 پرگنہ جون ۶۱-۶۱
 پرگنہ چاچکان ۱۲۹
 پرگنہ چندو کہ ۱۵-۱۷-۱۸
 ۲۳۱-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵
 پرگنہ حویلی سہوان ۶۹-۷۱-۷۹
 ۸۸-۹۷-۱۱۰-۱۱۱-۱۳۷
 ۱۳۸-۱۵۳-۱۶۲-۱۹۳-۱۹۷
 ۲۱۰-۲۱۳-۲۲۰-۲۲۲-۲۲۳
 ۲۳۰-۲۳۱
 پرگنہ خطہ ۷۶-۷۹-۸۵-۱۰۸
 ۱۱۰-۱۱۹-۱۲۶-۱۲۸-۱۶۲
 ۱۹۳-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۲۰۰
 ۲۲۳-۲۳۰
 پرگنہ داربیچہ ۵
 پرگنہ دربیچہ ۱۰-۱۱-۱۲
 ۱۸-۳۹-۳۸-۸۵-۱۹۵-۱۹۸
 ۱۹۹
 پرگنہ دل ۸۳
 پرگنہ سا کرہ ۵۰
 پرگنہ سمواتی ۳۶-۳۸-۳۰-۸۳
 پرگنہ سن ۷۲-۷۳-۷۹-۸۸-۹۷
 ۹۸-۱۰۹-۱۶۲-۱۶۶-۱۹۳
 ۲۱۷-۲۲۳-۲۲۵-۲۳۰
 پرگنہ سہوان ۱۴۰
 پرگنہ شال ۸۳-۸۳
 پرگنہ فتح پور ۷
 پرگنہ کاکری ۹
 پرگنہ کاهان ۶۳-۶۶-۶۶-۸۷
 ۱۰۴-۱۰۶-۱۰۸-۱۳۳

ج	تورہ ۱۶۵
جانرہ ۱۱۸	تہانہ باجور ۱۱۳-۱۱۳ ح
جانکارہ ، موضع ۲۱۱	تہانہ زمین داور ۲۳۵
جنیجہ ۲۳۰-۱۲۸	تہانہ سمیجہ ۱۹۷
جوگی ہرنی ۷ ح	تہانہ وینجرہ ۲۰۱
جونمی ۱۳۷ ح	تہانہ ہالہ کنڈی ۲۰۱
جہانگیر آباد ، موضع ۱۱۹-۱۶۸	تہتہ (تہ) ۲-۱۱ ح ۲۹۰-۳۳-۳۳
موضع جیسروت ۲۲۷	۳۵-۳۶-۳۶ ح ۳۷-۳۸-۳۸
جیسلمیر ۶-۱۳-۸۲-۸۵-۱۰۶	۳۱-۳۱ ح ۳۲-۳۳-۳۵-۳۶
۱۱۷-۱۱۹-۱۲۵-۱۹۵-۱۹۸	۳۷-۳۸ ح ۳۹-۵۰-۵۲
۲۰۲	۵۳-۵۷ ح ۶۱-۸۲-۸۸
چین ۶۳	۸۹-۱۰۳-۱۰۳-۱۱۱-۱۱۲
چ	۱۲۳-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۸
چاگر ہالہ ۲۳۱	۱۳۹ ح ۱۵۰-۱۵۰-۱۵۰ ح
چتر ، موضع ۵ ح	۱۵۱-۱۶۱-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳
چشمہ حضرت بخاروہ شہباز ۵۹	۱۷۷-۱۷۸ ح ۱۷۸-۱۸۰
چشمہ کائی ۳۵-۱۳۵ ح ۲۲۰	۱۸۱-۱۸۶-۱۹۵-۱۹۸-۲۰۱
چشمہ نیٹنگ ۱۳۵-۱۳۶-۲۲۲	۲۰۲-۲۲۶-۲۲۸-۲۳۵-۲۳۹
۲۲۲	۲۴۰-۲۴۲-۲۶۷-۲۸۰-۲۸۱
چن ، موضع ۶۳-۱۱۰	۲۸۲-۲۹۰-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۳
چندوگہ ، قصبہ ۷-۱۲ ح	۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۱
چنی (ضلع دادو) ۶۳-۱۱۰ ح	۳۰۲-۳۰۳-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸
۱۳۷ ح	۳۱۲-۳۱۳-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷
چولی ۸۸	۳۱۸-۳۲۱-۳۲۲
چوٹر ۲۳	تہتی ، موضع ۳۷-۳۸-۴۳ ح
خ	۴۵-۴۷ ح ۱۳۷-۱۳۷-۲۲۳
خب ، موضع ۲۳۳	۲۲۵
حسن ابدال ۲۸۹	تیبہ ۶۳
	تیر (تیڑھی) ، موضع ۱۱۱-۱۱۱ ح
	۱۳۹-۲۱۳-۲۲۲

دیراؤن ، موضع ۸۵-۱۱۳-۱۱۸

۱۳۱-۱۱۹

دیرہ چندائی ۲۳۶

دیرہ مانک ۲۳۵

دیہ ، موضع ۱۱۰-۲۲۳

ر

رپری لنگھان ۱۲۱

رفیعان ، موضع ۱۲۸-۱۲۹

رنبہن (بہن) ۳۷-۳۷ ح

روضہ شہ چہتہ ۲۷۸

روضہ مخدوم سید جلال بخاری

۳۱۱

ریلوے اسٹیشن شیوہن ۲۷۸

ریلوے اسٹیشن گوہانک (خانوت)

ح ۹۷

ز

زمین کور ۲۳

س

سابہ ۱۱۸-۸۶

سادر ۲۰۹

سانکپور ۲۲۳

سانکرہ ۱۱۸

سامتانی ، موضع ۱۰۳-۱۰۳-۱۵۸ ح

۱۶۰

ساوہ ، موضع ۲۱۰

خ

خاصہ شورہ (خسائی شورہ) ۳۳ ح-

ح ۳۷-ح ۳۵

خانقاہ شیخ عثمان ۲۶۷

خراسان ۲۸۵

خسائی شورہ ۳۳-۳۳-۳۵-۳۷-۳۸ ح-

۱۲۸-۹۸-۹۷

خیر پور ناتن شاہ ۱۳۷ ح

د

دادو ، ضلع ۱۰۳ ح-۱۱۰-۱۳۵ ح-

ح ۱۳۲-ح ۱۳۷

دادیچی ۲۳۸

دارو بند ۳۶

ڈاھری ۷۸ ح

درہیلہ ، قصبہ ۱۳

درگاہ شیخ چہنہ ۲۲۸

درگاہ حضرت عثمان رندی ۳۲۸

دری ۱۵

دگری خورد ۵۹

دگری کلان ۵۹

دکن ۲۸۶-۳۱۹

دوآب ۳۲۷

دولت آباد ، موضع ۲۲۳

دومک ۲۰۹

دہلی ۱۷۸-۱۷۸-۳۲۷ ح

ڈیٹہ ۷۷ ح

سہوان ۷-۱۴-۱۶-۳۶-۳۲-۳۲-۳۲
 ۳۳-۳۳-۳۵-۳۷-۳۸-۵۰-۵۱
 ۵۵-۵۷-۶۲-۶۶-۷۱-۷۲
 ۷۳-۸۰-۸۶-۸۸-۸۹-۹۱-۹۳
 ۹۵-۹۶-۹۸-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲
 ۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۷-۱۰۸
 ۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵
 ۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰
 ۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۷
 ۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲
 ۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹
 ۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۵-۱۴۸
 ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵
 ۱۵۶-۱۵۷-۱۶۰-۱۶۵-۱۶۶
 ۱۶۸-۱۶۹-۱۷۳-۱۷۷-۱۷۷
 ۱۷۸-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۶
 ۱۹۳-۱۹۵-۱۹۸-۲۰۰-۲۰۱
 ۲۰۲-۲۰۵-۲۰۷-۲۱۳-۲۱۶
 ۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱
 ۲۲۶-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲
 ۲۳۳-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱
 ۲۴۲-۲۴۷

سیتارچہ ۲۸۱
 سیتاسر ۲
 سیتاپور ناہران ۳-۲۶-۵۷
 سیدان کارہ، موضع ۲۲۳
 سیستان ۲۸۶
 سیکرجی، موضع ۲۳۳
 سہوان ۷

سوکار بھکر ۲-۱۲-ح ۱۸۰-ح ۳۸-ح
 ۲۸۰-۲۸۱-۲۹۹-۳۰۱-۳۱۲
 ۳۱۳
 سرکار تھتہ ۲-۳۴-۵۰
 سرکار جون ۲
 سرکار چاچکان ۲-۳۴-۳۵-۴۵-۶۱
 سرکار چاکرہالہ ۲-۳۴-۳۵-۴۵
 ۴۹-۵۰-۵۸-۸۸-۹۷-۹۹
 ۱۲۹-ح-۱۸۰-۲۳۸-۲۳۹
 ۲۴۰-۲۴۱
 سرکار سہوان ۲-۹۱-۱۲۱
 سرکار سیوستان ۲۹۷
 سرکار ملتان ۲۸۰
 سرکار نصرپور ۲-۳۴-۳۵-۳۶-۸۵
 ۹۵-۹۸-۱۱۶-۱۱۸-۱۸۰
 ۱۹۵-۲۰۱-۲۳۵
 سروا ۲
 سرونج ۳۲۴
 سکرند، تعلقہ ۹-ح
 سن، قصبہ ۳۴-۴۳-۸۰-۹۶-۱۰۹
 ۱۰۹-ح-۱۳۷-۱۴۰-۱۵۳-۱۶۳
 ۱۶۷-۱۷۸-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۷
 ۲۲۸
 سندھ ۲-۵-ح-۷-ح ۱۱-ح-۲۰-ح ۶۱-ح
 ۶۳-۶۴-ح ۶۳-۶۵-۹۰-۹۱-۹۱-ح
 ۱۲۷-ح-۱۶۲-۱۷۸-۱۷۸-ح
 ۱۸۰-۱۹۸-۲۰۷-۲۲۷-۲۳۹
 ۲۴۰-۲۴۲-۲۶۰-۲۶۶-۲۶۹
 ۲۷۱-۲۷۲-۲۷۶-۲۷۹-۳۰۵
 ۳۲۸

صیدگر (صدگر) ح ۱۱۸-۱۱۹

ظ

ظفر آباد ۳۳

ع

عجم ۳۱۶

عراق ۳۱۹-۳۱۶-۱۴۵-۳۳

عزیزانی، موضع ۲۱۰

ف

فرنگ ۱۴۵-۳۳

ق

قاسم باریجہ، موضع ۲۰۸

قبر حضرت ہارون ۲۲۷

قبر خواجہ وینس قرنی ۲۲۸

قبر شیخ بیگ ۲۳۶ ح

قبرستان قدیم سیوہن ۲۷۸

قریہ شاہ حسن ۱۳۷ ح

قصبہ قاضی احمد ۹ ح

قلجی، موضع ۶۵ ح

قلعہ ابریجہ ۲۰۱

قلعہ احمد بیگ خان ۲۱۵-۲۲۲-

۲۲۴

قلعہ الور ۵

قلعہ بست ۳۲۹

قلعہ بہکر ۱۰۰۳-۱۱-۱۵-۳۱-

۳۲۶

قلعہ جہانگیر آباد ۱۲۰-۱۲۵-۱۲۶-

۱۲۸

سیوستان ح ۲۸-ح ۹۱-ح ۱۰۱

ح ۱۰۸-ح ۱۱۱-ح ۱۱۳-ح ۱۳۵-

۲۶۰-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-

۲۷۷-۲۷۸-۲۹۶-۳۰۳-۳۰۸-

۳۱۵-۳۲۰-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰

سیوہن ح ۵۸-ح ۹۱-ح ۷۸

سیوی (سوی) ح ۲-ح ۷-ح ۱۶-ح ۲۳-ح ۲۴-

۲۵-۲۶-۲۶-ح ۲۷-ح ۲۸-

ح ۲۸-ح ۲۹-ح ۳۰-ح ۳۱-ح ۳۲-

ح ۳۰-ح ۹۱-ح ۱۰۲-ح ۱۰۲-

ح ۱۱۲-ح ۱۱۳-ح ۱۹۶-ح ۲۰۳-ح ۲۳۳-

۲۳۷-۲۴۱-۲۴۶

ش

شاد بیله ۴

شال ح ۷-ح ۳۵-ح ۱۲۹-ح ۳۲۴

شکر، قصبہ ح ۳-ح ۵-ح ۸-ح ۱۴-ح ۲۴۱

ص

صدگر ۱۱۸

صفہ بہکر ۵۸

صفہ صفا ح ۳-ح ۳۹-ح ۲۹۳-ح ۳۰۴

صفہ وقا ۵۸

صوبہ اکبر آباد ۳۱۰

صوبہ تپتہ ۱۲۳-۱۹۸-۲۰۱-۳۰۷-

۱۱۱

صوبہ قندھار ۱۱۲

صوبہ گجرات ۲۸۶

صوبہ ملتان ۱۶۴-۱۷۷-۲۹۰-۳۰۹-

۲۲۶
کوہ لندہ (لندو) ۱۲۴-۱۲۴ ح
کوہیار، موضع ۳۰-۳۱-۶۰
کھمرد ۲۹۶
کیچ ۲۳۸-۵۹-۲۳۸-۲۳۹

گ

گانہ ۶۰
گجرات ۱۱ ح-۱۷۹-۳۱۹
گجر گوٹ (کجران) ۱۰۹ ح
گچیرو ۱۰۵ ح
گذر سن ۱۲۸-۱۵۳-۱۹۵
گذر سہوان ۱۷۲-۱۸۶-۱۹۵
گذر لاکرت، قصبہ ۱۳۲
گذر مندیجی ۱۳۵-۱۶۵-۱۶۸
گذر مہرہ ۱۱۹
گذر مالہ کنڈی ۱۹۵
گنبت (کنبد) ۱۰ ح
گنبد ۱۰ ح
گنجاہ ۲۵-۲۶-۲۷-۲۷-۲۹ ح
۲۹ ح-۳۰-۳۰-۳۰-۱۲۲-۲۰۳
۲۳۷-۲۳۱-۳۰۳-۳۲۴
گورستان خان زمان ۲۹۲

ل

لاکات ۷۹ ح
لاکوت، قصبہ ۱۳۲-۱۳۸-۱۵۰
۲۳۰
لاکیار ۲۲۶
لاہڑی بندر ۲-۹۱-۳۲۵

کرنک، موضع ۱۹۸
کروتی، موضع ۲۰۹
کشیر ۵۹
کعبہ ۲۷۵-۳۰۹
کلان کوٹ ۳۳
کمال پور ۲۱۹
کمان، موضع ۹۸
کن، موضع ۷۷ ح
کنبد (کنبد) موضع ۱۰۰-۱۰ ح
کنده کوٹ ۶۴-۱۱۰
کوٹری ۸۳ ح
کوٹلہ، موضع ۲۰۸
کوٹلی ۷۷ ح
کورانہ ۲۰۹
کولاب ریل
کولاب ساہ ۱۲۵
کولاب سونہری ۱۰۶
کولاب کتاہر ۱۲۷
کولاب کلان (منچر) ۶۹ ح
کولاب منچر (منچر) ۲۳-۶۹-۱۰۰
۱۳۶-۲۰۷-۲۰۷-۲۲۳ ح
کولاب مہا ۶۵-۲۰۳
کولاب وینجرہ (وینجرہ) ۱۲۷-۲۲۹
کونر کوت، موضع ۱۰۰
کوہچہ مکی ۳۸ ح
کوہ دارو بند ۱۲۴
کوہ سیتھور ۷۷ ح
کوہ کلان اوتھل ۲۰۹
کوہ لکی ۶۰-۲۱۶-۲۱۸-۲۲۰

ملتان ۹-۱۴-۲۸-۳۳-۳۷-۶۱-ح
 ۸۶-۹۹-۱۲۳-۱۲۳-۱۶۱-ح
 ۱۶۱-ح-۱۶۳-۲۵۹-۲۸۰-ح
 ۳۰۵-۳۲۰-۳۲۲-ح
 مکران ۲۸-۵۹-۳۸-ح
 کٹھی جنگل ۳۲۹-ح
 سنچر ۲۳-۶۹-ح
 منڈیمچی ۱۱۸-ح
 منہ شہر میراہہ) ۱-ح
 مورہ (ضلع نواب شاہ) ۵-ح
 مہران ، موضع ۱۱-۱۲-۱۳-ح

ن

نار ، موضع ۵۸-۱۳۷-۳۸-۱۳۸-ح
 ۱۵۲-۱۵۳-ح
 نارلم ، موضع ۲۲-ح
 ناریلہ ، موضع ۵-ح
 ناڑی ۲۶-ح
 ڈالہ ساوہ ۷-ح
 ڈالہ ماروی ۳-ح
 نجف اسرف ۳-ح
 نچدو ۱-ح
 نصر پور ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-ح
 ۱۱۸-۱۱۹-۱۱۹-۱۱۹-ح
 نظرگہ حضرت امیر علی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ ۵-ح
 نظرگہ اویس قرنی ۵-ح
 نگر ، موضع ۹۵-ح
 نواب شاہ ، ضلع ۱-۲-۳-۴-۵-ح

لاہور ۱۱-ح-۱۳۷-۲۱۳-۲۸۳-ح
 ۲۸۷-۲۸۸-۲۹۰-۲۹۷-۳۲۷-ح
 لشکری ۸۸-ح
 لعل واہی ۵۹-ح
 لکملوی ، موضع ۳-۷-۷-۲۱۷-ح
 ۲۲۵-۲۲۳-ح
 لکھنؤ ۲۰۵-ح
 لکی ، موضع ۳-۷-۲۹-ح
 لنگار ، موضع ۲۲۳-ح
 لوہری ۳-۵-۶-۹-۲۹۳-۳۰۷-ح
 م

ماتیلہ ۱-ح

ماری رضوان مکی ۶-ح
 ماری کپھر رای اماری کپھر واری)
 ۲۲۳-۲۲۳-ح
 سالوہ ۳۰۷-ح
 مہراب پور ۹-۱۰-ح
 محمود آباد ۳-ح
 مرند ۲۶۵-ح
 مزار پیر توہن ۱۶-ح
 مزار چہتہ (مخدوم جتا امرانی) ۵-ح
 ۲۷۱-ح
 مستنگ ۳۲۳-ح
 مسجد جامع تہہ ۳-ح
 مسجد خضریٰ ۲-ح
 مسجد شیخ بیہودہ ۱-ح
 مشہد مقدس ۳۰۹-ح
 مطبع نواکشور ۳-۱۰-ح

۵
 ہارون ۸۸
 ہالہ کنڈی ، قصبہ ۳۶-۳۷-۳۸-
 ۳۰-۳۱-۱۱۸-۱۲۹
 ہرات ۲۸۳-۲۸۵-۲۸۶
 ہر بلائی بندر ۲۴۲
 ہلمند ۲۸۷
 ہند ۱۰۸-۱۳۵-۱۶۲-۲۶۷-۳۰۷
 ہندوستان ۳۰-۱۶۱-۲۳۲-۲۶۰
 ۲۶۵-۲۹۰-۳۰۲-۳۰۹-۳۲۰

ی
 یک تنبی ، کوہ (ہک تنبی) ۵۷-
 ح۵۷-ح۵۸
 Ek Thamb ح۵۸
 Sehwan ح۵۸

نوارہ ۶۲ ح
 نول کشور ۲۸۸-۲۹۰-۲۹۱-۳۰۰
 نشینگ ۱۳۵-۱۳۵-ح۲۲۰ ح
 نیرن کوت ۳۵-۳۹-۵۰-۱۲۹ ح
 نیہ بدرہ ۳

و

واہی ، موضع ۶۵
 ونکار ۳۱-۶۰
 ویجر (بجراہ) ، موضع ۱۰-۱۰ ح-
 (نیز رک ویجرہ)
 ویجرہ (وینجرہ) موضع ۳۹-۸۶-۱۰۵-
 ۱۱۰-۱۱۸-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹
 ۱۳۲-۱۶۸-۲۲۹-۲۳۰

(۴) اقوام و قبائل

بیر ۳۲-۳۷-۳۹-۲۳۱
 بریہ ۶۳-۲۰۲
 بکیہ (بکیجہ) ۶۳-۶۳-ح۸۲-۲۰۲
 بلدی ۱۶
 بلوچ ۱۱ ح-۱۵-۵۹-۶۱-۹۷-۹۷-
 ۱۶۳-۲۳۹
 بلوچ باریجہ ۱۳۳-۱۳۵
 بلوچ بیر ۲۳-۳۰-۳۷-۳۹
 بلوچ بلدی ۱۵-۱۶
 بلوچ جتوئی ۵
 بلوچ چاندیہ ۸۶-۹۰-۹۹-۱۳۳-
 ۲۱۳-۲۳۷

الف

ابرہ ۱۶-۱۷-ح۶۳-۲۳۶
 ارغون ۹۰
 افغانہ سیوی ۱۹۶
 افغانان پنی (افغانہ پنی) ۲۸-۲۸ ح
 ۲۹-۳۱
 اوتہ اقوم ۸۲
 اوزبک ۳۲-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۵
 اونر ۸۳-۸۳
 ب
 باریجہ ۱۳۵

سمیجہ اوتہ ۷۶	راہو (فرقہ) ۸۳
سمیجہ اونر ۱۳-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹	راہوجہ ۷۷-۸۳-۸۶-۸۷-۱۲۷-۱۳۰
۶۳-۷۳-۷۵-۷۶-۷۸-۷۹-۸۰	زندہ ۱۶-۲۶
۹۰-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۱۰۳	س
۱۰۵-۱۰۶-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۵	سادات ۶۷-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۱۵۳
۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰	۲۲۵-۲۲۴
۱۲۲-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸	سادات اتای ۳۱۴
۱۲۹-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۵-۱۴۱	سادات اسپر خانی ۲۹۳
۱۳۳-۱۳۷-۱۳۸-۱۵۰-۱۵۳	سادات بہکر ۶
۱۶۲-۱۶۵-۱۶۸-۱۶۹-۱۸۰	سادات من ۷۹
۹۴-۱۹۶-۱۹۸-۲۰۰-۲۰۱	سادات کھیری ح ۲۵
۲۲۴-۲۲۶-۲۲۹-۲۳۰	سادات لاکھوی ۷۳-۷۹
سمیجہ بکیہ ۱۶-۶۷-۶۸-۷۷	ساریہ (سانریہ) ح ۸۳
۱۱۷	ساند (فرقہ) ۸۳
سمیجہ پریہ ۷۷	سانریہ (فرقہ) ۸۳-۸۴-۸۵
سمیجہ تیبہ ۶۷-۱۱۰-۱۱۹-۱۲۳	ساگی ۱۶-۱۷ ح
۱۲۴-۱۵۰	ساہتی ح ۸۳
سمیجہ جونجہ ۳۶	سمہ ۵-۶۴
سمیجہ داہری ۷۷-۷۸-۷۸ ح	سمیجہ ۱۰-۱۶-۱۷-۳۹-۴۰-۶۳
سمیجہ دل ۳۵-۳۶-۴۰-۴۵-۴۶	۶۷-۶۸-۷۳-۷۵-۸۰-۸۱
۶۸	۸۲-۸۳-۸۷-۹۰-۹۵-۱۰۰
سمیجہ دل سمواتی ۱۲۳	۱۰۳-۱۰۴-۱۰۶-۱۰۷-۱۱۰
سمیجہ راہوجہ ۱۶۷	۱۱۳-۱۱۴-۱۲۶-۱۳۰-۱۳۲-۱۳۳
سمیجہ ساند ۳۶	۱۳۵-۱۳۳-۱۳۹-۱۵۳-۱۶۳
سمیجہ کیبر ۳۶	۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۹۷-۱۹۹
سمیجہ کیریہ ۳۶	۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۶-۲۱۶
سمیجہ لاکیار ۲۳۶	۲۱۸-۲۱۹-۲۲۳-۲۲۹-۲۳۰
سہتہ ۸۵-۹۱-۱۹۹-۲۰۰	۲۳۱-۲۳۳-۲۰۵-۳۲۵-۳۲۶
سہودہ (سودہ) ۳۵-۳۶-۱۲۰-۳۳۰	۳۳۰

گ

گروہ نعل شہبازیہ ۲۶۳
گورا ۸۷

ل

لائاری ۲۶۰۱۶
لاکھ ۲۲-۲۳-۲۵-۲۷-۲۸-۳۱
۸۵-۱۰۹-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۹
۱۲۰-۱۲۸-۱۹۶-۱۹۷-۲۰۰
۲۰۱-۲۲۹-۲۳۰
لاکیار ۱۶-۸۳
لنچار ۳۱

م

ماچی ۷-۶۶-۹۶
مانچند ۷
مخانیہ ۶۸
مگسی ۱۶-۲۶
ملاحان ۲۱۰
ملکن باغباتان ۶۳
مناجد ۱۳-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱
مندر ۳۵
منگنیچہ ۹-۱۰
منگوانہ ۸۳-۸۴-۱۲۷
مہر ۵ ۱۵

ش

شورہ ۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۵-۳۶
۳۷-۳۹-۳۱
شیخان ۶۷-۷۵-۷۶
شیخان بندریچہ ۱۶

ف

فیروزجہ ۸۲-۸۶-۱۲۷-۱۳۰

ق

قریشی ۶۶
قزلباش ۲۸۳-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷

ک

کارا ۸۷
کامیچہ ۷۲-۷۳ ح
کتوہر ۱۶
کرد ۲۹
کمان ۷۲
کورائی ۱۵
کوربیچہ ۳۱-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱
۸۵-۱۰۰-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵
۲۰۰
کوربیہ تیبہ ۱۲۳-۱۲۴ ح
کوہی (مردم) ۷۵-۲۰۳-۲۱۶
۲۱۸-۲۲۶-۲۳۹
کیبر (قوم) ۸۲
کیریہ (فرقہ) ۸۳
کیہر ۳۴-۳۵

ہ	ن
ہالہ ۲۰۱-۸۵	ناریچہ ۳۱
ہالہ پوترہ ۲۰۰-۸۵-۷۸-۷۶	نکامرہ ۳۵-۳۴
ہزارہ ۲۳۵	نو کدر ۲۳۵
ہندو ۶۸	نہمردی ۹۶-۹۰-۸۷-۵۱-۵۰-۳۱
ہوسرہ ۱۴۸-۱۳۲-۳۵-۳۴-۳۳	۹۷-۱۳۷-۱۳۶-۱۲۳-۱۱۱-۹۷
	۱۵۲-۱۵۱-۱۴۰-۱۳۹-۱۳۸
	۱۶۶-۱۶۵-۱۶۳-۱۶۲-۱۵۳
	۲۲۳-۲۱۸-۲۱۴-۲۰۵-۱۶۷
یوسف زئی ۲۸۳	۲۳۹-۲۳۸-۲۳۳

۵۔ مصطلحات خاص

	الف
استمالت ۲۳۱	آب دزد ۲۲۰
اقطاع دار ۲۸ ح	آفت رسیدگی ۱۵۹-۱۳۶
الی یومنا ۱۵۵	ابریشم فروش ۱۵۶
الکنی ۱۷۶	اتکہ ۷
امین ۱۸۰-۵۱-۲۱	اجازہ ۱۹۶-۲۱-۱۹
انعام ۱۸۲-۱۸	اجارہای باطنہ ۲۳۳-۱۷۰
انعام اربابان ۱۸۵	اجود ۱۸۳
اوباش ۱۶۳-۱۶۳	احدی ۱۳۳
اوبچی ۲۳۳-۹۷	اخبار نویسی ۱۹۰
اول گرفته ۱۲۸	ادل ۱۲۹
اھور ۱۸۳	ارارہ ۱۵۵
ائمہ ۱۹۲-۱۸۰-۱۳	ارباب ۱۵۵-۱۵۰-۲۰-۱۸-۱۳
ایت ٹیل ۲۱۹-۱۶۸	ارداوہ ۱۵۲-۱۲۳
ایل نمودن ۲۳۷	ارزن ۱۸۳-۱۸۳
ب	اسامی ۲۳۳
بادنجان ۱۸۳	اسامی وار ۱۸۳
بادیان ۱۸۳	اسب زھری ۳۲
بارہ قلعدہ ۷	اسب ترکی ۱۲۲
بالمناصفہ ۲۰۳	اسب عراقی ۱۲۲
بخشی ۱۹۰-۱۸۰-۱۷۷-۹۳-۳۰	آسترہ ۲۵
بد (بنید) ۱-۷۱ ح	استعداد زراعت ۲۰۶-۱۵۸-۱۳۶
بدرقہ ۱۳۰	

پ	برات ۱۸۸
پارچہ آلچہ ۱۳۰	برج ۷
پاس ۱۵۶	برسات ۱۲۹
پاوزار ۵۰	برق انداز ۳۰۰-۲۰۰-۱۰۰-۲۲۹۰۲
پاوکروہ ۱۳۵-۱۶۵-۱۶۶	۲۳۲
پتواری ۱۵۵	برہ ۱۳
پر تمبہ ۱۳۱-۱۶۸	بذر گران ۱۸۰
پرچہ ۱۷۰-۲۲۶	بعد الیوم ۱۱-۱۳۷
پرچہ پوشیدنی ۶۹	بقچی (؟) ۱۰۵
پر کلکی (پر کلمی) ۶۵-۷۲-۷۶	بندیان ۱۳۵
پر گنہ ۵-۱۰-۱۷	بنگ ۱۵۹-۱۸۳
پروانچہ ۱۳۷	بود ۱۲-۱۳
پل قہار ۱۵۷	بود و نابود ۱۲-۱۸
پنجرہ ۲۵	بہ (بہہ) ۷۰-۷۰ ح
پنکی ۱۵۹	بھومیہ ۲۲۲
پیادہ ۱۳۹-۱۹۲	بی باقی نمودن ۱۲۶
پیشکش فصلانہ ۱۲۴	بیت المال ۵۳
پی کردن ۴۳	بیسوی ۱۸۲-۲۰۳
ت	بیگار ۱۶۰
تاریکیان ۲۸۳	بیگہ ۹-۲۰۳
تپہ ۸۰-۱۲۸	بیگہ پختہ ۱۸۲
تخاقوئیل ۱۶۸	بیل ۸
تخفیف حصہ ۱۰۹	

تیپ شدہ ۱۲۶	تخیم زدہ ۱۲-۱۳-۱۸۲
تیرانداز ۳۰-۲۲۹-۲۳۲	تخمین ۱۷۱
تیولدار ۲۸ ح	تیر ۶۹
ج	ترانہ و سرود ۱۶۹
جارجی ۹۳	ترب ۱۸۳
جاگیردار ۱۵-۲۸ ح-۳۱	تودد ۱۵۱
چپر ۶۹-۱۶۵	تفصیلہ ۱۳۰
جرمانہ ۵۳	تفنگ اندازی ۱۳۹
جریب ۱۲-۱۳-۱۶-۱	تقلبی ۱۹۲
جکر ۱۳۱	تمسکات شرعیہ ۳۸
جلو ۳۳-۱۳۹-۱۵۱	تنبا کو ۱۷۲-۱۸۳
جلو ریز ۱۰۶	تنخواہ ۱۶۵
جلو گردان ۱۰۶	تنکہ ۱۷۲-۱۸۲
جمع بندی ۱۸-۸-۱۰۷-۳۰	توجیہ ۱۸-۲۰-۵۱-۱۰۲
جنکرہ ۲۲۲	توجیہ پیشکش اسپ ۵۳
جنگل ۱۳	توجیہ ظلمانہ ۱۹۲
جواری ۱۲۵-۱۸۳	توجیہ مال واجبی ۱۰۳
جهاز ۳	توجیہ (انداختن) ۱۹۲
جیبہ ۲۳۳	توجیہات باطلہ ۵۱
جینغہ مرصع ۱۲۲	توزک (نمودن) (؟) ۱۲۰
ج	تویہ ۳۶-۱۸۲
چانک ۲۳۳	تہانہ ۲۱-۳۰-۵۰-۸۸-۱۹۶
چادر ۱۵۷	تہانہ دار ۳۷-۵۰-۶۳-۲۳۷
	تہانہ نشانیدن ۲۰۰-۲۰۲

خالصہ شریفہ ۱۸۷-۱۹۲	چبوتر ۳
خدمات مامورہ ۱۹۳	چبوترہ ۱۵۹-۲۳۸-۲۳۵
خرجین (خرجینہا) ۴۲	چبوترہ کوتوالی ۵۳
خروار ۱۸۲-۲۰۸	چرخ ۲۳۵
خریف ۸۶-۷۱-ح۱۸	چغل (چغلان) ۱۵۸-۱۵۵-۱۴۶
خزانچی ۱۸۸	۱۷۴
خسرہ ۱۳-۱۲	چک (چکھای) ۱۹۱-۱۵۸-۱۴۷
د	چوبداران ۱۴۴
دارالقضا ۱۹۳	چوشیدن ۲۵
دار و مدار ۱۳۳-۱۲۹-۱۲۲	چوکی ۱۹۵
داغ ۱۵۵	چوکیداران ۱۹۵
دام ۱۸۳-۱۷۲	ح
دانه بندی ۹ ح	حاصل کشتیہای ۱۴۵
درو ۱۰۳	حرفت ۳۳
دروایش ۲۴۰	حر فروشی ۱۶۶-۱۳۰
دست آویز ۱۶۲	حرفہ گر ۱۸۸
دستک ۱۵۷	حفاظ ۱۷۰
دست گیر ۱۹۹	”حقیقت دان“ ۱۵۸
دستور ۱۸۲-۱۷۱-۱۴۶-۱۳	حکم چلہ و کمان داشتن ۱۳۰
دستورالعمل ۱۸۲-۱۴۷-۱۸-۱۴-۹	حکمی ۱۶۰-۱۵۷
دستورالعمل دوت ۱۷۲	حلال خور ۱۶۷
دستور دھرت ۱۴۷	خ
دستوری ۱۳	خاصہ خیلان ۱۳۹
	خالصہ ۱۶۵-۱۴۴-۵۳-۱۸

ز	دفتر خانہ شہنشاہی ۱۸۹
زرچک فرمانی ۱۵۸	دفعہ وقت ۱۷۴
زردک ۱۸۳	دکری خورد ۵۹
زمینداران ۸	دکری کلان ۲۲۷-۵۹
زمین ریزانی ۸۰	دکھ (خوردن) ۴
زمینہای کاجہ ۲۰۳	دلعل ۱۵۴
زنہار ۱۵۱	دوجائی ۱۹۲
زیادہ طلبی ۲۱	دھارا تیرت ۲۲۷
زیرہ ۱۸۳	دھرت ۱۸۷-۱۸۲-۱۳۷
س	دہ بیست ۱۵۹
ساعی ۱۵۸	دہ سی ۱۵۹
سبز بری ۱۳۳-۱۳	دیر (ڈیر) ۷۱-۷۱ ح
سپاہگری ۲۱۴	دیرہ دادہ ۱۱۰-۱۲۷-۱۳۱
ستم شریک (شریکی) ۱۰۲	دیوان ۱۴
سچقان ٹیل ۱۴۶	ر
سر جریب ۱۴۶	راکس ۱۰۸
سر حاصل ۱۵۸	رانا ۳۴ ح
سرشف ۱۸۴	ربیع ۸۶-۷۱
سرکار ۲	ربیع ۱۸ ح
سرکله ۲۰۸-۳۷	رسوم ۱۸۶
سرکوب ۱۲۹	رعیت ریزہ ۲۰۷-۲۰
	رنگ (جانور) ۲۲۱-۱۴۲
	روزہ طی ۱۷۰
	رہزانی ۲۰۶-۲۰۴
	رہگ ماہی ۵۹

شقدار ۱۸-۲۱-۳۱-۹۳-۱۲۸-۲۳۶

سروپا (پوشانیدن) ۱۵۷-۱۵۹-۱۷۰

شکار قمرعہ ۴۹

سزاوول ۱۹۸-۱۷۷-۲۹

شکار گز و تیر ۱۳

سزاوولی کردن ۱۱۲

شلاق ۱۷۱

سزاوولی نمودن ۱۲۲

شنقار (شدن) ۱۱۳

سفید بری ۳۳-۱۳

شوره ۱۸۲

سکپال ۴۲

شیبہ ۲۱۲

سگ تازی ۳۲

ص

سن ۱۸۳

صدر ۱۹۲-۱۹۰

سوار ۲۰۰-۱۶۶-۱۳۹

صفہ ۳

سواری (کردن) ۱۵۳-۱۲۶-۸۰

۱۹۶

ض

سٹیس ۱۳۳

ضبط ۱۰۲-۹۶-۱۳-۱۳

سیر ۱۸۳-۱۸۲

ضبط آوردن ۱۵۹

سیر جہانگیری ۱۳۶

ضبط کردن ۱۲

سیرون ۱۵۳

ضبط و ربط ۱۰۳

سیورغال ۷۳

ضبطی ۱۷

سیوہ رات ہندوان ۲۲۶

ضبطی شدہ ۲۰۳-۱۳

ش

ط

شالی ۱۸۳

طریقہ ملامتہ ۲۶۳

شب سیورات ۵۹

طناب ۱۸

شترکوهی ۳۲

طناب کشان ۱۸

طوبار ۱۶۰

شطرنجی ۳۰

طوبلہ ۱۲۲

شطرنجی خواجہ نشین ۳۲

فصل خریف ۱۰۵	ع
فصل ربیع ۱۰۵	عامل ۱۹-۱۴
فوتی ۱۹۲	عدس ۱۸۴
فوتی و فراری ۲۴۵	عرس ۱۶۹
فوجدار ۱۱-۳۸-۱۳۸	عزیز ۱۹۳
ق	علوفہ ۲۲۲
قاضي ۱۹۰-۱۹۳	عمل ۱۸۹-۱۸۶-۱۶
قانون گو ۱۴-۱۸-۵۱-۱۵۵	عمل ضبط ۱۰۲
قبل داشتن ۳۰-۱۱۳	عمل ضبطی ۱۳۴
قترہ ۳۸-۱۵۲	عمل غلہ بخشی ۵۱-۱۰۲-۱۳۴
قترہ کردن ۱۲۷	عمل معمول ۲۰۳-۲۴۲
قدغن ۱۵۷	غ
قرا ۱۵۶	غلہ بخشی ۵۱-۱۰۱-۱۰۱-۱۸۲
قرار بالمناصفہ ۱۲۱-۱۳۳	غور رمی ۱۸۸
قرار سیوم حصہ ۱۰۱	غیر معمولہ ۲۰۸-۲۲۱
قرار کن کوت ۹	ف
قراولی ۴۹	فالیز ۲۱۲
قرقرہ ۴۳	فراری ۱۹۲
قضائتہ ۱۳۴	فراش ۱۳۴
قطاع طریقان ۱۳۰-۱۶۵	فرامین مسماتی ۱۹۱
قلبہ ۱۵۸	فرامین مذکراتی و مسماتی-۱۶۱
قلعہ ۱۶۶	فرجہ تعبیه ۴۷
قوال ۱۶۹	فصل آفت رسیدہ ۱۶۴
قوج ۲۲۱	فصلانہ ۲۲۱

کوکنار ۱۸۳
کولاب ۷۰
کپھر (کیہر) ۷۱-۷۱ ح
کھلی ہا ۱۶۱

گ

گاذر ۱۶۶-۱۳۲
گانہ ۶۰
گنہ خرچہا ۱۹
گیچ ۲۰۷-۲۰۸
گذر ۱۵۷-۱۸۶
گرگ دو ۱۲۷
گری ۱۰۹-۱۳۹
گل معصفر ۱۸۳
گماشتہ ۱۵۶-۱۶۵-۱۸۸
گورہ ۱۲۳-۱۵۲

ل

لاچین ۲۳۵
لاری ۹۵
لباسی ۱۹۲
لک ۷۰
لوت (کردن، نمودن) ۱۶۳-۱۶۶
لور (لوڑ) ۷۰-۷۰ ح

ک

کارکن مال ۲۱
کاسبی ۳۳
کاسہ ۱۳۶-۱۷۲-۱۸۲
کال ۱۸۳
کچرہ ۱۸۳
کرایہ ۶
کرور ۷۰
کروری ۱۵۱
کرورہان ۲۳۲
کروہ ۸۵-۲۰۳
کرہ ۱۵۶
کرہ زدن ۱۵۶
کسری ۱۹۳
کشالہ ۳۸
کلانتران ۶-۹۰
کم ۷۰-۷۰ ح
کنجد ۱۸۳
کنگاش ۱۰۵-۱۳۱
کوتوالی ۵۳
کوٹہ پاچہ ۱۲۸
کور زمین ۲۳
کوس ۱۷۸ ح

	م
مردم چغل ۱۰۹	ماری ۶۰
مردم غرضگوی ۱۴۶	ماش ۱۸۳
مردم کارنده ۱۹۱	مال ۶
مسماٹي ۱۵۸-۱۶۱	مال اجارہ ۱۹-۱۷۱
مسنگ ۱۸۳	مال دیوان ۱۱-۶۹-۸۹-۱۵۹
مشت نقرہ ۱۲۲	مالگذاري ۶۷-۸۵
مطروحہ ۱۹۲	مالگذاري کردن ۱۰۹-۱۶۸
مظلّمہ ۱۴۶	مالگذاري نمودن ۱۱۰
معاملہ گذاری ۶	مال واجبي ۱۸
معلمان جہاز ۲۷	متعدی ۱۸۹
معمول ۱۸۳	متمردان ۱۶۳
معمولہ ۲۰۸	مجري ۲۰
مفتیان ۱۹۰	مجري دادن ۲۱۷
مقدم ۱۵۵	مجري ۲۲۲
مقدمان ۸	مجال ۱۳-۱۶۳
مقطعي ۲۸-۶۹-۸۵-۱۳۴-۱۳۵	محاسب ۱۹۰
ملاحظہ ۱۶۸	مخاديم ۱۳۳
ملاّمتيہ ۲۶۳	مخدول العاقبة ۱۱۸-۱۸۰
ملسا ۲۵	مد ۶۹
ممالک محروسہ بادشاہي ۲-۱۷۳	مدد معاش ۱۲۱-۱۳۷-۱۹۱
مسن ۹-۱۷۲	مذکراتي ۱۵۸-۱۶۱
مین اعمال ۲۰۱	مرادي ۱۸۳
مندوہ ۱۸۳	
منصب دار ۳۰-۱۶۸	

مواضع ریزانی ۲۰۵	منصبدار ریزہ ۱۳۳
مواضع کاجہ ۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷	منگ ۱۸۳-۱۸۳
۲۰۸	منگ کہنہ ۱۸۲
موزاہ ۲۶	منیب ۱۸۸
موسم آب کلانی ۲۰۵	مواجبی ۲۱۷
مہتہ ۲۳۳	موازی ۱۳
مہم ۱۸۱-۱۱۳	مواس ۲۲۰
میلکہای زرین ۴۲	مواشی ۱۳-۷

(۶) اقوام و قبائل سندھ

(برای نشان صفحہ رک فہرست نمبرم اقوام و قبائل)

بلوچ بَہَر (بَہَر ، بَروچ)	الف
بلوچ بُلدی (بُلدی ، بروج)	آبرہ (آبرہا)
بلوچ جَنوٹی (جَنوٹی ، بروج)	آوتہ (اونا)
بلوچ چاندیہ (چاندیا ، بروج)	آونر (آنر)
بلوچ کَلیماتی (کَلیماتی ، بروج)	ب
بلوچ مگسی (مگسی ، بروج)	باریجہ (باریجا)
بلوچ نوت بندہ (نوت ، بروج)	بَہَر (بَہَر)
بلوچ نوحانی (نوحانی ، بروج)	بَریہ (بَریہا)
بُوبک (بُوَبک)	بمکیہ - بکیجہ (بَکِجہ)
بہان (پان)	بُلدی (بُلدی - بُلدی)
بہجہ (پچا)	بَلوچ (بَروچ)
بیہن (بیہن)	بلوچ باریجہ (باریجا ، بروج)
بہوار (بہنور)	

دَل
 ذونبکی - دوسبکی (ذونمبکی)
 دبتہ (ڈبتا)
 دیریجہ (دبری جا)
 دیناری
)
 راجپال
 راجپوت
 راہو
 راہوجتہ (راہوجا)
 رند
 س
 سادات اقای
 سادات امیرخانی
 سادات بھکر
 سادات سن
 سادات کھیری (کھیری)
 سادات نکملوی (لکھیاری)
 ساریہ (ساریا)
 ساند
 سانبہ (ساریا)
 سانگی
 ستمہ (ستما)

پ
 پترہ (پتریا)
 پتلی (پتلی)
 پتلیجہ (پتلیجا)
 پوار (پہنور)
 پھوار (پہنور)
 ت
 تمیم (یا - تھیم)
 تیبہ (ٹیپا)
 ج
 جت
 جتہ (چتہ)
 جوکیہ (جوکیا)
 جونیجہ (جونیجا)
 چ
 چاندیہ (چاندیا)
 خ
 خواجہ (خواجا)
 د
 دآر دشت
 داریجہ (دآریجا)
 داہری (ڈاہیری)

ق	سَمیجہ (سَمیجا)
قشریشی	سَمیجہ اوتہ (سمیجا ، اونا)
ک	سَمیجہ اوتر (سَمیجا ، اَنتر)
کارا (کارا)	سَمیجہ بکِہ (سَمیجا ، بکِیا)
کاهیجہ ، گاهیجا	سَمیجہ پَرِیہ (سمیجا ، پَرِیا)
کتوہر (کتوہر)	سَمیجہ تیبہ (سَمیجا ، تِپا)
کُمان (کُمان)	سَمیجہ جُونیجہ (سَمیجا ، جُونیجا)
کُورائی (کوزائی)	سَمیجہ داہری (سَمیجا ، ڈاہری)
کوريجہ (کنوریجا)	سَمیجہ دَل (سَمیجا ، دَل)
کوریه تیبہ (گھُوریا تِپا)	سَمیجہ دَل سَمیواتی
کیپر (کیپر)	(سَمیجا ، دَل سَمیواتی)
کیریہ (کیریا)	سَمیجہ راہُوجہ (سمیجا ، راہُوجا)
کیہر (کِہر)	سَمیجہ ماند (سَمیجا ، ماند)
گ	سَمیجہ کیپر (سَمیجا ، کیپر)
گُورا	سَمیجہ کیریہ (سمیجا ، کیریا)
ل	سَمیجہ لاکِیار (سمیجا ، لاکِیتر)
لاشاری	سہتہ (سہتا)
لاکہ (لاکا)	سُودہ - سودہ (سودا)
لاکیار (لاکیتر)	ش
لنچار	شورہ (شورا)
م	شیخان (شیخ)
ماچی (ماچی)	شیخان مہدیجہ (مہدیجا شیخ)
مانچند (مانچہند)	ف
	فیروزجہ (فیروزی جا)

نیکامره (نیکامڑا)	مگسی
نہمردی (نہمرد دا - نَمو میڑیا)	مکان باغبانان (باغبان جا مک)
ہ	مناہجہ (مناہیجا)
ہالہ (ہالا)	مندرہ
ہالہ پوترہ (ہالیپوٹا)	منگنیجہ (منگنیجا)
ہندو	منگوانہ (منگوانا)
ہوسرہ (ہوسڑا)	مہر
	ن
	ناریجہ (ناریجا)

(در قوسین اسم قبائل ، بزبان مندی نوشتہ شدہ است)

(۷) اسمانی اماکن سندھ

آکناری (اگناڑی)	الف محدودہ
آلور ، آروڑ	آستانہ خصر (علیہ السلام)
آنر پور (آنڑا پور)	آستانہ مخدوم لعل شہباز
آنکی (آنکی)	آمیری ، موضع
آنون بیلہ	
آوباورہ (آباورہ) (آباوڑو)	الف مقصورہ
آوتھل (آتھل)	آباورہ (آباوڑو)
ب	آبریجہ ، موضع (ابریجا)
بارکان	آدر بیلی ، موضع
	آرارہ ، موضع

ہاتر، قصبہ (ہاتر)
 ہاھنی کوت، موضع (ہاھنی کوت)
 ہتربجہ (ہتیبجی)
 ہتیبجی (ہتیبجی)
 ہتیراہ (ہتیرو)
 ہرگنہ اکبر آباد
 ہرگنہ الور (ہرگٹو اروڑ)
 ہرگنہ آنرپور (ہرگٹو انڈپور)
 ہرگنہ باغبانان
 ہرگنہ بوبکان (ہرگٹو بوبک)
 ہرگنہ ہاتر (ہرگٹو ہاتر)
 ہرگنہ تکر (ہرگٹو تکر)
 ہرگنہ جتوئی
 ہرگنہ جٹیجہ (ہرگٹو جوٹیجا)
 ہرگنہ جٹون (ہرگٹو جٹون)
 ہرگنہ جاچیکان
 ہرگنہ چندو کہ (ہرگٹو چاندکو)
 ہرگنہ حویلی سیوان
 (ہرگٹو حویلی سیوان)
 ہرگنہ خطہ
 ہرگنہ داربجہ (ہرگٹو داربجو)
 ہرگنہ دریلہ (ہرگٹو دریلو)
 ہرگنہ دل

بازاران، موضع
 باغ قلندر لعل شہباز
 باغبانان، قویہ (باغبان)
 باقی جی (باقی جی)
 بپیری، موضع (بپیری یا پپیری)
 بداپور (بداپور) (بداپور)
 بدین
 بجر خونیں (شہر بھکر)
 برہمن آباد
 بکر (بھکر)
 بندر لاہری
 بندر ساوہ (سائو بند)
 بنہن، قصبہ (بہن)
 بوبکان، (بوبک)
 بھانبرا (برہمن آباد) (بانپرا)
 بہت (پیت)
 بھکر
 بہن (بہن)
 بہوترہ (پوتڑا)
 بیلی شیخ مومہ، موضع
 (بیلی شیخ مومہ)

پ

ہات (ہاتر)، (ہات)

ت	پرگنہ ساکیرہ (پرگٹو ساکیرو)
تابک	پرگنہ سمواتی
تپہ مردم لاکہ (تپو لاکن جو)	پرگنہ سن
تپہ سمیجہ اونر	پرگنہ مہوان
تلہتی ، موضع (تلتی)	پرگنہ شال
تسورہ	پرگنہ فتح پور
تہانہ سمیجہ (تاٹو سمیجا)	پرگنہ کاکیری (پرگٹو کاکڑی)
تہانہ وینجرہ (تاٹو ویجھڑو)	پرگنہ کاهان
تہانہ ہالہ کنڈی	پرگنہ کیبر (پرگٹو کیبر)
تہنتہ (تنتہ)	پرگنہ لاکوت (پرگٹو لاکت)
تہتی ، موضع (تھی)	پرگنہ لدہ کاکن (گاگن)
تیبہ (تیبا)	پرگنہ ماتیلہ (پرگٹو ماتیلو)
تیری ، موضع (تیرھی)	پرگنہ مسہر
ج	پرگنہ نصر پور
جانیرہ	پرگنہ لیرون
جانکارہ ، موضع (جھانکارا)	پرگنہ ہالہ کنڈی
جین	(پرگٹو ہالہ کنڈی)
جونیجہ (جونیجا)	پریری
جوکی ہرنی	پلجی ، موضع (پلیجی)
جُوہی	پوہتی (پوہتی)
جھانگیر آباد	پیتہ (پیتو)
جیسروت ، موضع	پیتو (پیتہ) (پیتو)
	پیر بدر (متصل ہل مکلی)

درگاہ حضرت عثمان مروندی

دری، قلعه

دکری خورد

دکری کلان

دولت آباد، موضع

دومک

دیراؤن، موضع

دیرہ جندائی (دیرو جندئی)

دیرہ مانک (دیرو ماٹک)

دبہ، موضع (دہیہ)

چاکر ہالہ

چتر، موضع

چشمہ حضرت مخدوم شہباز

چشمہ کائی

چشمہ نیشنگ (چشمو نیشنگ)

چن، موضع (چن)

چندو کہ، قصبہ (چاند کو)

چنی (ضلع دادو) (چنی)

چولی

چہتر

ر

رہری لنگاھان (لانگاھن جی رہڑی)

رفیعان، موضع

رنہن (بیہن) (شاید - بیہن) -

یا رنہن

روضہ شاہ چہتہ (روضو شاہ چتو)

ز

زمین کوہ (کھیر) (کیہر)

س

سابہ؟

سادر؟ (شاید - ساڈر)

سانکپور (سانگ پور)

سامتانی، موضع (گوت سامتانی)

ح

حَب

خ

خاصہ شورہ (خسائی شورہ)

خسائی شورہ، موضع

خیرپور ناتن شاہ (خیرپور ناتن شاہ)

د

دادو، ضلع

دادیجھی، ٹالہ

دارو بند

داهیری (ڈاہیری)

دربیلہ، قصبہ (دربیلو)

درگاہ شیخ چہتہ (درگاہ شیخ چتو)

شال (کوٹنا = شال)
شکر، قصبہ (سکھر) (سکر)

ص

صد گر (صید گڑھ - سید گڑھ)
صفہ بہکر
صفہ صفا
صفہ وفا
صوبہ تھتہ
صید گر (رک : صد گر)

ط

طغر آباد (طغرل باد - تغلق آباد)

ع

عزیزانی، موضع (عزیزانی گوت)

ق

قاسم باریجہ، موضع
قبر حضرت ہارون
قبر خواجہ ویس قرنی
قبر شیخ بیگ
قبرستان قدیم سیوہن
قریہ شاہ حسن
قصبہ قاضی احمد
قلعہ ابریجہ (آبویجن جو قلعو)

ساوہ، موضع (گوت ساو)

سرکار بہکر

سرکار تھتہ

سرکار چاچکان

سرکار چاکر ہالہ وجون

سرکار سہوان

سرکار نصرپور

سروا (سروہ) (سرو واہ)

سکرند، تعلقہ (سکرند)

من، قصبہ

سند

سہوان (سیوستان) (سیوہن) (سیوان)

سیتارجہ، موضع (سیتارجہ)

سیتاسر (یا سیتاسر) یا سیتاسر

سیت پور ناہران (ناہران جی

سیت پور)

سیدان کارہ، موضع

سیکرچی، موضع

سیوان (رک : سہوان)

سیوستان (رک : سہوان)

سیوہن (رک : سہوان)

سیوی (سوی، سی)

ش

شاد بیله (ساتیلو)

کا کہ ، موضع
 کانبو (کانپو)
 کانگرہ (کانگریو)
 کانہری ، موضع (کانہری)
 کاہان ، قصبہ
 کانہری (رک : کانہری)
 کاہی محجوبی ، موضع
 (کاہی لیکٹل)
 کبروت (کسبروت)
 کتوہر (کتوہڑ)
 کجران ، موضع (گجران جو گوٹ)
 کچی ، موضع (کچی یا کچی)
 کچیرہ ، موضع (کچیرو)
 کچی ، موضع (کچی یا کچی)
 کراچی
 کرنک ، موضع (گزنگ گوٹ)
 کروتی ، موضع (کروتی)
 کلان کوت (کلان کوت)
 کمال پور
 کمان ، موضع
 کین ، موضع (کین)
 کنبد ، موضع (کنبد)
 کندہ کوت (کندہ کوت)
 کوتری (کوتیڑی)
 کوتلہ ، موضع (کوتیلو)

قلعہ احمد بیگ خان
 قلعہ آلور
 قلعہ بہکر
 قلعہ جہانگیر آباد
 قلعہ سلطان محمد برننگانی ارغون
 (برننگانی ؟)
 قلعہ سہوان
 قلعہ میوی
 قلعہ قدیم بہکر
 قلعہ کا کہ
 قلعہ کاہان
 قلعہ کائینرہ (کانہری)
 قلعہ کرنک (شاید : گزنگ)
 قلعہ لاکوت (لاکات وارو قلعو)
 قلعہ ماتیلہ (باٹیلی وارو قلعو)
 قلعہ نار
 قلعہ نارنگہ (شاید : نورنگ)
 قلعہ نصرپور
 قلعہ نیرن کوت
 قلعہ ویجرہ (ویجرہ) (ویجھڑو)
 ک
 کاترہ (کائیڑی)
 کاچہ (کاچو)
 کاکری (کاکری)

گنجر گوت (کجران)
 (گنجرن جو گوت)
 گنچيرو (گچيرو)
 گذر سن (سن جو پستق يا گهير)
 گذر سهوان (سيوهڻ جو پتن
 يا گهير)
 گذر قصبه لاکوت
 (لاکاڻ وارو پستق يا گهير)
 گذر منديجي (منديجي وارو پستق
 يا گهير)
 گذر مهره (مھري وارو پستق
 يا گهير)
 گذر هاله کندي (هالن وارو پتن
 يا گهير)
 گنبت (گنبت)
 گنبد
 گنجاہ
 گورستان خان زمان
 ل
 لاکاڻ (لاکاڻ)
 لاکوت، قصبه (رک : لاکاڻ)
 لاکيار (لاکير)
 لاهري بندر (لاهور يا لاهوري بندر)
 لشکري

کوتلی (کوتلی)
 کورانہ
 کولاب ریل (ریل جي ڍنڍ)
 کولاب سابه (سابي جي ڍنڍ)
 کولاب سونھري (سوني ڍنڍ يا
 سونھري ڍنڍ)
 کولاب کتاھر (کتوھرن واري ڍنڍ
 يا کتوھر ڍنڍ)
 کولاب کلان (منچر) (وڏي ڍنڍ)
 کولاب منچر (منچر) (منچر)
 کولاب مها (معنيٰ : وڏي ڍنڍ)
 کولاب ويجره (ويجھڙي ڍنڍ)
 کونر کوت، موضع
 کوهچہ مکلي
 کوه دارو بند
 کوه سیتپور
 کوه کلان اوتھل (آئل وارو
 وڏو جبل)
 کوه لکي
 کوه لنده (لنڊو جبل)
 کوهيار، موضع (کوهيار)
 کيچ (کيچ)
 گ
 گانہ (گھاڻو)

ن

نار ، موضع
 نارِ اسم ، موضع
 ناریلہ ، موضع
 ناری (ناڑی)
 نالہ ماوہ (ماٹو واہ)
 نالہ ماروی (مارویء جو واہ)
 نصرپور
 نظرہ گاہ امیر علی مرتضیٰ
 نظرہ گاہ اویس قرنی
 نگر ، موضع
 نواب شاہ ، ضلع
 نوارہ
 نیشنگ
 نیرن کوت
 نیہ بدرہ

و

واہی ، موضع
 ونکار (ویکار)
 ویجر ، موضع (بچراہ ، ویجرہ)
 ویجرہ ، موضع (ویجھڑو)

ہ

ہارون

لعل واہی (لعل جی واہی)

یا لال کسی)
 لکملوی ، موضع (لکیاری گون)
 لکی ، موضع (لکی)
 لنجار ، موضع
 لوہری (روہڑی)

م

ماتیلہ (ماتیلو)
 ماری رضوان مکانی (ماڑی)
 ماری کپھر رای (ماڑی کپھر واری)
 محراب پور
 مزار پیر توپن (پیر توپن)
 مزار چھتہ (مخدوم چتا امرانی)
 (چتو یا چتو)

مستنگ (مستونگ)

مسجد جامع تہہ
 مسجد خضری

مسجد شیخ بہورہ
 مکران

منچر (منچر)

مندیبجی (مندیبجی)

منہ (شہر میر ابرہ) (منہن)

موزہ (ضلع نواب شاہ) (موزو)

مہران ، موضع (مہران)

